جماعت
کی
راہنمائی

جماعت

کی

راہنمائی

بخت اللہ خان

jamāt kī rāhnumāī

Leadership in the Jamaat

by Bakhtullah Khan
(Urdu—Persian script)

© 2017 Chashma Media

published and printed by
Good Word, New Delhi

Bible quotations are from UGV.

for enquiries or to request more copies:
askandanswer786@gmail.com

لیاقت کچھ پریشان ہے۔ اُسے جماعت میں خدمت کرتے ہوئے پانچ ماہ ہو گئے ہیں۔ شروع میں کام بہت اچھا چلتا تھا۔ لوگ اُس کے پیغامات کی قدر کرتے تھے۔ اُسے گھروں میں آنے کی دعوت ملتی رہی۔ لگتا تھا کہ لوگ اُس کی خدمت سے خوش ہیں۔ اور کیوں نہ ہوتے، اُس نے بڑی محنت کے ساتھ تین سال کی ٹریننگ حاصل کی تھی۔ اُس کے نزدیک خادم ہونا نہ صرف ایک پیشہ تھا بلکہ وہ سمجھتا تھا کہ اللہ نے مجھے اِس خدمت کے لئے بلایا ہے۔ وہ یقین رکھتا تھا کہ خدا مجھے موثر طور پر استعمال کرنا چاہتا ہے۔

لیاقت اچھے دل کا مالک تھا۔ وہ دوسروں پر نہ رُعب ڈالنے کی کوشش کرتا اور نہ ہی پارٹی بازی کا شکار ہوا تھا۔ توبھی جماعت کے حالات اچھے نہیں تھے۔ جب اُسے یہ بات معلوم ہوئی تو وہ پیغامات کی تیاری اور لوگوں کو وزٹ کرنے میں مزید وقت صَرف کرنے لگا۔ لیکن افسوس کہ جتنی زیادہ وہ محنت کرتا تھا اُتنے ہی حالات بگڑتے گئے۔ گھروں میں لوگ اُس کے پیچھے پھسپھساتے، بزرگوں کی میٹنگوں میں وہ غصے کے ساتھ ایک دوسرے کو گھورتے۔ جب وہ صلح کی کوشش کرتا تو جھگڑنے والوں کا غضب اُس پر آن پڑتا۔ اُسے سمجھ نہ آئی۔ ٹریننگ نے اُسے اِس کے لئے تیار نہیں کیا تھا۔

عزیز قاری، ہر وہ آدمی اور عورت جس نے جماعت میں کوئی ذمہ داری اُٹھائی ہے جلدی سے محسوس کرنے لگتا ہے کہ پاک نوشتوں کا وسیع علم رکھنا اور دل کش پیغامات دینا جماعت کی قیادت کے لئے کافی نہیں ہے۔ اگرچہ اِس قسم کی خدمت ہر جماعت کے لئے اول درجہ رکھتی ہے، لیکن اِن لیاقتوں کے ساتھ ساتھ جماعت کی راہنمائی کرنے کی اہلیت بھی بہت ضروری ہے۔ جب جماعت کی راہنمائی صحت مند اصولوں کے تحت نہیں چلتی تو دوسری ساری خدمات متاثر ہوتی ہیں، آپس میں رفاقت کمزور ہو جاتی ہے اور ممبران بکھر جاتے ہیں۔ غرض جماعت کی صحیح راہنمائی نہایت ضروری ہے۔

قیادت کے متعلق بے شمار منفی مثالیں دی جا سکتی ہیں، چاہے ہم سیاست کے میدان پر غور کریں، چاہے مذہبی اداروں یا جماعتوں کی طرف رجوع کریں۔ اِس سلسلے میں ہر ایک اپنی رام کہانی سنا سکتا ہے، ہر ایک کسی راہنما کی غلط قیادت کے بارے میں بتا سکے گا۔

قیادت کرنا رشوت کھانے کے مترادف بن گیا ہے اور بہت بار راہنما کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ اپنی جیب بھرے اور اپنا اثر و رسوخ بڑھائے۔ لہٰذا ہم عام طور پر ایسے لوگوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

کیا اِس کا مطلب یہ ہے کہ ہم راہنمائی کے مضمون سے کترائیں یا راہنماؤں سے دُور رہیں؟ بے شک قاری کا یہ خیال نہیں ہو گا ورنہ وہ یہ کتاب نہ پڑھتے۔ بلکہ ہم سب مانتے ہیں کہ کسی کی غلط راہنمائی اُس راہنمائی کو منسوخ نہیں کرتی جو صحت مند اصولوں کے تحت کی جاتی ہے۔ اور ہم سب یہ خواہش رکھتے ہیں کہ جماعت کی صحیح راہنمائی کی جائے جائے۔ خیر، دنیاوی قیادت کی بات تو چھوڑ دیں، اِسے ہم نہیں بدل سکتے۔ لیکن ایمان داروں کی جماعت کی راہنمائی فرق ہے۔ اِسے ترقی دی جا سکتی ہے۔ اور ہم سب یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ جب جماعت کی راہنمائی اللّٰہ کے منصوبے کے مطابق چلے تو یہ پوری جماعت کی نشونما کا باعث بنتی ہے۔ جب صحیح راہنمائی ہوتی ہے تو خدمت کے سارے شعبے ترقی کرنے لگتے ہیں۔

یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ اکیسویں صدی میں جماعت کا شاید سب سے بڑا چیلنج یہ ہے کہ اِس کے راہنما جماعت کا بندوبست صحت مند اصولوں کے مطابق چلائیں۔

جماعت کی راہنمائی کا کیا مطلب ہے؟ ہمیں جماعت کو کس طرح چلانا چاہئے؟ یہی اِس کتاب کا مضمون ہے۔

کلامِ پاک راہنمائی کے سلسلے میں کم سے کم سات اہم نمونے پیش کرتا ہے۔ اِن کی تفصیل اگلے صفحات میں درج ہے۔

1 کسان

کھیتی باڑی: لعنت اور برکت کا باعث

سب سے پہلا پیشہ جس کا ذکر کلام میں ہوا ہے کسان کا پیشہ ہے۔ سب سے پہلا کسان آدم تھا۔ جب اُسے حوا سمیت باغِ عدن سے خارج کر دیا گیا تو خدا نے فرمایا،

> تیرے سبب سے زمین پر لعنت ہے۔ اُس سے خوراک حاصل کرنے کے لئے تجھے عمر بھر محنت مشقت کرنی پڑے گی۔ تیرے لئے وہ خاردار پودے اور اونٹ کٹارے پیدا کرے گی، حالانکہ تُو اُس سے اپنی خوراک بھی حاصل کرے گا۔ پسینہ بہا بہا کر تجھے روٹی کمانے کے لئے بھاگ دوڑ کرنی پڑے گی۔ اور یہ سلسلہ موت تک جاری رہے گا۔ تُو محنت کرتے کرتے دوبارہ زمین میں لوٹ جائے گا، کیونکہ تُو اُسی سے لیا گیا ہے۔ تُو خاک ہے اور دوبارہ خاک میں مل جائے گا۔ (پیدائش 3:17-19)

باغِ عدن میں آدم اور حوا بغیر محنت مشقت کے زمین کے ہر پھل سے کھا سکتے تھے۔ لیکن گناہ کے نتیجے میں آدم کا کام مشکل ہو گیا۔ اُس وقت سے زمین انسان کو خود بہ خود خوراک مہیا نہیں کرتی بلکہ انسان کو بہت کچھ سوچنا اور کرنا پڑتا ہے تاکہ اُسے کافی مقدار میں زمین کی پیداوار حاصل ہو جائے۔ زمین کو تیار کرنا پڑتا ہے، فصلیں بونے کے بعد اُنہیں فطری دشمنوں یعنی خراب موسم، جانوروں، کیڑوں اور بیماریوں سے محفوظ رکھنا پڑتا ہے وغیرہ۔ لیکن دوسری طرف یہ اللہ کی مرضی ہے کہ جو محنت کرے اُسے خدا سے برکت ملتی ہے۔ جو محنت مشقت سے انکار کرتا ہے اُسے اللہ کی برکت نہیں مل سکتی۔ خدا کے اِس فرمان میں یہ اصول بھی پایا جاتا ہے کہ جتنی زیادہ ہم محنت کریں اُتنی ہی ہمیں اللہ کی برکت حاصل ہوتی ہے اور ہم ترقی پاتے ہیں۔

ہماری مضبوطی کی الٰہی بنیاد

پولس رسول جماعت کی خدمت بیان کرنے کے لئے کھیتی باڑی کا نمونہ پیش کرتا ہے،

> اپلّوس کی کیا حیثیت ہے اور پولس کی کیا ؟ دونوں نوکر ہیں جن کے وسیلے سے آپ ایمان لائے۔ اور ہم میں سے ہر ایک نے وہی خدمت انجام دی جو خداوند نے اُس کے سپرد کی۔ مَیں نے پودے لگائے، اپلّوس پانی دیتا رہا، لیکن اللہ نے اُنہیں اُگنے دیا۔ لٰہذا پودا لگانے والا اور آب پاشی کرنے والا دونوں کچھ بھی نہیں، بلکہ خدا ہی سب کچھ ہے جو پودے کو پھلنے پھولنے دیتا ہے۔ پودا لگانے اور پانی دینے والا ایک جیسے ہیں، البتہ ہر ایک کو اُس کی محنت کے مطابق مزدوری ملے گی۔ کیونکہ ہم اللہ کے معاون ہیں جبکہ آپ اللہ کا کھیت اور اُس کی عمارت ہیں۔ (1 کُرِنتھیوں 3:5-9)

کُرِنتھس کی جماعت میں پارٹی بازی نے سر اُٹھا لیا تھا۔ کئی ممبران کہہ رہے تھے کہ ہم اپلّوس کے لوگ ہیں، اور دوسرے یہ کہ ہم پولس رسول کے ہیں۔ اِس پارٹی بازی میں خود اپلّوس یا پولس کا کوئی ہاتھ نہیں تھا۔ بعض ایک ممبران خود ہی اپنی پارٹی بازی کے لئے اِن دونوں کو استعمال کر رہے تھے۔

شاید اگر ہماری جماعتوں میں ہمارے بارے میں ایسی باتیں کہی جاتیں تو ہم خوش ہو کر اِن کی حوصلہ افزائی کرتے یا کم سے کم ایسی باتیں نہ روکتے۔ آخر کون خوش نہ ہوتا اگر کوئی یہ کہتا کہ مَیں اُس کا شاگرد ہوں یا وہ میرا لیڈر ہے! اِس سے ہماری عزت بڑھتی ہے اور ظاہراً کسی کا نقصان نہیں ہوتا۔ اِس قسم کی باتیں شاید ابتدا میں نقصان دہ نہ لگتیں، لیکن اگر اِن سے منع نہ کیا جائے تو آہستہ آہستہ ہم چودھری بننے لگتے ہیں۔ انجام یہ ہوتا ہے کہ ہم رفتہ رفتہ اُسی پارٹی بازی میں شامل ہو جاتے ہیں جسے ہم خود پسند نہیں کرتے۔

پولس کا جواب زبردست ہے۔ وہ فوراً اِس نقصان دہ پودے کو جڑ سے نکال دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے، ”مَیں نے پودے لگائے، اپلّوس پانی دیتا رہا“ یعنی ہم دونوں نے ٹیم کی صورت میں کام کیا ہے۔ اپلّوس کا کام فرق اور میرا کام فرق تھا۔ اُس کی اور میری نعمتیں فرق ہیں، لیکن ہمارا مقصد ایک ہی تھا کہ

جماعت کی نشوونما ہو جائے۔ اور یہ بھی پیشِ نظر رکھنا چاہئے کہ اگرچہ اُن دونوں کی خدمت اچھی اور موثر تھی، تو بھی اُن کا تمام کام اللہ کی برکت پر منحصر تھا۔ پولس فرماتا ہے، "لیکن اللہ نے اُنہیں اُگنے دیا۔"

یہاں پولس رسول کا کردار نہایت مضبوط نظر آتا ہے۔ وہ دوسروں کی کام یابیوں سے دُکھ یا حسد محسوس نہیں کرتا بلکہ پوری آزادی کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ ہم تمام مددگاروں کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے۔ ہم ایک ٹیم ہیں اور ہمارا ایک ہی مقصد ہے، کہ ایمان دار ترقی کر کے پھل لائیں۔ شاید کوئی مجھ سے بہتر پیغام سنا سکے۔ تاہم مَیں خوش ہوں گا، کیونکہ میری قدر اِس پر منحصر نہیں کہ مَیں ہر شعبے میں دوسروں سے آگے ہوں۔ بلکہ میری قدر خدا کے اُس نجات بخش کام پر مبنی ہے جو اُس نے میرے اور دوسرے کی خاطر کیا ہے۔ خدمت کے لحاظ سے ہمارے شعبے اور نعمتیں مختلف ہیں، لیکن ہمارا مقصد ایک ہی ہے کہ جماعت کی ترقی ہو۔ آخر صرف ایک ہی ہستی ہے جو پودوں کو بڑھا سکتی ہے اور وہ ہے اللہ قادرِ مطلق۔

اِس انقلابی تصور نے ابتدائی جماعت کو وہ طاقت دی جس نے اُسے دنیا کے کونے کونے تک پہنچنے میں بہت مدد کی۔ جب ہم اِسی طرح اپنی خدمت سرانجام دیں گے تو ہم بھی پوری آزادی کے ساتھ خدمت کر سکیں گے۔ ہم دوسرے مددگاروں کو خطرے کا باعث نہیں سمجھیں گے، نہ اُن کے بارے میں حسد محسوس کریں گے۔ اِس لئے کہ ہماری مضبوطی اور اطمینان ہماری اپنی کام یابیوں پر منحصر نہیں بلکہ اللہ کے پہلے سے ہمارے لئے کئے گئے کام پر۔

کسان کا کیا کام ہے جو جماعت کی راہنمائی سے مطابقت رکھتا ہے؟

ذمہ داریاں دوسروں کو سونپنا

اگر کسان کے پاس صرف تھوڑی سی زمین ہے تو وہ سب کچھ خود سنبھال سکتا ہے۔ لیکن جتنی اُس کی زمین بڑھے گی اُتنی ہی وہ کوشش کرے گا کہ مختلف ذمہ داریاں دوسروں کو سونپے۔ جس ذمہ دار شخص نے کبھی کسی کو کوئی ذمہ داری دی ہے وہ جانتا ہے کہ اکثر اوقات یہ کام آسان نہیں۔ لیکن بہت بار کسان کو یہ کرنا پڑتا ہے۔ تب وہ اپنی ضروریات کے مطابق لوگوں کو چنتا، اُن کو تربیت دیتا اور اُن کو کنٹرول کرتا ہے۔ مثلاً جب گندم کی کٹائی کا وقت آیا تو وہ مزدوروں کو ڈھونڈنے میں دیر نہیں کرتا، ورنہ بڑا امکان ہے کہ فصل ضائع ہو جائے۔

لیکن ہم یہاں صرف مزدوروں کی بات نہیں کر رہے۔ بڑا زمین دار نہ صرف مزدور لگاتا ہے بلکہ ذمہ دار لوگ بھی، جو مزدوروں کو سنبھال سکتے ہیں۔ چونکہ زمین دار ایک ہی وقت ہر جگہ موجود نہیں ہو سکتا، اِس لئے لازم ہے کہ وہ ایسے لوگ چنے جن پر اُس کا پورا اعتماد ہو اور جو اُس کی غیر موجودگی میں بھی کھیتی باڑی کا سارا کام سنبھال سکیں، جو مزدوروں کو صحیح وقت اور صحیح جگہ پر لگا سکیں، جو زمین دار کی پوری منصوبہ بندی کو جانتے ہوں اور اِس کے مطابق کام چلا سکیں۔ غرض ایسے لوگ جو ذمہ دار اور خودمختار ہوتے ہوئے زمین دار کی مرضی پوری کریں۔

اکثر ایسے لوگوں کو پہلے اپنے ساتھ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ اُنہیں جانچا جا سکے، اُنہیں ٹریننگ دی جا سکے اور اُنہیں چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں دی جائیں تاکہ پتہ چلے کہ وہ کتنے قابل ہیں۔ اگر وہ اِن ذمہ داریوں کو سنبھالنے میں کام یاب ہوں تو پھر رفتہ رفتہ اُن کی ذمہ داریاں بڑھا دی جاتی ہیں۔ کام یاب کسان کی پوری کوشش یہ ہو گی کہ ایسا شخص اپنی ذمہ داریاں پوچھے بغیر اُٹھائے اور صرف اُس وقت مشورہ لے جب بڑے بڑے فیصلے کرنے ہوں۔

ہماری جماعتوں کی راہنمائی کسان کے اِس نمونے سے کتنی دُور ہو گئی ہے! کم خادم اِس اصول کی کمی کو محسوس کرتے ہیں بلکہ جتنی زیادہ ذمہ داریاں اُن کے اپنے کندھوں پر ڈالی جاتی ہیں اُتنا ہی وہ خوش ہوتے ہیں۔ اِس کے باوجود اللہ کا شکر ہے کہ اُن خادموں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جو تمام ذمہ داریوں کو تقسیم کرنا اور دوسروں کے ساتھ مل کر کام کرنا اپنی خدمت کا ایک اہم حصہ سمجھتے ہیں۔ اور جب ہم ایسی جماعتوں پر غور کرتے ہیں تو فوراً پتہ چلتا ہے کہ یہ دوسروں کی نسبت آگے ہیں۔

منصوبہ بندی

آج کل یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ کام یاب کسان ایک طرح کا سائنس دان ہوتا ہے۔ اُسے بہت ساری چیزوں کے بارے میں علم رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً کون سی فصل کس موسم میں کاشت کرنی ہے، کتنا بیج ڈالنا ہے، کون سے پودے کس زمین میں خوب اُگتے ہیں۔ مختلف زمینوں کو مختلف کھادوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر زمینوں کے حالات سال بہ سال بدلتے رہتے ہیں۔ موسم ہر سال فرق ہوتا ہے۔ فصلوں کی ضروریات ہر سال مختلف ہوتی ہیں۔ کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں کے خطرات

بدلتے جاتے ہیں۔ خود زمین کی حالت بدلتی جاتی ہے۔ ایک سال اُسے ایک قسم کی کھاد کی ضرورت ہوتی ہے تو دوسرے سال کسی اَور کی۔ اگر ہمیشہ صرف ایک ہی فصل اُگائی جائے تو زمین جلدی سے بنجر ہو جاتی ہے۔ اِس لئے جو کسان اپنے کھیتوں سے زیادہ فائدہ اُٹھانا چاہتا ہے وہ لگاتار اپنی فصلوں اور زمینوں پر نظر رکھتا ہے، دوسروں سے مشورے لیتا ہے اور اپنا علم بڑھانے کے لئے ریڈیو، ٹی وی اور رسالوں سے مدد لیتا ہے۔

کئی پودوں، فصلوں یا پھل دار درختوں پر دوائی چھڑکنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ لیکن دانش مند کسان بے سوچے سمجھے دوائی نہیں چھڑکتا، کیونکہ اُسے علم ہوتا ہے کہ دوائی مہنگی ہے، بلکہ اِس کا غلط استعمال نقصان دہ بھی ہے۔ لٰہذا وہ بڑی سوچ بچار کے بعد ہی دوائی چھڑکے گا۔

اُسے حساب کتاب کرنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ بیج بونے سے پہلے وہ اندازہ لگاتا ہے کہ کیا اِس فصل سے منافع ہو گا کہ نہیں۔ کئی بار وہ حساب کتاب کے بعد اندازہ لگاتا ہے کہ اِس سال اِس فصل سے میرا خرچہ پورا نہیں ہو گا۔ یوں وہ کوئی اَور بیج بوئے گا۔ بے شک کسان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ پیداوار بڑھائے، لیکن ساتھ ہی وہ جانتا ہے کہ میرے پاس پیسے محدود ہیں، اِس لئے لازم ہے کہ اُنہیں عقل کے ساتھ خرچ کروں۔

جماعت کی خدمت میں بھی منصوبہ بندی کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ جماعت کا دانش مند راہنما منصوبہ بندی کے لئے وقت نکالے گا، چاہے اُس کے پاس وقت ہو یا نہ ہو۔ منصوبہ بندی بہت ضروری ہے، اور اِس میں سُستی پوری جماعت کے لئے خطرے کا باعث بنتی ہے۔ لٰہذا راہنما روزانہ خدا کے سامنے گھٹنے ٹیک کر اُس سے منت کرے گا کہ قیادت میں میری مدد کر۔ مجھ پر آگے کا راستہ ظاہر کر۔

منصوبہ بندی کا یہ پہلو پولس رسول کی خدمت میں خوب نظر آتا ہے۔ وہ روح القدس کی ہدایت کے تحت بڑی سمجھ کے ساتھ اپنی خدمت سرانجام دیتا تھا۔ مثلاً وہ ہر شہر میں پہلے یہودیوں کے عبادت خانوں میں جایا کرتا تھا اور اِس کے بعد ہی غیر یہودیوں کو خوش خبری سناتا تھا۔ اور ایک شہر میں پہنچتے ہی وہ اگلے شہر تک خوش خبری پہنچانے کے منصوبے بنانے لگا۔

جو جماعت میں کھیتی باڑی کا کام کرتا ہے، اُسے اپنی اور پوری جماعت کی طاقت کا اندازہ لگانا پڑتا ہے۔ وہ اِس طاقت کو بے سوچے سمجھے ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اندازہ لگائے گا کہ ہم یہ طاقت کس

طرح زیادہ موثر طریقے سے اللہ کا جلال بڑھانے کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ اور یہ ایک تسلسل ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ جس طرح زمینوں، موسموں اور فصلوں کے حالات بدلتے رہتے ہیں اُسی طرح جماعت کے حالات بھی بدلتے رہتے ہیں۔ جو منصوبہ بندی کل کے حالات کے لئے موزوں رہی وہ آج کے لئے نقصان دہ ہوسکتی ہے۔

زمین کی تیاری

کئی بار زمین کو پتھروں، جھاڑیوں یا سیم سے صاف کرنا پڑتا ہے، خاص کر اگر اُسے پہلی بار استعمال کرنا ہے۔ پھر اُس میں ہل چلانا ضروری ہے۔

جماعت میں بھی زمین کی تیاری بہت ضروری ہے۔ کسی نئی جگہ پر اندھا دُھند تبلیغی کام کرنا اُتنا موثر نہیں جتنا کہ وہ کام جہاں پہلے زمین تیار کر لی گئی ہو۔

تبلیغی کام کا ایک رحجان یہ ہے کہ تبلیغ کرنے والے دورہ کرکے دُور دراز علاقوں میں تبلیغی پیغام سناتے ہیں۔ اگرچہ یہ طریقہ غلط نہیں تو بھی یہ اکثر اوقات جماعتوں کی تعمیر کا باعث نہیں بنتا۔ کیوں؟ ایک سال یا کئی ماہ کے بعد چند ایک پیغام سنانے سے کیا ہو سکتا ہے۔ لوگوں پر اثر اُس وقت ہوتا ہے جب ہم اُن کے درمیان رہتے ہیں، متواتر اُن میں خدمت کرتے ہیں اور اُن کے لئے اچھا نمونہ بنتے ہیں۔ شاگردیت کا یہی مطلب ہے۔

اِن دنوں میں تیاری کی ایک مثال سامنے آئی ہے۔ دو خادموں میں ایک ایسے علاقے کے لئے بوجھ پیدا ہوا جہاں بہت آبادی ہونے کے باوجود جہالت کا راج ہے۔ روزہ رکھنے اور دعا کرنے کے بعد اُنہیں محسوس ہوا کہ خدا اُنہیں اُس علاقے میں خوش خبری کا پیغام سنانے کے لئے بلا رہا ہے۔ اُنہوں نے کیا کیا؟ اُنہوں نے کچھ دیر کے لئے پورے علاقے کا سروے کیا۔ جگہ بہ جگہ جا کر اُنہوں نے لوگوں سے دوستی پیدا کرکے ہر گاؤں کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ آخرکار اُنہوں نے حساب لگا کر محسوس کیا کہ ایک جگہ کام کے آغاز کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ کیونکہ وہ ہم سے زیادہ دُور نہیں ہے، وہاں آسانی سے بس کے ذریعے پہنچا جا سکتا ہے اور لوگ بھی ہماری خدمت سے متاثر ہو رہے ہیں۔

لوگوں کو مزید وزٹ کرنے کے بعد اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ فی الحال ہم بڑوں کے لئے عبادت شروع نہیں کریں گے بلکہ بچوں کے لئے۔ لازم نہیں کہ نیا کام بچوں ہی سے شروع ہو جائے، لیکن اِس کا یہ فائدہ ہوا کہ رفتہ رفتہ بچوں میں سے کچھ مددگار تیار ہوئے جو خود خدمت میں حصہ لینے لگے۔ اب یہ بچے بڑے ہو کر خود بڑوں کی عبادت کی راہنمائی کر سکتے ہیں۔ یوں آہستہ آہستہ کلام کا اثر اُس نئی جگہ پر ہونے لگا۔

بیج بونا

زمین کی تیاری بہت ضروری ہے، لیکن اگر اُس میں بیج ہی نہ بویا جائے تو ساری محنت بے فائدہ ہے۔ عیسیٰ المسیح نے متی 13 میں بیج بونے کی اہمیت پر زور دیا۔ یہ بیج اللہ کا کلام ہے۔ بیج بونے والے کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ پوری زمین میں بیج بوئے۔ بیج اُگانے کا عمل اللہ کا کام ہے۔ اِس لئے ہماری بنیادی فکر یہ ہونی چاہئے کہ کلام لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا کرے اور اُسے بڑھائے۔

اللہ کا کلام ہی لوگوں کو بدل سکتا ہے۔ اِس سے وہ بیدار ہو جاتے اور خود پھل لانے لگتے ہیں۔ پھر یہ عمل نئی جماعت کی تعمیر کا باعث بن جاتا ہے۔ نئی جماعت صرف اُس وقت خود مختار بن سکتی ہے جب اُس میں لوگ کلام سے متاثر ہو کر نئے سرے سے پیدا ہو کر اللہ کی مرضی کے مطابق چلنے لگتے ہیں۔

آب پاشی

ہر کسان پانی کی اہمیت کو جانتا ہے۔ جہاں پانی نہیں ہوتا وہاں زندگی ناممکن ہے۔ پچھلے سالوں میں کئی علاقوں میں پانی کی قلت رہی۔ چاہے کتنے ہی منصوبے کیوں نہ بنائے جائیں، اگر پانی نہ ہو تو یہ تمام منصوبے فضول ہیں۔ خدا اپنی مرضی کے مطابق پانی دیتا ہے۔ بے شک ہم اُسے جمع کر کے کھیت کی طرف لے جا سکتے ہیں، لیکن ہم اُسے خود پیدا نہیں کر سکتے۔ یوں ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہر جماعت کی کامیابی اللہ کے فضل پر مبنی ہوتی ہے۔ اِس میں ہمارا حصہ تھوڑا ہی ہے، اگرچہ اللہ بہت خوشی محسوس کرتا ہے جب ہم کام میں حصہ لیتے ہیں۔

ہم کس طرح خدا کا پانی تیار شدہ کھیت تک پہنچا سکتے ہیں؟ مختلف پروگراموں مثلاً بڑوں اور بچوں کے لئے عبادتوں اور وزٹ کرنے سے۔

صوبہ پنجاب اِس ناتے سے ہمیں بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔ اگر اُس میں آب پاشی کے لئے نہریں اور ٹیوب ویل نہ ہوتے تو بہت سارے علاقوں میں کھیتی باڑی ناممکن ہوتی۔ آب پاشی کا بہتر انتظام ہی ہماری تیزی سے بڑھتی ہوئی آبادی کو خوراک مہیا کرسکتا ہے۔

اِسی طرح ہم بھی کوشش کریں کہ آب پاشی کا ایسا بندوبست ہو جائے جس سے ہماری جماعتیں پھلتی پھولتی رہیں۔ بچوں میں خدمت کی جو مثال پیش کی جا چکی ہے ایک ایسی نہر بن گئی ہے جس سے اُس جگہ کی آب پاشی ہو رہی ہے۔

صحت مند نشوونما کی فکر

پودوں کے پھوٹ نکلنے کے بعد بھی کسان کو فصل پر لگاتار دھیان رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب کیڑے مکوڑے پودوں پر ٹوٹ پڑیں تو اُنہیں موثر دوائی سے ختم کرنا پڑے گا۔ جڑی بوٹیوں کو بھی نکالنا ہے۔

اِسی طرح جماعت کا کسان بھی جماعت کے کام پر دھیان رکھتا ہے۔ وہ ایسے خطرات کے لئے حساس رہتا ہے جن سے ممبران کو نقصان پہنچ سکے۔ جب غلط خیالات اُبھرنے لگتے ہیں تو وہ اُنہیں اُکھاڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ کئی بار نئی جماعت کے افراد غلط حرکات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ راہنما کو اِس کے لئے خبردار رہنا پڑتا ہے۔ اگر کسی سے کوئی سنگین اور ظاہری گناہ سرزد ہو جائے تو لازم ہے کہ راہنما اُسے تنبیہ کی دوائی دے۔

کچھ جماعتوں کا نظم و ضبط کمزور ہے۔ لوگوں کو تنبیہ نہیں کی جاتی۔ یہ بہت ضروری ہے کہ ممبران کے گناہوں کو نہ دبایا جائے۔ اگر لوگوں کو اُن کے گناہوں کے بارے میں آگاہ نہ کیا جائے تو اُنہیں کس طرح معافی مل سکے گی؟ پھر اُن کا دوسروں اور اللہ کے ساتھ تعلق کس طرح بحال ہو سکے گا؟ پھر وہ کس طرح روحانی ترقی کرسکیں گے؟ دوسری طرف ایسے لوگ دوسروں کے لئے غلط نمونہ ثابت ہوتے ہیں اور خطرہ ہے کہ یہ بیماری پوری جماعت میں پھیل جائے۔ لہٰذا راہنما جرأت کرے اور ایسی حرکات کو جڑ سے نکال دے تاکہ یہ بیماری وبا کی طرح نہ پھیلے۔

فصل کی کٹائی

پھر فصل کاٹنے کا وقت آتا ہے۔ فصل پکنے کے بعد ہی اِسے کاٹا جاتا ہے۔ کون فصل کو پکنے سے پہلے کاٹے گا؟ اِسی طرح روحانی کسان اُس وقت کے انتظار میں رہتا ہے جب وہ فصل کاٹ سکے گا۔ صرف وہ راہنما جو حساس اور بیدار ہے روحانی فصل کے پکنے کو پہچان لیتا ہے۔ یعنی ایک وقت آتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ لوگ توبہ کرنے کے لئے تیار ہیں یا کہ وہ جماعت قائم کرنے کے لئے تیار ہیں یا کہ وہ خود ذمہ داریاں اُٹھانے کے لئے تیار ہیں یا کہ وہ خود دوسری جگہوں پر خوش خبری سنانے کے لئے تیار ہیں۔ ایسے موقعوں پر بیدار خادم لوگوں کو اگلے مرحلے تک پہنچنے کے لئے اُبھارے گا۔ اِس مقصد کے لئے وہ کوئی اجتماع یا سیمینار کرا سکتا ہے۔ اُسے گھر گھر جا کر لوگوں کو اُبھارنے کی بھی ضرورت ہے۔

فصل کاٹنے سے ہم ایک اَور پہلو بھی نکال سکتے ہیں جس کا ذکر پولس رسول کرتا ہے،

> کون انگور کا باغ لگا کر اُس کے پھل سے اپنا حصہ نہیں پاتا؟ (1 کرِنتھیوں 7:9)

مطلب ہے کہ خادم کی مالی ضروریات کو پورا کرنے کی ذمہ داری جماعت پر عائد ہوتی ہے۔ یہاں وہ فُل ٹائم خادم کی بات کر رہا ہے جس کے پاس اِتنا وقت نہیں کہ وہ خدمت کے علاوہ کسی اَور کام سے پیسے کمائے۔ اگرچہ پولس رسول نے کرِنتھیوں سے کچھ وصول نہیں کیا تھا تو بھی وہ حق دار تھا کہ اُس کی ضروریات پوری کی جاتیں۔ کبھی کبھی جماعتیں فُل ٹائم خادموں کو بہت کم پیسے دیتی ہیں۔ اگر خدا کے خادم تنگ دستی سے زندگی گزاریں تو کیا عجب کہ اُن کا معیار گھٹتا جا رہا ہے۔ کیا ایسے لوگ خادم ہیں جو دوسرے شعبوں میں فیل ہو گئے ہیں؟ یا ایسے لوگ خادم ہیں جو اللہ کی بادشاہی کی وسعت کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں؟ سننے میں آیا ہے کہ جب کوئی کسی اَور کام میں کام یاب نہیں ہو سکتا تو وہ سکول ٹیچر بن جاتا ہے۔ اگر وہ اِس میں بھی ناکام رہے تو وہ خادم بن جاتا ہے۔ بےشک اِس بات کا اطلاق سب خادموں پر نہیں ہوتا۔ ایسے خادم بھی ہیں جو قابل بھی ہیں اور جو جاں فشانی سے خدمت بھی سرانجام دیتے ہیں۔ تو بھی اِس میں شک نہیں کہ ہمارے سب سے لائق نوجوان اکثر خدمت کے کام میں داخل نہیں ہونا چاہتے۔

فصل کاٹنے کا ایک تیسرا پہلو بھی ہے۔ کسان پوری فصل نہیں کھائے گا بلکہ جتنا ہو سکے اُسے بچا کر دوسرے کاموں کے لئے استعمال کرے گا جن سے اُس کی دولت بڑھ سکے۔ ایک حصہ وہ اگلے سال کے بیج کے طور پر محفوظ رکھے گا اور ایک حصہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لئے بیچے گا۔ لیکن اُس کی پوری کوشش یہ ہو گی کہ وہ نہ صرف اپنی ضروریات پوری کرے بلکہ جتنا ہو سکے پیسے بچائے رکھے تاکہ مزید زمین یا کھیتی باڑی کی مشینیں خرید سکے۔

کئی خادموں نے یہ فن سیکھ لیا ہے۔ اُنھوں نے اپنے پیسے، اپنا وقت اور اپنی طاقت صحیح جگہ اور صحیح لوگوں پر لگائی۔ نتیجے میں اُن کی جماعت پھل پھول رہی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اِتنے سمجھ دار ہیں کہ وہ اپنی جماعت کی طاقت دوسری جگہوں پر نئی جماعت قائم کرنے کے لئے بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ افسوس کہ ایسے بے شمار خدمت گزار بھی ہوتے ہیں جو اپنی طاقت اور اپنا وقت ایک ہی جگہ پر صَرف کرتے ہیں۔ یوں نہ اُن کی اپنی ضروریات پوری ہوتی ہیں اور نہ وہ جماعت کی طاقت کو دوسرے علاقے جیتنے کے لئے ہی استعمال کر سکتے ہیں۔

متجسس اور سیکھنے والی روح

جو کسان کام یاب رہنا چاہتا ہے وہ نئی باتیں سیکھنے سے کبھی نہیں کتراتا۔ بے شک اُس نے بہت سے تجربات حاصل کئے ہیں، تاہم وہ نئی باتیں سیکھنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

اُسے یہ علم رکھنے کی ضرورت ہے کہ فی الحال کون سی پیداوار سے زیادہ نفع ملے گا۔ کھیتی باڑی کے کون سے طریقے زیادہ موثر ہیں؟ کون سی مشینیں اُس کا بوجھ ہلکا کر سکتی ہیں، کون سی کھاد موثر ہے، کون سی دوائیاں زیادہ موثر اور کم نقصان دہ ہوتی ہیں۔ بہت سال پہلے ڈی ڈی ٹی کی دوائی بہت استعمال کی جاتی تھی لیکن پھر پتہ چلا کہ یہ دوائی انسان کے اعصابی نظام کو بہت نقصان پہنچا سکتی ہے۔ ایک واقف کار کی انگلیاں اِس دوائی سے بے حس ہو گئی ہیں۔ آج کل یہ دوائی احتیاط سے استعمال ہوتی ہے۔ ہوشیار کسان اِس پر دھیان رکھتا ہے کہ کون سی دوائی اُس کی اپنی زمین اور انسان کے لئے کم سے کم نقصان دہ ہے۔

تھوڑا عرصہ پہلے اخبار میں دوائیوں کے بارے میں ایک مضمون چھپا، جس میں لکھا تھا کہ کئی کسان اپنی سبزی کو منڈی بھیجنے سے پہلے دوائی لگاتے ہیں تاکہ وہ جلدی سے خراب نہ ہو جائے۔ ہو سکتا ہے

کہ قاری یہ بات پڑھتے ہوئے کوئی ایسی ہی سبزی کھا رہا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ جو سبزی یا پھل خوب صورت اور دل کش لگے اندر سے خراب ہو۔ اور ممکن ہے کہ جس سبزی یا پھل پر کیڑوں یا اولوں کے نشان ہوں صحت کے لئے بہترین ہو۔

جو کسان سیکھنے کے لئے تیار نہیں رہتا وہ ایسی باتوں سے واقف نہیں ہو گا یا اُنہیں نظر انداز کرے گا۔ لیکن یہ نہ صرف دوسروں کے لئے بلکہ خود اُس کے لئے بھی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کوئی کسان کسی فیکٹری کا گندا پانی اپنے کھیت کے لئے استعمال کرنے لگا۔ پہلے سال اُس کی سبزی بہت اچھی تھی۔ لیکن اگلے سال کچھ بھی نہ اُگا، کیونکہ زمین بنجر ہو چکی تھی۔ اُس کسان کو پہلے پتہ کرنا چاہیئے تھا کہ اِس پانی میں کیا کیا ہے۔

اِسی طرح کئی بار جماعت کی حالت بیرونی طور پر بہت خوب صورت لگتی ہے جبکہ زہر اندر ہی اندر اُس کی زندگی کو ختم کر رہا ہوتا ہے۔

2 ٹھیکے دار

کسان کے ساتھ ساتھ پولس رسول ایک اَور تصویر بھی استعمال کرتا ہے یعنی ٹھیکے دار کی،

> ہم اللہ کے معاون ہیں جبکہ آپ اللہ کا کھیت اور اُس کی عمارت ہیں۔ اللہ کے اُس فضل کے مطابق جو مجھے بخشا گیا مَیں نے ایک دانش مند ٹھیکے دار کی طرح بنیاد رکھی۔ اِس کے بعد کوئی اَور اُس پر عمارت تعمیر کر رہا ہے۔ لیکن ہر ایک دھیان رکھے کہ وہ بنیاد پر عمارت کس طرح بنا رہا ہے۔ کیونکہ بنیاد رکھی جا چکی ہے اور وہ ہے عیسیٰ مسیح۔ اِس کے علاوہ کوئی بھی مزید کوئی بنیاد نہیں رکھ سکتا۔ جو بھی اِس بنیاد پر کچھ تعمیر کرے وہ مختلف مواد تو استعمال کر سکتا ہے، مثلاً سونا، چاندی، قیمتی پتھر، لکڑی، سوکھی گھاس یا بھوسا، لیکن آخر میں ہر ایک کا کام ظاہر ہو جائے گا۔ قیامت کے دن کچھ پوشیدہ نہیں رہے گا بلکہ آگ سب کچھ ظاہر کر دے گی۔ وہ ثابت کر دے گی کہ ہر کسی نے کیسا کام کیا ہے۔ اگر اُس کا تعمیری کام نہ جلا جو اُس نے اِس بنیاد پر کیا تو اُسے اجر ملے گا۔ اگر اُس کا کام جل گیا تو اُسے نقصان پہنچے گا۔ خود تو وہ بچ جائے گا مگر جلتے جلتے۔
>
> کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ اللہ کا گھر ہیں، اور آپ میں اللہ کا روح سکونت کرتا ہے؟ اگر کوئی اللہ کے گھر کو تباہ کرے تو اللہ اُسے تباہ کرے گا، کیونکہ اللہ کا گھر مخصوص و مقدّس ہے اور یہ گھر آپ ہی ہیں۔ (1 کرنتھیوں 3:9-17)

ٹھیکے دار یہاں کیا کام کرتا ہے؟ وہ نہ صرف عمارت کا نقشہ بناتا ہے بلکہ پوری بلڈنگ کی ذمہ داری اُسی کی ہے۔ وہ لاگت کا اندازہ لگا کر اینٹیں، سیمنٹ، ریت، بجری سریا اور تمام مٹیریل بازار سے منگواتا ہے۔ وہ مزدور لگاتا ہے۔ تعمیر کا سارا کام ٹھیکے دار کے ہاتھ میں ہے، اِس لئے اچھا ٹھیکے دار مزدوروں کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔ وہ چیک کرتا ہے کہ کیا اُنہوں نے مسالے میں ریت اور سیمنٹ صحیح مقدار

میں ڈالا ہے، کیا وہ عمارت کو عین نقشے کے مطابق بنا رہے ہیں اور کیا وہ مل کر اور پورے جوش سے کام کرتے ہوئے مقررہ وقت تک عمارت کو تکمیل تک پہنچا سکیں گے کہ نہیں۔ غرض وہ اِس کا ذمہ دار ہے کہ عمارت مالکِ مکان کی خواہش کے مطابق ہو اور معیار کے لحاظ سے پائے دار اور قابلِ اعتبار ہو۔

اگر ٹھیکے دار معیاری کام نہ کرے تو یہ عمارت مالکِ مکان کی زندگی کے لئے نقصان کا باعث ہو سکتی ہے۔ پھر خواہ اِس پر کتنے ہی پیسے کیوں نہ لگائیں، بلڈنگ پر بھروسا نہیں کیا جا سکتا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ایک بحری جہاز بنایا گیا جس کی پوری دنیا نے بہت تعریف کی۔ یہ ٹائی ٹینک کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اِس جہاز میں ہر قسم کی سہولت تھی۔ تو بھی وہ اپنے پہلے ہی سفر کے دوران برف کے بڑے تودے سے ٹکرا کر تھوڑے لمحوں کے اندر اندر غرق ہو گیا۔ اگرچہ اِس تباہی میں سب سے بڑی غلطی کپتان کی تھی، لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اِس کا حفاظتی انتظام بہت ناقص تھا۔ اول، جہاز کو اِس طرح بنایا جانا چاہئے تھا کہ وہ اِتنی جلدی سے نہ ڈوب جائے۔ دوم، لائف بوٹوں کی قلت تھی ورنہ تمام مسافر بچ سکتے تھے۔ اِس طرح کئی عمارتیں ہوتی ہیں جو تعمیر کے دوران ہی گر جاتی ہیں۔ کیوں؟ اِس لئے کہ یا تو نقشہ ناقص ہوتا ہے یا ناقص مٹیریل استعمال کیا جاتا ہے۔

اِس کا ذکر ہو چکا ہے کہ پولس رسول 1 کُرِنتھیوں 3 میں ایسے لوگوں کو تنبیہ کرتا ہے جو پارٹی بازی کا شکار ہیں۔ یہاں وہ بلڈنگ کی تعمیر کی مثال پیش کر کے فرماتا ہے کہ مَیں نے نقشہ تیار کر کے بنیاد ڈالی یعنی عیسیٰ المسیح کا نجات بخش کلام سنایا جس سے جماعت قائم ہوئی۔ لیکن اپلّوس نے اِس بنیاد پر لوگوں کو مزید تعلیم دی جو اُس کی ترقی کا باعث بنی۔ تاہم صرف وہ چیز قائم رہے گی جو اللّٰہ کے کلام کے مطابق ہے۔

ابھی تک پولس رسول نے کسی خاص عمارت کا ذکر نہیں کیا، لیکن اب وہ جماعت کا بیت المقدس کے ساتھ موازنہ کرتا ہے۔

> کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ اللّٰہ کا گھر ہیں، اور آپ میں اللّٰہ کا روح سکونت کرتا ہے؟ اگر کوئی اللّٰہ کے گھر کو تباہ کرے تو اللّٰہ اُسے تباہ کرے گا، کیونکہ اللّٰہ کا گھر مخصوص و مقدس ہے اور یہ گھر آپ ہی ہیں۔ کوئی اپنے آپ کو فریب نہ دے۔ اگر آپ میں سے کوئی سمجھے کہ وہ اِس

> دنیا کی نظر میں دانش مند ہے تو پھر ضروری ہے کہ وہ بےوقوف بنے تاکہ واقعی دانش مند ہو جائے۔ (1 کُرنتھیوں 3:16-18)

اِن آیات کے پیچھے کیا سوچ ہے؟ یہ کہ جماعت بازار کی عام سی دکان نہیں ہے جس میں ہر قسم کے لوگ آتے جاتے ہیں، بلکہ یہ اللہ کے لئے مخصوص عمارت ہے۔ اِس میں روح القدس قیام کرتا ہے، اِس لئے یہ مقدِس ہے۔ لٰہذا اِس کی تعمیر بھی عام مکانوں کی تعمیر سے فرق ہے۔ اگرچہ عام مکان کا ٹھیکے دار بھی اُس کی حفاظت کا ذمہ دار ہوتا ہے، لیکن اللہ کے گھر کی تعمیر کے لئے ذمہ دار لوگوں کو اَور بھی خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔ اِس لئے کہ یہ مکان مقدس ہے، اِس کے عبادت گزار مقدس ہیں اور اگر اُنہیں روحانی طور پر خسارہ پہنچے تو ٹھیکے داروں کو بھی خسارہ پہنچے گا۔

تعمیر کا یہ کام کس طرح ادا کرنا چاہئے؟ یہ سمجھنے کے لئے آیئے ہم کچھ وقت کے لئے اِس پر غور کریں کہ توریت کے زمانے میں اللہ کے گھر کی تعمیر کس طرح ہوئی تھی۔

ملاقات کا خیمہ: پوری جماعت کا شاہ کار

کیا آپ نے کبھی بضلی ایل اور اُہلیاب کے بارے میں سنا ہے؟ بضلی ایل اور اُہلیاب پہلے بیت المقدس کی تعمیر کے ٹھیکے دار تھے۔ یہ بیت المقدس یروشلم میں نہیں تھا بلکہ ریگستان میں۔ اور چونکہ اسرائیلی سفر کر رہے تھے اِس لئے یہ بیت المقدس ایک تنبو تھا۔ اُسے ملاقات کا خیمہ کہا گیا، اور وہ اُس وقت بن گیا جب اسرائیلی مصر سے نکل کر بیابان میں سے ملکِ فلسطین کی طرف بڑھ رہے تھے۔

> پھر رب نے موسیٰ سے کہا، ”مَیں نے یہوداہ کے قبیلے کے بضلی ایل بن اُوری بن حور کو چن لیا ہے تاکہ وہ مقدس خیمے کی تعمیر میں راہنمائی کرے۔ مَیں نے اُسے الٰہی روح سے معمور کر کے حکمت، سمجھ اور تعمیر کے ہر کام کے لئے درکار علم دے دیا ہے۔ وہ نقشے بنا کر اُن کے مطابق سونے، چاندی اور پیتل کی چیزیں بنا سکتا ہے۔ وہ جواہر کو کاٹ کر جڑنے کی قابلیت رکھتا ہے۔ وہ لکڑی کو تراش کر اُس سے مختلف چیزیں بنا سکتا ہے۔ وہ بہت سارے اَور کاموں میں بھی مہارت رکھتا ہے۔

> ساتھ ہی مَیں نے دان کے قبیلے کے اُہلیاب بن اخی سمک کو مقرر کیا ہے تاکہ وہ ہر کام میں اُس کی مدد کرے۔ اِس کے علاوہ مَیں نے تمام سمجھ دار کاری گروں کو مہارت دی ہے تاکہ وہ سب کچھ اُن ہدایات کے مطابق بنا سکیں جو مَیں نے تجھے دی ہیں۔یعنی ملاقات کا خیمہ، کفارے کے ڈھکنے سمیت عہد کا صندوق اور خیمے کا سارا دوسرا سامان، میز اور اُس کا سامان، خالص سونے کا شمع دان اور اُس کا سامان، بخور جلانے کی قربان گاہ، جانوروں کو چڑھانے کی قربان گاہ اور اُس کا سامان، دھونے کا حوض اُس ڈھانچے سمیت جس پر وہ رکھا جاتا ہے، وہ لباس جو ہارون اور اُس کے بیٹے مقدِس میں خدمت کرنے کے لئے پہنتے ہیں، مسح کا تیل اور مقدِس کے لئے خوشبودار بخور۔ یہ سب کچھ وہ ویسے ہی بنائیں جیسے مَیں نے تجھے حکم دیا ہے۔" (خروج 31:1-11)

اِس مقدس خیمے کی لاثانی نوعیت تھی۔ کیوں؟ اِس لئے کہ ملاقات کے خیمے سے اسرائیلیوں کی قدوس خدا کے ساتھ ملاقات کا راستہ قائم ہوا۔ اِس سے پہلے موسیٰ کا کوہِ سینا پر اللہ کے ساتھ رابطہ قائم ہوا تھا۔ پھر موسیٰ اسرائیلیوں کو اِس پہاڑ کے پاس لے گیا تاکہ اُن کا بھی اُس قدوس خدا کے ساتھ رابطہ قائم ہو جائے۔ اسرائیلیوں نے کوہِ سینا پر خدا کی قدوسیت کا تجربہ کیا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ ہم اِس قدوسیت کے حضور نہیں آ سکتے۔ اللہ کی شعلہ زن پاکیزگی ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے جس کے سامنے کوئی انسان زندہ نہیں رہ سکتا۔

بعد میں یسعیاہ نبی خدا کی اِسی قدوسیت کو دیکھ کر پکار اُٹھا،

> مجھ پر افسوس، مَیں برباد ہو گیا ہوں! کیونکہ گو میرے ہونٹ ناپاک ہیں، اور جس قوم کے درمیان رہتا ہوں اُس کے ہونٹ بھی نجس ہیں تو بھی مَیں نے اپنی آنکھوں سے بادشاہ رب الافواج کو دیکھا ہے۔ (یسعیاہ 5:6)

نبی حد سے زیادہ گھبرا گیا جب اُس کی ملاقات اللہ کی جلالی قدوسیت کے ساتھ ہوئی۔ دھیان دیں کہ اُس نے نہ صرف اللہ کی شان اور جلال کو دیکھا بلکہ خاص کر اُس کی بھڑکتی قدوسیت کو بھی۔ اُسے پتہ چلا کہ اِس قدوسیت کے سامنے ناقص اور نجس انسان قائم نہیں رہ سکتا۔

یہی قدوس خدا اب ملاقات کے خیمے کے وسیلے سے اُن کے ساتھ رابطہ رکھنے پر راضی ہو گیا تھا۔ اللہ نے فرمایا تھا کہ اسرائیلی ملاقات کا خیمہ بنائیں، ایسی عبادت گاہ جو اُن کے ساتھ موعودہ ملک تک چلے گی۔ یہ خیمہ نہ صرف موبائل فون کی مانند تھا جس کے ذریعے ہر جگہ سے اللہ کو فون کیا جا سکے بلکہ یہ اُن کے ساتھ چلنے والا کوہِ سینا تھا۔ اب سے کوہِ سینا یعنی اللہ کی حضوری اُن کے درمیان رہتا اور اُن کے ساتھ چلتا تھا (بمقابلہ خروج 33:16-17)۔

غرض بضلی ایل اور اُہلیاب اِسی مقدس گھر کے ٹھیکے دار ہیں۔ اِن سے ہم روحانی ٹھیکے دار ہونے کے بارے میں کیا سیکھ سکتے ہیں؟

بلاہٹ کی ضرورت

اللہ موسیٰ سے فرماتا ہے،

> مَیں نے یہوداہ کے قبیلے کے بضلی ایل بن اُوری بن حور کو چن لیا ہے تاکہ وہ مقدس خیمے کی تعمیر میں راہنمائی کرے... ساتھ ہی مَیں نے دان کے قبیلے کے اُہلیاب بن اخی سمک کو مقرر کیا ہے تاکہ وہ ہر کام میں اُس کی مدد کرے۔ (خروج 31:1-2،6)

روحانی ٹھیکے دار کی بلاہٹ کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ شاید آپ جماعت کی خدمت میں حصہ لینا چاہیں یا لے رہے ہوں۔ کیا آپ نے کبھی محسوس کیا کہ اللہ نے آپ کو بلایا ہے؟ ہو سکتا ہے آپ بہت لائق ہوں، توبھی آپ کو بلاہٹ کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے آپ کا کردار اچھا ہو، توبھی آپ کو بلاہٹ کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے آپ کو بزرگوں یا دیگر خدمت گزاروں سے بلاہٹ ملی ہو، توبھی آپ کو اللہ کی بلاہٹ کی ضرورت ہے۔ موسیٰ کو پہلے اللہ سے بلایا گیا (خروج 3 باب)، تب ہی اِس کی تصدیق اسرائیلیوں سے ہوئی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ خدا نے آپ کو بلایا ہو، لیکن جماعت کے راہنماؤں نے آپ کو رد کر دیا ہو۔ اگر یہ بلاہٹ حقیقی ہو تو اللہ آپ کو اِس کے باوجود برکت دے گا اور آپ کی خدمت کو موثر بنائے گا۔ لیکن خبردار! اگر دوسرے آپ کی خدمت کے خلاف ہیں تو اپنے آپ کو جانچ لیں۔ شاید خدا کی بلاہٹ کے بارے میں آپ کا یقین غلط ثابت ہو۔ شاید آپ کے غرور نے یہ وہم پیدا کر دیا کہ اللہ نے آپ کو بلایا ہے۔ عام طور پر دال میں کچھ کالا ہے اگر خدمت گزار کسی کی خدمت سے متفق نہ ہوں جبکہ وہ خود

اپنی بلاہٹ پر یقین رکھے۔ بلاہٹ کی بہت ضرورت ہے۔ کیا آپ اپنی خدمت کو پیشہ سمجھتے ہیں؟ کیا خدمت آپ کے لئے پیسے کمانے کا ذریعہ ہے؟ کیا خدمت آپ کے دوسروں پر رُعب ڈالنے کا وسیلہ بن گئی ہے؟ کیا آپ خدمت سے اپنی حکمرانی جتانا چاہتے ہیں؟ کیا خدمت آپ کے لئے عزت بڑھانے کا ذریعہ ہے؟ پھر اپنے آپ کو پرکھیں، ایسا نہ ہو کہ آپ کی بلاہٹ جھوٹی نکلے۔

روح القدس سے معمور ہونے کی ضرورت

اللہ بضلی ایل کے بارے میں فرماتا ہے

> مَیں نے اُسے الٰہی روح سے معمور کر کے حکمت، سمجھ اور تعمیر کے ہر کام کے لئے درکار علم دے دیا ہے۔ (خروج 3:31)

الٰہی روح سے مراد اللہ کا پاک روح ہے۔ ہر خدمت گزار کو روح القدس کی معموری کی ضرورت ہے۔ معموری کا مطلب بھر جانا ہے۔ جب گلاس پورے طور پر پانی سے بھر جائے تو پانی اُس سے چھلکنے لگتا ہے۔ جب جماعت کا خدمت گزار روح القدس سے معمور ہے تو وہ اُس کی زندگی سے چھلکتے ہوئے اُس کے ہر کام سے نظر آتا ہے۔ جماعت کا ٹھیکے دار جب روح القدس سے معمور ہے تو بااختیار اور موثر خدمت سرانجام دے سکتا ہے۔

کیا آپ کو روح کی معموری حاصل ہے؟ اِس کے لئے لازم ہے کہ آپ نے اپنی گناہ آلودہ حالت محسوس کی ہو، اپنی بُری حرکتوں پر پچھتائے ہوں، اللہ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کیا ہو اور عیسیٰ المسیح سے منت کی ہو کہ وہ آپ کو نجات دے۔ پھر ہی آپ نئے سرے سے پیدا ہو کر روح القدس سے معمور ہوں گے۔

روح کی معموری یہاں کس طرح ظاہر ہوتی ہے؟ اِس میں کہ بضلی ایل اور اُس کے ساتھی کو اپنی خدمت کے لئے "حکمت، سمجھ اور تعمیر کے ہر کام کے لئے درکار علم" دیا گیا۔ جو بھی کام اُنہیں ملاقات کے خیمے کی تعمیر کے سلسلے میں کرنا ہے اُس میں روح القدس اُنہیں ہر طرح کی مہارت بخشے گا تاکہ یہ کام اللہ کی مرضی کے مطابق پورا ہو۔ جو عقل اور لیاقتیں خدا نے اُنہیں فطری طور پر دی ہیں روح القدس اُنہیں یوں اُبھارے گا اور روشن کرے گا کہ وہ پورا کام کریں گی۔ شاید اُن میں ایسی

لیاقتیں بھی تھیں جو ابھی تک چُھپی ہوئی تھیں لیکن اب روح القدس کی مدد سے اُبھر آئیں۔ یہ خدمت کا ایک خوش کن پہلو ہے۔ کئی بار خدمت گزار کی چُھپی ہوئی لیاقتیں خدمت کرتے وقت اُبھر آتی ہیں۔ یوں اُس کی اور جماعت کی ترقی ہوتی ہے۔

کیا آپ اپنی خدمت میں روحانی خلا محسوس کرتے ہیں؟ اِسے روح کی معموری سے پُر کریں نہ کہ کسی دنیاوی چیز سے۔ روح کی معموری کا مطلب یہ نہیں کہ ہم پیغام سناتے وقت شیر ببر کی طرح گرجیں یا سیاسی طریقوں سے دوسروں پر اپنی حکومت جتائیں۔ روح القدس کو اِس کی ضرورت نہیں ہوتی کہ وہ شور مچائے یا بڑے اجتماعوں سے ظاہر ہو بلکہ وہ جماعت کے اُن "عام" ممبران کی زیادہ قدر کرتا ہے جو چپکے سے اور کئی بار پستے ہوئے اپنی اپنی جماعت میں وہ کام کرتے ہیں جن کی تعریف کوئی نہیں کرتا—وہ لوگ جو بلا معاوضہ عبادت خانے کی صفائی کرتے، بچوں کے پروگرام کرواتے، لوگوں کو کلام کی تلاوت کے لئے جمع کرتے، پڑوسیوں کو خوش خبری سناتے، کام کی جگہ پر گواہی دیتے یا اپنے بچوں کو روحانی تربیت دیتے ہیں۔ افسوس کہ بہت بار انسان ایسی لیاقتوں کو ڈھانپنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ روح القدس ایسی حرکتوں کے باوجود اپنے لوگوں کو چن کر اُنہیں معمور کرتا ہے۔

تعمیری کام کی مقدس حالت

بضلی ایل اور اُہلیاب کی بلاہٹ اور روح سے معموری اِتنی اہم کیوں تھی؟ اس لئے کہ ملاقات کا خیمہ قدوس خدا کی حضوری کی جگہ تھا، لہٰذا وہ مقدس تھا۔ اِس لئے لازم تھا کہ ملاقات کے خیمے کو بنانے والے اللہ کے روح سے مقرر کئے گئے ہوں تاکہ وہ پاک صاف ہوں۔ جماعت کے ٹھیکے دار کا تعمیری کام مقدس ہے، کیونکہ جس تعمیری کام میں وہ مدد کرتا ہے وہ مقدس ہے۔ اِس لئے خدمت تھرتھراتے ہوئے اور بڑی احتیاط کے ساتھ سرانجام دینے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم اِسے نقصان پہنچائیں گے تو یہ ہمارے اپنے نقصان کا باعث بنے گی۔

کیا ہمارے اندر ایسا پاک جذبہ ہے جب ہم خدمت کرتے ہیں؟ کیا ہمیں اِس کا احساس ہے کہ ہم ایک ایسی عمارت پر کام کر رہے ہیں جو پاک ترین ہے؟ کیا ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم پر خدا کا غضب نازل ہو گا اگر ہم اُس کے پاک ارادے کے مطابق خدمت نہ کریں؟

آرام کے اوقات کی ضرورت

اسرائیلیوں کو ملاقات کے خیمے کے بارے میں اللہ کی ہدایات سنانے سے پہلے موسیٰ اُنہیں سبت منانے یعنی ہفتے کے دن آرام کرنے کا حکم دیتا ہے (خروج 35:1-3)۔ اِسی طرح اللہ بھی بضلی ایل اور اُہلیاب کے بارے میں بات کرنے کے عین بعد سبت منانے کا حکم پیش کرتا ہے (31:12-18)۔ اِس کی وجہ کیا تھی؟

> رب نے چھ دن کے دوران آسمان و زمین کو بنایا جبکہ ساتویں دن اُس نے آرام کیا اور تازہ دم ہو گیا۔ (خروج 31:17)

چونکہ خدا نے ہفتے کو آرام کیا اِس لئے اُس کے فرزند بھی اُسی دن آرام کریں۔ ایک طرح سے عیسیٰ المسیح کے نجات بخش کام کے بعد یہ حکم ہم پر لاگو نہیں ہوتا، لہٰذا اکثر ایمان دار جہاں تک ممکن ہو ساتویں دن نہیں بلکہ مسیح کے جی اُٹھنے کی یاد میں پہلے دن یعنی اتوار کو آرام کرتے ہیں۔ نیز، ہم یہ دن یہودی ہدایات کے مطابق نہیں مناتے۔ تاہم اِس ہدایت کا خدمت گزار کے لئے بہت فائدہ ہے۔ اگرچہ لازم نہیں کہ ہم آرام کا دن مقرر کریں تو بھی ہمیں آرام کے اوقات کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ قادرِ مطلق ساتویں دن آرام کر کے تازہ دم ہوا تو ہم کون ہیں جو ہفتے میں ایک دن آرام کرنے سے انکار کریں؟

خاص کر فُل ٹائم خادم کو یہ بات یاد رکھنے کی ضرورت ہے۔ اکثر اُسے اُن اوقات میں خدمت کرنی پڑتی ہے جب دوسرے آرام کرتے ہیں۔ اگر وہ محنتی ہو تو عبادت کے لئے مقررہ دن سب سے مصروف ہو گا۔ اِس لئے بہت ضروری ہے کہ وہ ہفتے کا کوئی اَور دن آرام کرنے کے لئے مقرر کرے۔ بے شک اکثر اوقات جماعت کے ممبران یہ بات نہیں سمجھیں گے، لیکن اگر خادم باقی وقت محنتی اور کام یاب نظر آئے تو وہ آخرکار یہ قبول کر لیں گے۔ تاہم تمام خدمت گزار اِس کشمکش میں پھنسے رہتے ہیں کہ ہفتے میں کب آرام کے لئے وقت نکالیں، کیونکہ لوگ توقع کرتے ہیں کہ خادم ہفتے میں سات دن ڈیوٹی کرے۔

ہفتے میں ایک دن کا آرام اُس وقت برکت کا باعث ہو گا جب خادم باقی چھ دن پورے جوش کے ساتھ خدمت کرے گا۔ خدا نے چھ دن میں پوری دنیا بنائی، پھر ہی اُس نے آرام کیا۔ اگر اِس فرمان پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو خادم کو نہ صرف بہتر آرام ملے گا بلکہ اُس کا کام بھی مزید موثر ہو گا۔

عام طور پر فُل ٹائم خادم کو آرام پانے کے لئے جدوجہد کی ضرورت ہو گی۔ اگرچہ یہ ہر وقت ممکن نہیں ہو گا تاہم کبھی کبھار جماعت کی گرفت سے نکلنے اور تازہ دم ہونے کے لئے اچھا ہو گا کہ خادم سفر کرے۔ وہ سسرال، والدین یا کسی رشتے دار کے پاس جا سکتا ہے جو کسی اَور علاقے میں رہ رہے ہوں۔ یوں وہ اِس کشاکش میں نہیں رہے گا کہ جماعت میں کسی کو میری ضرورت ہے۔ بہر حال خدمت اور آرام کا توازن ہر فُل ٹائم خادم کے لئے ایک بنیادی مسئلہ ہے۔

آرام کرنے کا ایک اَور پہلو بھی ہے۔ عام ایمان دار کے لئے آرام کے اوقات کا ایک مقصد یہ ہے کہ وہ اللّٰہ کے کلام کا مطالعہ کر کے روحانی حقیقتیں سیکھ سکے اور خدا کی پرستش کرنے کا موقع مل سکے۔ اِس کے مقابلے میں خادم اُس وقت خدمت کرتا ہے جب دوسرے سیکھتے اور اللّٰہ سے روحانی آرام و اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ سوال اُبھرتا ہے کہ وہ خود کب اپنے لئے خدا کے کلام سے سیکھ سکتا ہے؟ اِس کا جواب ہر خادم کے لئے فرق ہو گا، لیکن لازم ہے کہ وہ روزانہ اللّٰہ کے کلام سے سیکھنے اور دعا کرنے میں وقت صَرف کرے۔ اگر وہ روزانہ خدا کے تخت کے سامنے آرام کر کے تازہ دم نہ ہو جائے تو وہ کس طرح دوسروں کو روحانی خوراک مہیا کر سکے گا! بے شمار پیغامات اِس لئے پھیکے ہوتے ہیں کہ سنانے والے نے خدا کے سامنے آرام نہیں کیا۔ صرف وہ خادم روحانی خوراک دے سکتا ہے جسے خود خوراک ملی ہو۔

دلی خوشی سے ہدیئے دینا

ملاقات کے خیمے کی تعمیر کے لئے بہت سارے سامان کی ضرورت تھی۔ اب غور کیجئے کہ موسیٰ کس طرح ہدیئے کے لئے اپیل کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے،

> جو بھی دلی خوشی سے دینا چاہے وہ ... کچھ دے۔ (خروج 5:35)

اسرائیلی ابھی ابھی مصر کی غلامی سے بچ نکلے تھے اور اللہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی نئی غلامی میں پھنس جائیں۔ اُس کی مرضی تھی کہ ملاقات کا خیمہ اُس کے آزاد پرستاروں کے خوشی سے دیئے ہوئے ہدیوں سے بنایا جائے۔

جماعت کا جواب قابلِ غور ہے،

> جو جو دلی خوشی سے دینا چاہتا تھا وہ ملاقات کے خیمے، اُس کے سامان یا اماموں کے کپڑوں کے لئے کوئی ہدیہ لے کر واپس آیا۔ (خروج 21:35)

ہر کسی نے وہ چیز دی جو وہ دلی خوشی سے دینا چاہتا تھا۔ یہاں نہ صرف امیر دے رہے ہیں اور نہ صرف غریب بلکہ سب دے رہے ہیں۔ پوری جماعت خدا کے اِس تعمیری کام میں لگ گئی ہے۔ شکرگزاری اور خوشی سے لوگ آزادانہ طور پر ہدیئے دیتے ہیں۔ اور سب ایک ہی قسم کی چیز نہیں دیتے بلکہ مختلف اشیا۔ ایک سونا دیتا ہے، دوسرا کپڑا، تیسرا کھالیں وغیرہ۔ جماعت کا ہر فرد ہدیئے میں وہ دیتا ہے جو اللہ نے اُسے دی ہے۔

ہماری جماعتوں کے لئے یہ کتنا اچھا نمونہ ہے! کتنی خوشی ہوتی اگر ہمارے تمام ممبران یوں تعمیری کام میں حصہ لیتے جس طرح اسرائیلی لیتے تھے۔ اگر ہر کوئی اپنی نعمت یوں پیش کرتا تو پوری جماعت کتنی ترقی کرتی!

ایسی خوشی غیرمعمولی ہوتی ہے۔ اِس قسم کی خوشی صرف اُس وقت پائی جاتی ہے جب خدا کا روح لوگوں کو تحریک دے، جب اُس کے جلال اور فضل کا احساس اُن کے دلوں میں ہو۔ نتیجے میں لوگ زیادہ دیتے ہیں۔ جب کاری گروں کو یہ پتہ چلتا ہے تو وہ کیا کرتے ہیں؟ کیا وہ فالتو چیزیں "ہضم" کر جاتے ہیں، کیا وہ یہ چیزیں چپکے سے کہیں لے جاتے ہیں؟ آخر اُنہیں اپنے کام کے لئے معاوضہ نہیں مل رہا۔ ہرگز نہیں! وہ فوراً موسیٰ کے پاس آ کر کہتے ہیں،

> لوگ حد سے زیادہ لا رہے ہیں۔ جس کام کا حکم رب نے دیا ہے اُس کے لئے اِتنے سامان کی ضرورت نہیں ہے۔ (خروج 5:36)

نیز، موسیٰ کے ردِعمل پر توجہ دیں۔ کیا وہ یہ سوچ کر کہ مجھے بھی کچھ ملنے کا حق ہے اُنہیں مزید لے آنے کا حکم دیتا ہے؟ ہرگز نہیں! وہ جانتا ہے کہ یہ چیزیں مقدس ہیں، اُنہیں تعمیری کام کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ نتیجے میں وہ لوگوں کو اَور چیزیں لانے سے روکتا ہے۔

موسیٰ اور کاری گروں کا یہ نمونہ بہت خوب صورت ہے۔ کیا ہم خوشی سے تعمیری کام کے لئے نہیں دیں گے اگر جماعت کے راہنما ہدیئے کے بارے میں ایسا خیال رکھیں، اگر وہ ہمیں دینے سے روکیں جب ضرورت سے زیادہ مل گیا ہو؟ افسوس کہ اِس طرح کا نمونہ کم ہی ملتا ہے۔ کتنی جماعتوں کے ممبران کو علم ہے کہ ہفتہ وار چندہ کتنا جمع ہوا ہے اور کہ وہ کس کس کام کے لئے استعمال ہوا ہے؟ اِس ناتے سے کتنے ممبران جماعت کے راہنماؤں پر پورا بھروسا رکھتے ہیں؟ اگر وہ جماعت کے پیسے کو تسلی بخش طریقے سے نہیں سنبھال سکتے تو پھر اُن کی باقی خدمت کس طرح تسلی بخش اور باعثِ برکت ہو سکتی ہے؟ جماعت کس طرح روحانی ترقی کر سکتی ہے؟ یقین کریں کہ جو اُس کی خدمت کے لئے مخصوص کی گئی چیزوں کا غلط استعمال کرتے ہیں اُن پر اللہ کا غضب نازل ہو گا۔

اپنی نعمتوں سے اللہ کی خدمت کرنا

بضلی ایل اور اُہلیاب تو تعمیری کام کے ٹھیکے دار ہیں، لیکن اِن کے علاوہ اَور کاری گروں کا ذکر بھی آتا ہے،

> لازم ہے کہ بضلی ایل، اُہلیاب اور باقی کاری گر جن کو رب نے مقدِس کی تعمیر کے لئے حکمت اور سمجھ دی ہے سب کچھ عین اُن ہدایات کے مطابق بنائیں جو رب نے دی ہیں۔
>
> موسیٰ نے بضلی ایل اور اُہلیاب کو بُلایا۔ ساتھ ہی اُس نے ہر اُس کاری گر کو بھی بُلایا جسے رب نے مقدِس کی تعمیر کے لئے حکمت اور مہارت دی تھی اور جو خوشی سے آنا اور یہ کام کرنا چاہتا تھا۔ (خروج 36:1-2)

اِن دوسرے کاری گروں کو بھی وہی فہم اور حکمت حاصل ہے جو بضلی ایل اور اُہلیاب کو ملی تھی۔ بے شک بضلی ایل اور اُہلیاب مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اُن کے ساتھ ایسے کاری گر ہیں جو مل کر کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ یہاں ٹیم مل کر کام کرتے ہوئے نظر آتی ہے۔

یہ کس طرح کے لوگ ہیں؟ یہ مختلف لیاقتوں کے حامل ہیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے شعبے میں ماہر ہے۔ خدا نے اُنہیں مہارت اور یہ کام مکمل کرنے کی تحریک دی ہے (آیت 6)۔ اُنہوں نے اپنے آپ کو اِس کام کے لئے مخصوص کیا ہے۔ وہ شکرگزار ہیں کہ اِس کام میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اُن میں سے ہر کوئی جانتا ہے کہ اگرچہ قادرِ مطلق یہ کام میرے بغیر بھی کروا سکتا تھا، لیکن اُس نے یہ عظیم کام کرنے کے لئے مجھے پسند کیا ہے۔ یہ سوچ کر سب اِس کام میں حصہ لینے کو اعزاز سمجھتے ہوئے پورے جوش اور مہارت کے ساتھ کام میں لگ گئے۔ نہ صرف آدمی بلکہ خواتین بھی اِس میں شامل تھیں،

> جو جو عورت بکری کے بال کاتنے میں ماہر تھی اور دلی خوشی سے مقدِس کے لئے کام کرنا چاہتی تھی وہ یہ کات کر لے آئی۔ (خروج 26:35)

کیا ہمارے تعمیری کام میں اِس قسم کے لائق کاری گر موجود ہیں جو مختلف شعبوں میں اپنی اپنی مہارت دکھاتے ہوئے روح القدس اور جماعت کے راہنماؤں کی ہدایات کے تحت مل کر خدمت کرتے ہیں؟ ممکن ہے قاری کی جماعت میں ایسا نہ ہو۔ تاہم ہمت ہار کر نہ بیٹھ جائیں۔ ہم سب یہ رویا رکھ سکتے اور خدا سے منت کر سکتے ہیں کہ وہ ہمیں راہنماؤں اور کاری گروں کا ایسا گروہ بخشے جس سے مقامی جماعت کا تعمیری کام بڑھے اور اللہ کے منصوبے کے تحت چلے۔ چونکہ جماعت خدا کا مقدِس ہے اِس لئے وہ اِس لائق ہے کہ ہمارے سب سے لائق اور محنتی ممبران اُس کے تعمیری کام میں مل کر حصہ لیں۔

خدمت گزاروں کی نعمتوں کو فروغ دینا

کون سے لوگ خیمے کو بنانے میں لگ گئے؟ لکھا ہے کہ کام کرنے والے کاری گر وہی ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے،

> جو کاری گر مہارت رکھتے تھے اُنہوں نے خیمے کو بنایا۔ اُنہوں نے باریک کتان اور نیلے، ارغوانی اور قرمزی دھاگے سے دس پردے بنائے۔ (خروج 8:36)

لیکن بعد میں کئی جگہوں پر "بضلی ایل نے" لکھا گیا ہے، مثلاً آیت 13 میں۔ یوں سوال اُبھرتا ہے کہ کام کرنے والے کون ہیں؟ کیا کاری گروں نے صرف پردے بنائے اور بس؟ یہ بات ناممکن ہے۔ یہ

بات صرف یوں سمجھی جا سکتی ہے کہ زیادہ کام کاری گر ہی کر رہے ہیں، لیکن بضلی ایل اور اُہلیاب ٹھیکے دار کی حیثیت سے اُنہیں ہدایات دیتے ہوئے اُن سے یہ کام کروا رہے ہیں۔ یوں ایک اَور بار ظاہر ہوتا ہے کہ لوگ یہ کام مل کر کر رہے تھے۔

خادم کا کردار بضلی ایل اور اُہلیاب سے مطابقت رکھتا ہے۔ وہ خدمت میں دوسروں سے زیادہ تجربہ کار اور سمجھ دار ہوتا ہے اِس لئے وہ دوسرے کاری گروں کو خدمت کرنے میں ہدایات دیتا ہے تاکہ اُن کی خدمت موثر اور اللہ کو پسند ہو۔ وہ جماعت کے کام کے لئے اُن کی مفید لیاقتیں جانچ لیتا ہے اور اُن کو ترقی دیتا ہے۔ وہ اکیلا خدمت کرنا ہی نہیں چاہتا بلکہ شروع سے دوسروں کے ساتھ مل کر خدمت کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔

نیز، وہ جانتا ہے کہ صرف اُن کے ساتھ چلنے اور اُنہیں کام پر لگانے سے ہم مضبوط اور باعثِ برکت ہو جائیں گے، چاہے مَیں خود کتنا ہی ماہر کیوں نہ ہوں۔ یوں وہ دانش مند ٹھیکے دار کی حیثیت سے ہر مددگار کو اپنی اپنی جگہ پر لگا دیتا ہے۔

رب کے معیار پر پورا اُترنا

پھر لکھا ہے،

> سب کچھ اُن ہدایات کے مطابق بنایا گیا تھا جو رب نے موسیٰ کو دی تھیں۔ موسیٰ نے تمام چیزوں کا معائنہ کیا اور معلوم کیا کہ اُنہوں نے سب کچھ رب کی ہدایات کے مطابق بنایا تھا۔ تب اُس نے اُنہیں برکت دی۔ (خروج 39:42-43)

کاری گروں نے تمام کام رب کے حکم کے مطابق مکمل کیا تھا۔ ایک بات میں بھی وہ فیل نہیں ہوئے تھے۔ ہماری جماعت کے تعمیری کام کا معیار بھی یہی ہونا چاہیئے۔ ممکن ہے کوئی کہے، ”لیکن بھئی، یہ کس طرح ہو سکتا ہے، ہم کمزور انسان ہیں، ہم سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی!“ بے شک ہم سے غلطیاں ہوتی رہیں گی، لیکن اِس جملے نے کتنی بار روح القدس کے کام کو ڈھانپ لیا ہو گا۔ ہم نے یہ جملہ اپنے ذہن میں نقش کر کے اِس سے ایک ایسا بہانہ تیار کر رکھا ہے جس سے جماعت

کے کام کی ہر کمزوری تازہ دم رہتی ہے۔ لیکن قادرِ مطلق کی مرضی یہ ہے کہ ہم اُس کے معیار پر پورے اُتریں نہ کہ انسان کے معیار پر۔

دوسری طرف ہم سب سکول میں یا اپنے پیشے میں ترقی کرنے کی سرتوڑ کوشش کرتے ہیں۔ پھر ہی اگر کچھ وقت یا طاقت بچ گئی ہو تو ہم جماعت کی خدمت میں حصہ لیتے ہیں۔ دنیا کے فرائض ادا کرنے کے بعد ہی ہم تھوڑا بہت اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

کیا ہم جماعت کی خدمت میں خدا کے معیار پر پورے اُترتے ہیں؟

خدمت گزاروں کو برکت دینا

جب کام مکمل ہو گیا تو موسیٰ نے کاری گروں کو برکت دی۔ خدا کی برکت اُن خدمت گزاروں کو ملتی ہے جو اُس کی مرضی پوری کرتے ہیں۔ خدمت میں برکت دینے کی مرکزی حیثیت ہونی چاہئے۔ کیا ہم بار بار اپنے خدمت گزاروں کو برکت دیتے ہیں؟ یعنی نہ صرف اُن سے کام کرواتے ہیں بلکہ متواتر اُن کے لئے خدا سے برکت مانگتے ہیں۔ برکت دینے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جماعت کے راہنما ہر کام میں حصہ لیتے ہیں، کہ وہ نہ صرف خدمت گزاروں کے کام میں دل چسپی لیتے ہیں بلکہ اُن کی حفاظت، بہبودی اور ترقی کے لئے بھی فکرمند رہتے ہیں۔ جب ہم ایک دوسرے کو برکت دینے والی جماعت بن جائیں گے تب ہی ہم ترقی کریں گے۔ پھر ہم ایک دوسرے کی کمیوں کی نسبت ایک دوسرے کی خوبیوں پر زیادہ توجہ دیں گے۔ حوصلہ شکنی کی بجائے ہم ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کریں گے۔ پھر ہماری محبت بڑھے گی اور ہم دوسروں کی مخالفت کو اللہ کے ہاتھ میں چھوڑ سکیں گے۔ ہم گالیاں دینے اور تُو تُو مَیں مَیں کرنے کے بجائے برکت دینا سیکھیں گے۔

خلاصہ

ہم نے دیکھ لیا ہے کہ ملاقات کے خیمے کی تعمیر تعمیری کام کا بہترین نمونہ ہے۔ اِس میں خدمت گزار خدا کی بلاہٹ قبول کر کے خوشی سے اپنے مال، وقت اور طاقت کی قربانی دیتے ہیں۔ اِس قسم کے سمجھ دار لوگ اپنے مددگاروں کی ہدایت کر کے اُن کے کام کو خطرہ محسوس نہیں کرتے بلکہ ہر بات میں اُن کی حوصلہ افزائی کرتے اور اُن کی ترقی اور بہبودی کی فکر میں رہتے ہیں۔ یہ راہنما ٹھیکے دار کی حیثیت سے

جماعت کے ممبران کی نعمتوں کا کھوج لگا کر اُنہیں اُن کی اہلیت کے مطابق خدمت میں لگا دیتے ہیں۔ یوں کاری گروں کو روحانی ترقی حاصل ہوتی ہے اور اُن کی خدمت تعمیری کام کے لئے باعثِ برکت بن جاتی ہے۔ چونکہ تمام خدمت گزار خلوص دلی اور جوش کے ساتھ مل کر راہنماؤں اور روح القدس کی ہدایت کے تحت کام مکمل کرتے ہیں اِس لئے وہ رب کے معیار پر پورے اُتر کر برکت پاتے ہیں۔

پہلا بیت المقدس: بادشاہ کا شاہ کار

فلسطین میں پہنچنے کے بعد پہلا بیت المقدس یروشلم میں سلیمان بادشاہ کے تحت بنوایا گیا۔ جب ہم ملاقات کے خیمے کا بیت المقدس سے موازنہ کرتے ہیں تو کئی باتوں میں نمایاں فرق نظر آتا ہے۔

پہلی بات، پورا کام ایک ہی کے ہاتھ میں تھا (دیکھئے 1 سلاطین 7:2 و مابعد)۔ چونکہ سلیمان بادشاہ تھا اِس لئے شاہی انتظام کا اثر بیت المقدس کی تعمیر پر بھی پڑ گیا۔

دوسرے، ہم پڑھتے ہیں،

> سلیمان بادشاہ نے لبنان میں یہ کام کرنے کے لئے اسرائیل میں سے 30,000 آدمیوں کی بیگار پر بھرتی کی۔ اُس نے ادونیرام کو اُن پر مقرر کیا۔ ہر ماہ وہ باری باری 10,000 افراد کو لبنان میں بھیجتا رہا۔ یوں ہر مزدور ایک ماہ لبنان میں اور دو ماہ گھر میں رہتا۔ (1 سلاطین 5:13-14)

بیگاری کا کیا مطلب تھا ؟ اِن لوگوں کو کام پر مجبوراً لگایا گیا۔ اُنہیں روح القدس کی تحریک نہیں ملی تھی بلکہ بادشاہ کا حکم۔ اُن کے اوپر ایک سخت آدمی مقرر کیا گیا جو لوگوں کو اِتنا ناپسند تھا کہ اُسے بعد میں سنگسار کیا گیا (1 سلاطین 12:18)۔

صرف 1 تواریخ 29:1-7 میں ملاقات کے خیمے کے زمانے کی روح کی جھلک نظر آتی ہے، جہاں داؤد اور اسرائیل کے تمام قبائل دل کی خوشی سے سلیمان کو بیت المقدس بنانے کے لئے مٹیریل مہیا کرتے ہیں۔ بیت المقدس بنانے کی ابتدا میں خوشی تھی، لیکن یہ خوشی بوجھ تلے دب گئی۔ نتیجے میں سلیمان کی موت کے بعد تمام اسرائیل نے اُس کے بیٹے کے پاس آ کر کہا،

> جو جوا آپ کے باپ نے ہم پر ڈال دیا تھا اُسے اُٹھانا مشکل تھا، اور جو وقت اور پیسے ہمیں بادشاہ کی خدمت میں صَرف کرنے تھے وہ ناقابلِ برداشت تھے۔ اب دونوں کو کم کر دیں۔ پھر ہم خوشی سے آپ کی خدمت کریں گے۔ (2 تواریخ 4:10)

غرض بیت المقدس کے تعمیری کام کی نوعیت اچھی نہیں لگتی۔ اِس میں ٹیم کی روح کم پائی جاتی ہے بلکہ یہ کام مصر کی غلامی سے مطابقت رکھتا ہے، یعنی اُس غلامی سے جس سے اسرائیلی نفرت کرتے تھے اور جس سے بچنے کے لئے وہ مصر سے نکلے تھے۔

سلیمان نے بیت المقدس کی پوری منصوبہ بندی خود کی، اگرچہ نقشہ بنانے میں داؤد کا ہاتھ بھی تھا (1 تواریخ 28:11-19)۔ ہر ایک تفصیل بے عیب تھی، یہاں تک کہ عمارت کے لئے پتھر کان میں ہی تیار کئے گئے، اِس لئے

> جب اُنہیں زیرِتعمیر عمارت کے پاس لا کر جوڑا گیا تو نہ ہتھوڑوں، نہ چھینی نہ لوہے کے کسی اَور اوزار کی آواز سنائی دی۔ (1 سلاطین 7:6)

سلیمان بادشاہ کی منصوبہ بندی بے عیب تو تھی، لیکن تعمیری کام کی روح ملاقات کے خیمے کے کام سے فرق تھی۔ فرق بادشاہی اور برادری کے انتظامات کا ہے جس کے بارے میں سموایل نبی نے اسرائیلیوں کو آگاہ کیا تھا۔ اُس نے فرمایا تھا کہ شاہی انتظام تمہارا بوجھ بھاری کر دے گا بلکہ تمہارے لئے نقصان کا باعث بنے گا (1 سموایل 8 باب)۔ اصل بادشاہ ہمارا خدا ہے، اور ہم سب آپس میں بہن بھائی ہیں۔ ادنیٰ اعلیٰ کا کوئی چکر نہیں بلکہ ہم سب برابر ہیں۔

جماعت کے تعمیری کام کے لئے ہم کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں؟ ایک تو یہ ہے کہ ہم بادشاہوں کے چکر میں نہ آئیں۔ ہمیں جماعت کے کام میں بادشاہوں کی ضرورت نہیں بلکہ بہن بھائیوں اور روحانی ماں باپوں کی۔ ایسے لوگوں سے بچیں جو دوسروں کو غلامی میں رکھنے کی کوشش کرتے ہیں یا دوسروں پر اپنا رُعب ڈالنا چاہتے ہیں۔ اور ایسے راہنماؤں کے ساتھ مل کر کام کریں جو دوسروں کے برابر اور اُن کے ساتھ مل کر خدمت کرتے ہیں۔

دوسرا بیت المقدس: جماعت کا شاہ کار

سلیمان کا بیت المقدس 582 ق م میں برباد ہوا۔ جب 70 سال کے بعد نئے سرے سے اُس کی تعمیر ہوئی تو وہ دیکھنے میں پہلی عمارت کی نسبت بہت ناقص لگی۔ لکھا ہے،

> لیکن بہت سے امام، لاوی اور خاندانی سرپرست حاضر تھے جنھوں نے رب کا پہلا گھر دیکھا ہوا تھا۔ جب اُن کے دیکھتے دیکھتے رب کے نئے گھر کی بنیاد رکھی گئی تو وہ بلند آواز سے رونے لگے جبکہ باقی بہت سارے لوگ خوشی کے نعرے لگا رہے تھے۔ اِتنا شور تھا کہ خوشی کے نعروں اور رونے کی آوازوں میں امتیاز نہ کیا جا سکا۔ شور دُور دُور تک سنائی دیا۔ (عزرا 3:12-13)

بوڑھے لوگ رو پڑے، کیونکہ اُنھیں سلیمان سے بنی ہوئی عمارت کی شان یاد آئی جس کے مقابلے میں یہ عمارت کچھ بھی نہیں تھی۔ اِس کے باوجود موجودہ عمارت کی تعمیر کے کئی پہلو ہیں جو سلیمانی عمارت کی نسبت بہتر ہیں۔ یہاں ایک نیا روحانی جوش نظر آتا ہے جو جلاوطنی کے تجربے سے پاک صاف کیا گیا ہے۔ ایسے خدمت گزار نظر آتے ہیں جو پڑوسی ممالک کی دشمنی، اپنے لوگوں کی غربت اور سُستی، اور بیوروکریسی کی رکاوٹوں کا سامنا کرنے سے بکھر نہیں جاتے بلکہ روح القدس کی قیادت کے تحت اور ٹیم کی صورت میں عمارت کی تعمیر کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

عزرا اور نحمیاہ جیسے لوگوں کو جلاوطنی سے واپس آ کر مختلف قسم کی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اسرائیل میں دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جانے کی ضرورت تھی، کاروبار کا نیا سلسلہ قائم کرنے کی ضرورت تھی۔ نئے سرے سے اپنے گھر بنانے کی ضرورت تھی۔ نیز، پڑوسی ممالک اُن کے خلاف اُٹھے (عزرا 4)۔ اِس کے باوجود یہودیوں نے بڑی دلیری سے شہر کی فصیل اور بیت المقدس کی تعمیر شروع کر دی۔ حالات ٹھیک نہیں تھے، پھر بھی اُنھوں نے ہمت نہ ہاری بلکہ اپنا پاک مشن جاری رکھا۔ ہماری خدمت کتنی بار رُک جاتی ہے جب حالات خراب ہو جاتے ہیں! ہم بڑی جلدی سے دوسروں یا حالات کی مخالفت کے سامنے جماعت کی خدمت چھوڑ دیتے ہیں، حالانکہ اکثر اوقات ہمارے مسائل اُن یہودیوں کے مسائل کی نسبت نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں۔

دوسرے بیت المقدس کا تعمیری کام ملاقات کے خیمے کے کام سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔ عزرا، نحمیاہ، حجی اور زکریاہ کے نوشتے اِس کی گواہی دیتے ہیں کہ تعمیر میں حصہ لینے والے موسیٰ کے زمانے کی

برادرانہ روح کے حامل تھے۔ اِس کی شہادت اِس میں ملتی ہے کہ سردار امام بنام یشوع اور سرکاری انتظام چلانے والا بنام زرُبابل اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر قربان گاہ بناتے ہیں (عزرا 3-2:3) ۔ ساتھ ساتھ کم سے کم دونبیوں یعنی حجی اور زکریاہ نے بیت المقدس بنانے میں یہودیوں کی حوصلہ افزائی کی۔ نیز، عزرا کی کتاب میں ایک دل چسپ بات پائی جاتی ہے،

> ذیل کے لوگ مل کر رب کا گھر بنانے والوں کی نگرانی کرتے تھے: یشوع اپنے بیٹوں اور بھائیوں سمیت، قدمی ایل اور اُس کے بیٹے جو ہوداویاہ کی اولاد تھے اور حنداد کے خاندان کے لاوی۔ (عزرا 9:3)

یہاں یشوع، قدمی ایل اور حنداد کے خاندان کاری گروں کی راہنمائی کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔ یعنی یہاں بھی تمام لوگ ایک دوسرے سے مشورہ لے کر اور مل کر کام کر رہے ہیں۔ اور یہاں ٹھیکے داروں کا پورا گروہ کاری گروں کی راہنمائی کر رہا ہے۔

غرض جب ہم شان و شوکت کے لحاظ سے پہلے اور دوسرے بیت المقدس کا موازنہ کرتے ہیں تو بے شک سلیمان کی عمارت بہتر ہے، لیکن جب ہم دونوں کی تعمیر کے سلسلے کا موازنہ کرتے ہیں تو دوسری عمارت زیادہ بہتر ہے۔

خبردار! کسی جماعت کی محض ظاہری شکل سے متاثر نہ ہو جائیں۔ لازم ہے کہ ہم اُس کے اندرونی ڈھانچے پر غور کریں، کیونکہ جماعت کی بیرونی شکل جاتی رہے گی جبکہ اُس کی اندرونی شکل قائم رہے گی۔ جن خادموں کی جماعتیں چھوٹی ہیں اُنہیں اِس سے حوصلہ پانا چاہیے۔ ممکن ہے کہ اُن کا کام کئی بڑی جماعتوں سے زیادہ موثر ثابت ہو اور زکریاہ نبی کی بات اُن پر صادق آئے،

> گو تعمیر کے آغاز میں بہت کم نظر آتا ہے تو بھی اُس پر حقارت کی نگاہ نہ ڈالو۔ کیونکہ لوگ خوشی منائیں گے جب زرُبابل کے ہاتھ میں ساہول دیکھیں گے۔ (زکریاہ 10:4)

ساہول سے معمار دیوار کی سیدھ کا پتہ چلاتے ہیں۔ عمارت یہاں تک تیار ہو جائے گا کہ زرُبابل ساہول لے کر دیواروں کی سیدھ معلوم کرے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں نے شروع میں تعمیری کام کی تحقیر کی تھی وہ آخر کار شرم سار ہو جائیں گے جب تیار شدہ عمارت نظر آئے گا۔

3 مینیجر

> غرض لوگ ہمیں مسیح کے خادم سمجھیں، ایسے نگران جنہیں اللہ کے بھیدوں کو کھولنے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ اب نگرانوں کا فرض یہ ہے کہ اُن پر پورا اعتماد کیا جا سکے۔
>
> (1 کُرِنتھیوں 4:1-2)

پولس رسول اپنی خدمت کی نوعیت پر نہ صرف کسان اور ٹھیکے دار کی مثال سے روشنی ڈالتا ہے بلکہ مینیجر کے نمونے سے بھی۔ مینیجر کا مطلب کیا ہے؟ جو کسی کام کا مینیجر ہے اُسے کسی کی طرف سے اُس کام کے لئے اختیار دیا گیا ہے۔ جس کی ملکیت کا مختار وہ ہے، وہ اُس کی نہیں بلکہ اُس کی ہے جس نے اُسے اُس کا مختار بنا دیا ہے۔ لیکن مینیجر کو مالک کی طرف سے پورا اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ یہ ملکیت سنبھالے۔ وہ ملکیت کا پورا انتظام چلانے کے لئے ذمہ دار ہے۔ تمام ملازم اُس کے ماتحت ہیں۔ وہ اُن کی نظر میں مالک جیسا ہے، کیونکہ وہ مالک کی جگہ انتظام چلاتا ہے۔

اچھے مینیجر کا سب سے بڑا نشان اُس کی دیانت داری اور وفاداری ہے (1 کُرِنتھیوں 4:2)۔ چونکہ وہ مالک کی جگہ انتظام چلاتا ہے اِس لئے ملکیت اُس کی نہیں بلکہ مالک کی ہے۔ جو بھی اختیار اُسے حاصل ہے وہ مالک سے ملا ہے۔ بعض اوقات وہ مالک کی غیرموجودگی میں کام کرواتا ہے۔ تب اُسے مالک کی جگہ فیصلہ کرنا پڑتا ہے۔ اِس کی اشد ضرورت ہے کہ وہ ہر کام مالک کے فائدے کے لئے کرے اور یوں وفادار نکلے۔ اگر وہ وفادار نہیں تو پھر سارا انتظام ناقص اور کھوکھلا ہے۔

ہمارے خداوند عیسیٰ المسیح نے ایک تمثیل سنا کر ایسے مینیجر کی نوعیت پر روشنی ڈالی (متی 25:14-30)۔ اِس تمثیل میں مالک اپنے تین نوکروں کو اپنی ملکیت پر مختار مقرر کرتا ہے۔ وہ پہلے کو 5000، دوسرے کو 2000 اور تیسرے کو 1000 سکے دے کر کچھ وقت کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ اب غور کیجئے کہ پہلے اور دوسرے نوکر کو اچھا اور دیانت دار نوکر کیوں کہا جاتا ہے۔ اِس لئے نہیں کہ اُنہوں نے مالک کی غیر

موجودگی میں اُس کے لئے پیسے محفوظ رکھے بلکہ اِس لئے کہ اُنہوں نے مالک کی رقم بڑھا دی۔ اِس کے اُلٹ تیسرے نوکر کو سست اور شریر اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اُس نے پیسے صرف زمین میں دبا کر محفوظ رکھے۔ مالک کے بارے میں اِس آدمی کی سوچ بھی قابلِ غور ہے،

> جناب، مَیں جانتا تھا کہ آپ سخت آدمی ہیں۔ جو بیج آپ نے نہیں بویا اُس کی فصل آپ کاٹتے ہیں اور جو کچھ آپ نے نہیں لگایا اُس کی پیداوار جمع کرتے ہیں۔ اِس لئے مَیں ڈر گیا اور جا کر آپ کے پیسے زمین میں چُھپا دیئے۔ اب آپ اپنے پیسے واپس لے سکتے ہیں۔
>
> (متی 25:24-25)

وفادار نوکروں کا اپنے مالک کے بارے میں خیال اچھا ہے، اِس لئے وہ اُس کی دولت بڑھانے کی پوری کوشش کرتے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں شریر اور سست نوکر کا اپنے مالک کے بارے میں تصور اچھا نہیں ہے، اِس لئے وہ اُس کی دولت بڑھانے میں دل چسپی نہیں رکھتا۔

جماعت کا راہنما بھی اللہ کا مینیجر اور مختار ہے۔ اُسے خدا کی طرف سے اختیار دیا گیا ہے تاکہ وہ کچھ پھلے پھولے جو اُس کے سپرد کیا گیا ہو۔ کیا خدا ہمارے بارے میں کہے گا، "شاباش، اچھے اور دیانت دار نوکر"؟

مصر کا مینیجر یوسف

مینیجر کی ایک سنہری مثال یوسف ہے۔ بار بار اُس نے دکھایا کہ اچھا مینیجر کیا ہے۔ کیونکہ پہلے اُسے فوطی فار کے گھر کا مینیجر مقرر کیا گیا، پھر قیدخانے کا اور آخرکار پورے ملکِ مصر کا۔

مالک کی جگہ پورا انتظام چلانا

جب یوسف مصر پہنچا تو فوطی فار نے "اُسے اپنے گھرانے کے انتظام پر مقرر کیا اور اپنی پوری ملکیت اُس کے سپرد کر دی" (پیدائش 39:4)۔ اِس جگہ پر ہم اِس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں کہ وہ صرف کسی عام گھر میں کام کرتا تھا۔ فوطی فار ایک بہت بڑا افسر تھا اور یوسف اُس کی تمام ملکیت بشمول اُس کی زمینوں

پر مینیجر تھا (پیدائش 5:39) ۔ اُسے پوری ملکیت کا انتظام سنبھالنے کا اختیار حاصل تھا۔ یوں یوسف یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ

> میرے مالک کو میرے سبب سے کسی معاملے کی فکر نہیں ہے۔ اُنھوں نے سب کچھ میرے سپرد کر دیا ہے۔ گھر کے انتظام پر اُن کا اختیار میرے اختیار سے زیادہ نہیں ہے۔
>
> (پیدائش 39:8-9)

اِسی طرح جب یوسف کو جیل میں ڈالا گیا تو اُسے وہاں بھی انتظام سنبھالنے کی تربیت حاصل ہوئی۔ داروغے نے تمام قیدیوں اور پورے جیل کا انتظام اُس کے سپرد کیا، یہاں تک کہ وہ تمام کام کے ناتے سے بے فکر رہا (پیدائش 39:21-23)۔

پھر یوسف کو رہائی ملی۔ اور اُسے فرعون کی پوری ملکیت یعنی اُس کے گھر اور اُس کی بادشاہی کا مینیجر بنایا گیا۔ فرعون فرماتا ہے،

> مَیں تجھے اپنے محل پر مقرر کرتا ہوں۔ میری تمام رعایا تیرے تابع رہے گی۔ تیرا اختیار صرف میرے اختیار سے کم ہو گا۔ (پیدائش 41:40)

یوسف کو ملکِ مصر کا حاکم مقرر کیا گیا (41:41) بلکہ فرعون فرماتا ہے کہ "مَیں تو بادشاہ ہوں، لیکن تیری اجازت کے بغیر پورے ملک میں کوئی بھی اپنا ہاتھ یا پاؤں نہیں ہلائے گا" (پیدائش 41:44)۔ یعنی جو اختیار صرف فرعون کو حاصل تھا وہ یوسف کو دیا گیا۔

رب کی برکت کا حصول

یوسف کی کام یابی کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اُسے اللّٰہ کی برکت حاصل تھی۔ جب وہ فوطی فار کے گھر میں کام کرتا تھا تو لکھا ہے کہ "رب یوسف کے ساتھ تھا۔ جو بھی کام وہ کرتا اُس میں کامیاب رہتا۔" (پیدائش 39:2)۔ اِسی طرح جب وہ قید خانے میں رہا تو لکھا ہے کہ خداوند اُس کے ساتھ تھا (پیدائش 39:21-23)۔

ہو سکتا ہے کہ ہماری نیت اچھی ہو، ہماری منصوبہ بندیاں اور کوششیں اچھی ہوں۔ لیکن اگر خداوند ہمارے ساتھ نہیں تو ہم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

> اگر رب گھر کو تعمیر نہ کرے تو اُس پر کام کرنے والوں کی محنت عبث ہے۔ (زبور 1:127)

ہر طرح سے قابلِ اعتبار

فوطی فار سب کچھ یوسف کے سپرد کر سکا۔ اُسے کسی چیز کی فکر نہیں تھی۔ اُسے یوسف پر پورا بھروسا تھا کہ وہ میرا مال یوں سنبھال رہا ہے جیسے کہ مَیں خود سنبھالتا اگر وہ نہ ہوتا۔ یہاں تک کہ اُسے اپنی ملکیت کے بارے میں علم بھی نہیں تھا۔

> فوطی فار کو کھانا کھانے کے سوا کسی بھی معاملے کی فکر نہیں تھی۔ (پیدائش 6:39)

یوسف کی وفاداری اِس میں بھی نظر آتی ہے کہ وہ فوطی فار کی بیوی کے ساتھ ہم بستر نہ ہوا (8-7:39)۔ اُس کا اول اصول یہ تھا کہ مَیں وہ اختیار جو میرے مالک نے مجھے دیا ہے غلط استعمال نہیں کروں گا۔ اُس کے انکار کے پیچھے یہی اصول کارفرما ہے۔

پھر جب اُسے قیدخانے میں ڈالا گیا تو یہی وفاداری دکھائی دیتی ہے۔ داروغے کو اُس پر اِتنا بھروسا تھا کہ اُس نے قیدخانے کا پورا انتظام بشمول قیدیوں کو اُس کے سپرد کیا۔ تمام خونی، چور، ڈاکو اور تمام سیاسی قیدی اُس کے ماتحت تھے۔

جماعت کے راہنما کی کام یابی اِس پر منحصر ہے کہ لوگ اُس پر پورا بھروسا رکھ سکیں، اُنہیں پورا یقین ہو کہ راہنما جھوٹ نہیں بولتا، پیسے نہیں کھاتا اور اُن کے خلاف کام نہیں کرتا بلکہ اُن کی بھلائی کے لئے خدمت کرتا، اُن کی قدر اور عزت کرتا اور اُن کے ساتھ سیدھی سادی باتیں کرتا ہے۔ کیا لوگ آنکھیں بند کر کے ہم پر اعتبار کر سکتے ہیں؟ افسوس کہ اختیار کے اِس پہلے اصول میں بہت سے خادم فیل ہیں۔ لیکن اگر وہ فیل ہیں تو کس طرح برکت کی توقع کر سکتے ہیں؟

باہمی تعلقات کی راہنمائی

خدا نے یوسف کو داروغے کی نظر میں مقبول بنایا (39:21)۔ یعنی اللہ نے اُسے یہ لیاقت بخشی کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف مائل کر سکے۔ اُسے دوسروں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنے میں بڑی مہارت تھی۔

اُس کے بچپن میں یہ اہلیت کم نظر آتی ہے بلکہ اُس نے اپنے رویے اور باتوں سے اپنے بھائیوں کی نفرت اور حسد کو بھڑکایا۔ لیکن فوطی فار کے گھر اور قیدخانے میں اُسے اِس نعمت کو فروغ دینے کے بہت مواقع ملے۔ یہ نہیں کہ اُس نے لوگوں پر غلط قسم کا قابو پانے کی کوشش کی۔ اُس نے یہ نعمت اپنے مالک کے فائدے کے لئے استعمال کی (دیکھئے فوطی فار کی اہلیہ سے انکار)۔ جب اُس کے بھائی مصر آئے تو اُس کی مہارت ملاحظہ کیجئے۔ اُس نے یوں اُن کی راہنمائی کی کہ اُس کا پورا مقصد حاصل ہوا، یعنی یہ کہ اُس کے بھائی اُسے غلامی میں بیچنے کے گناہ سے پچھتائیں، چھوٹے بھائی بن یمین اور باپ یعقوب کو مصر لے آئیں اور کال سے بچنے کے لئے مصر میں رہیں۔ اور یہ سب کچھ یوں ہوا کہ آخر تک بھائیوں کو شک تک نہ ہوا کہ یہ ہمارا بھائی یوسف ہے جو سب کچھ کروا رہا ہے۔

یوسف کی زندگی سے ہم یہ سیکھتے ہیں کہ مینیجر کو لوگوں کے آپس میں تعلقات کے بارے میں علم رکھنا چاہئے۔ وہ نہ صرف دوسروں کے ساتھ اپنے تعلقات اور اُن کے آپس میں تعلقات پر غور کرے گا بلکہ اِس میں اُن کی راہنمائی بھی کرے گا۔ جماعت میں کسی کاروبار کی نسبت تعلقات کے بگڑنے کا زیادہ امکان ہوتا ہے، کیونکہ کاروبار میں تو ملازموں کو نکالا جا سکتا ہے، لیکن جماعت میں ہم لوگوں کو اِتنی جلدی سے نکال نہیں سکتے۔ پھر جماعت میں فرق فرق قسم کے لوگ ہوتے ہیں—بوڑھے اور بچے، بزنس مین اور کسان، سوداگر اور مزدور، اُستاد اور طالب علم، سپاہی اور ڈرائیور وغیرہ۔ خادم کو متواتر لوگوں کے ساتھ اپنے اور دوسروں کے آپس کے تعلقات کو جانچنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ غلط فہمیاں ختم کر سکے، مسائل حل کر سکے، جھگڑے شروع شروع میں ہی ختم کرا سکے، صلح کرا سکے اور لوگوں کے دل اپنی طرف مائل کر سکے۔ جب حالات بگڑ جاتے اور لوگ غصے میں آ جاتے ہیں تو اُسے بہت حکمت کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ تعلقات کو بحال کرنے میں لوگوں کی مدد کر سکے۔

لیکن اِس میں اُس کی کوشش یہ نہیں ہو گی کہ وہ دوسروں کو مجبور کرے بلکہ یہ کہ لوگ خوشی اور آزادی سے اُس کی بات مان لیں اور اِس میں اپنا فائدہ دیکھ سکیں۔ جماعت کا مینیجر تعلقات کی راہنمائی کی یہ

نعمت غلط بھی استعمال کرسکتا ہے، لیکن ایسی کوششوں سے برکت حاصل نہیں ہو گی۔ سچا مینیجر لوگوں کی راہنمائی اِس وجہ سے نہیں کرتا کہ اُس کی حکمرانی پھیل جائے اور جماعت کے ممبران اُس کی انا پرستی کا شکار بن جائیں بلکہ وہ اُن کی راہنمائی یوں کرتا ہے کہ اُن کے آپس میں اور اُس کے ساتھ تعلقات بحال ہو جائیں اور وہ مل کر خوشی سے اپنی نعمتیں جماعت کی خدمت کے لئے صَرف کریں۔ اِس لئے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارا راہنما ہمارا بھائی ہے، وہ ہمارے برابر ہے اور ہمارے اور پوری جماعت کے فائدے کے لئے ہماری راہنمائی کر رہا ہے۔

جماعت کے لئے اللہ کی مرضی دریافت کرنا

یوسف خوابوں کی تعبیر کرنے کی لیاقت رکھتا ہے۔ وہ زندگی کے ہر مرحلے پر خوابوں کی صحیح تعبیر کرتا ہے — بچپن میں (پیدائش 37:1-11)، قیدخانے میں (40 باب) اور فرعون کی خدمت کے دوران (41:25-32)۔ فرعون اِس کی وجہ بتاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ اُس میں خدا کی روح ہے، کہ اللہ نے خود اُسے یہ سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ اِس لئے اُس کی مانند دانش ور اور عقل مند کوئی نہیں (41:38-39)۔

یوسف نہ صرف خوابوں کی تعبیر کرتا ہے بلکہ اِس تعبیر سے مصر کے لئے خدا کی مرضی بھی اخذ کرتا ہے۔ وہ فرعون کو کال کے سات سالوں کے دوران بچنے کا صحیح طریقہ بتاتا ہے۔

جماعت کے مینیجر کو بھی جماعت کے لئے اللہ کی مرضی جاننے کی اشد ضرورت ہے۔ ضروری نہیں کہ ہمیں خواب کی صورت میں خدا کی ہدایت ملے۔ لیکن لازم ہے کہ ہم اللہ کے ساتھ چلیں، وفادار خادم ٹھہریں اور اُس کی مرضی جاننے کے لئے پیاسے رہیں۔ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ شاید یہ ہے کہ ہم پورے دل سے اُس کی مرضی کو جاننا نہیں چاہتے۔ ممکن ہے ہم موجودہ حالات کے بارے میں مطمئن ہوں اور خدا کی مرضی دریافت کرنے سے ڈرتے ہوں۔ ہو سکتا ہے اُس کی مرضی یہ ہو کہ ہم جماعت کے بگڑے ہوئے تعلقات بحال کریں یا کسی دوسری جگہ پر نئی جماعت قائم کریں۔ اِس لئے ہم اپنی آنکھیں بند کر کے پھرتے ہیں تاکہ ہمیں اللہ کے ارادے کا پتہ نہ چلے۔

لیکن کام یاب جماعت کے مینیجر ایسا نہیں کرتا۔ وہ حالات سے مطمئن نہیں ہوتا چاہے وہ کتنے ہی پُر سکون کیوں نہ لگیں۔ وہ حال کے لئے خدا کی مرضی جاننے کا مشتاق رہتا ہے، ایسا نہ ہو کہ اُس کی بے

پروائی سے پوری جماعت کو نقصان اُٹھانا پڑے یا وہ اُتنی برکت حاصل نہ کر سکے جتنی کہ اللہ کی مرضی تھی۔

جماعت کا مینیجر خدا کی مرضی نہ صرف حال کے لئے جان لیتا ہے بلکہ یوسف کی طرح آگے بھی سوچتا ہے، کیونکہ جو کام ہم آج کرتے ہیں اِس کا اثر اگلے سالوں پر پڑے گا۔ یوسف کے مشورے سے پہلے سات سال مصر کی پیداوار جمع کرنے سے کال کا اثر کم پڑا۔ ہمیں سوچنا چاہئے کہ حال کے لئے رب کی مرضی کیا ہے تاکہ ہماری جماعت کو اگلے پانچ دس سالوں میں بھی اُس کی برکت حاصل ہو۔ جماعت کے وہ راہنما اچھا کرتے ہیں جو باقاعدگی سے مل کر اگلے سالوں کے لئے خدا کی مرضی جاننے کی کوشش کرکے روح القدس کی ہدایت سے منصوبے بناتے رہتے ہیں۔

اجتماعی ملکیت میں اضافے کی فکر

جب یوسف فوطی فار کے گھر میں تھا تو رب نے اُسے کام یابی بخشی اور مالک کی ملکیت میں اضافہ ہوا (پیدائش 39:2-3،5)۔ اِسی طرح جب وہ قیدخانے کا مختار تھا تو خدا نے اُسے کام یابی بخشی۔

یوسف کو اُس وقت بھی کام یابی حاصل ہوئی جب اُس نے ملکِ مصر کو کال کے اثر سے بچانے کے لئے ایک ایمرجنسی پلان تیار کی جس کے مطابق اُس نے پہلے سات سالوں کے دوران جب ملک میں اچھی خاصی فصلیں اُگیں پیداوار کا پانچواں حصہ لے کر جمع کیا۔ بعد میں جب کال آیا تو یہ جمع شدہ غلہ سونا بن گیا، کیونکہ لوگ نہ صرف مصر سے بلکہ دوسرے ممالک سے بھی غلہ خریدنے آئے۔ اور جب مصریوں کے پیسے ختم ہو گئے تو اُنہوں نے اپنی زمین اور اپنے آپ کو فرعون کے ہاتھوں بیچ دیا۔ یوں یوسف نے اپنے منصوبے سے اپنے مالک یعنی مصر کے بادشاہ کی ملکیت بہت زیادہ بڑھا دی (47:13-26)۔

ہر جماعت کے مینیجر کو جماعت کی ملکیت میں اضافہ کرنے کو اولیت دینی چاہئے۔ جماعت کی ملکیت کیا ہے؟ اُس کا سب سے بڑا خزانہ اُس کے ممبران ہیں۔ جماعت عمارت کے بغیر گزارہ کرسکتی ہے، لیکن ممبران کے بغیر جماعت کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اور جماعت کا اضافہ نہ صرف تعداد کے لحاظ سے

ہوتا ہے بلکہ معیار کے لحاظ سے بھی۔ چنانچہ خادم کو متواتر اِس پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کس طرح جماعت کی تعداد اور اُس کا معیار بڑھا سکے۔

جب ہم جماعتوں پر غور کرتے ہیں تو بعض ایک ایسے خادم نظر آتے ہیں جو انتظام چلانے اور تعداد بڑھانے کی یہ نعمت رکھتے ہیں۔ اُن کے اثر سے مٹی سونے میں بدل جاتی ہے۔ جہاں پہلے کم مددگار تھے وہاں ٹیم کی صورت میں اُن کی بڑی تعداد دکھائی دیتی ہے۔ جہاں لوگ غفلت کی حالت میں تھے وہاں بیداری آ جاتی ہے۔ جہاں تعلیم نہ ہونے کے برابر تھی وہاں لوگ کلام کا مطالعہ کرنے لگتے ہیں۔ جماعت نہ صرف پھلنے پھولنے لگتی ہے بلکہ اُس کے اردگرد نئی جماعتیں قائم ہو جاتی ہیں۔

دو مینیجر جو فیل ہوئے

کیا آپ نے کبھی شِبناہ اور اِلیاقیم کے بارے میں سنا ؟ ہم اِن دو مینیجروں کی غلطیوں سے مینیجر کے کردار کے بارے میں بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

شِبناہ: غلط بھروسا رکھنے والا مینیجر

یسعیاہ نبی شِبناہ کے بارے میں نبوت کرتا ہے،

> قادرِ مطلق رب الافواج فرماتا ہے، اُس نگران شِبناہ کے پاس چل جو محل کا اِنچارج ہے۔ اُسے پیغام پہنچا دے، 'تُو یہاں کیا کر رہا ہے؟ کس نے تجھے یہاں اپنے لئے مقبرہ تراشنے کی اجازت دی؟ تُو کون ہے کہ بلندی پر اپنے لئے مزار بنوائے، چٹان میں آرام گاہ کھدوائے؟ اے مرد، خبردار! رب تجھے زور سے دُور دُور تک پھینکنے والا ہے۔ وہ تجھے پکڑ لے گا اور مروڑ مروڑ کر گیند کی طرح ایک وسیع ملک میں پھینک دے گا۔ وہیں تُو مرے گا، وہیں تیرے شاندار رتھ پڑے رہیں گے۔ کیونکہ تُو اپنے مالک کے گھرانے کے لئے شرم کا باعث بنا ہے۔ مَیں تجھے برطرف کروں گا، اور تُو زبردستی اپنے عُہدے اور منصب سے فارغ کر دیا جائے گا۔ (یسعیاہ 22:15-19)

شِبناہ کون تھا ؟ یوسف کی طرح وہ ایڈمنسٹریٹر یعنی مینیجر تھا۔ اُس کی مرکزی حیثیت تھی، کیونکہ جو بادشاہ کے گھر پر مختار تھا، وہ کم سے کم بادشاہ کی زمینوں اور پورے مال کا مینیجر تھا۔ چنانچہ اُس پر بادشاہ کا خاص بھروسا تھا۔ غالباً اُس کا بادشاہ کے سوا سب سے اونچا منصب تھا۔

جب یسعیاہ نبی نے درجِ بالا بات فرمائی تو شِبناہ چٹان میں اپنی شاندار قبر کھدوا رہا تھا۔ صرف نہایت امیر لوگ اپنی قبر چٹان میں تراش سکتے تھے۔ یسعیاہ اُسے طنزیہ انداز میں شِبناہ کا گھر قرار دیتا ہے (آیت 16)۔ شِبناہ کا انجام مقرر ہو چکا ہے۔ اللہ اُسے اپنے منصب سے برطرف کر کے دُور دراز ملک میں کِرکٹ بال کی طرح پھینک دے گا۔ وہاں وہ مر جائے گا (آیات 17-19)۔

خدا کا غضب کیوں شِبناہ پر نازل ہوا ؟ اُس کا کیا گناہ تھا ؟ ظاہر ہے وہ اللہ کی نگاہ میں اچھا مینیجر نہیں تھا، اور یہ بات قبر کے کام سے ظاہر ہوتی ہے۔ اِس میں اُس کی حقیقی سوچ اور رویہ نظر آتا ہے۔ چٹان میں اپنی قبر بنوانا بہت مشکل کام ہے، ایسا کام جو صرف امیر کروا سکتے تھے۔ لٰہذا یہ عیش پسندی اور دولت کا اظہار تھا۔ اِس سے لوگ اپنے آپ کو ایک طرح سے لافانی بنانا چاہتے تھے، کیونکہ اِس طرح وہ موت کے بعد بھی دوسروں کو یاد رہیں گے۔ اِس سوچ کی سب سے اعلیٰ مثال مصر کے اہرام ہیں۔

لیکن شِبناہ کا گناہ اِس سے سخت تھا۔ یروشلم اسوریوں کے حملے کی توقع کر رہا تھا۔ چنانچہ پورے شہر میں خوب تیاریاں ہو رہی تھیں۔ لگتا تھا کہ نہ کوئی انسان نہ خدا اُنہیں اُس ظالم اور طاقت ور دشمن سے بچا سکتا ہے۔ یسعیاہ اُن کی تیاریوں کی فہرست پیش کرتا ہے،

> تم نے اُن متعدد دراڑوں کا جائزہ لیا جو داؤد کے شہر کی فصیل میں پڑ گئی تھیں۔ اُسے مضبوط کرنے کے لئے تم نے یروشلم کے مکانوں کو گن کر اُن میں سے کچھ گرا دیئے۔ ساتھ ساتھ تم نے نچلے تالاب کا پانی جمع کیا۔ اوپر کے پرانے تالاب سے نکلنے والا پانی جمع کرنے کے لئے تم نے اندرونی اور بیرونی فصیل کے درمیان ایک اَور تالاب بنا لیا۔ (یسعیاہ 22:9-11)

شہر کی فصیل کو خوب مضبوط کیا گیا ہے اور اسوریوں کا محاصرہ برداشت کرنے کے لئے پانی جمع کرنے کا انتظام بھی بہتر کیا گیا ہے۔ کیا اپنا دفاع کرنا گناہ تھا ؟ ہرگز نہیں۔ اُن کا گناہ بیان کیا گیا ہے،

> لیکن افسوس، تم اُس کی پروا نہیں کرتے جو یہ سارا سلسلہ عمل میں لایا۔ اُس پر تم توجہ ہی نہیں دیتے جس نے بڑی دیر پہلے اِسے تشکیل دیا تھا۔ (یسعیاہ 11:22)

اُن کا گناہ یہ تھا کہ اُنہوں نے اپنے خدا پر اعتبار نہ کیا جس نے اُنہیں اب تک محفوظ رکھا اور سب کچھ مہیا کیا تھا۔ خدا نے دشمن اِس لئے کھڑا کیا تھا تاکہ وہ روئیں، ماتم کریں، اپنے سر منڈوائیں، ٹاٹ سے اپنی کمر باندھیں اور یوں توبہ کرکے دوبارہ اللّٰہ کے سچے پرستار بن جائیں (آیت 17)۔ لیکن افسوس، اُنہوں نے اپنے خدا کے ساتھ بگڑے ہوئے تعلقات پر دُکھ کا اظہار نہ کیا بلکہ بے دینوں کا رویہ اختیار کر لیا،

> تمام لوگ شادیانہ بجا کر خوشی منا رہے ہیں۔ ہر طرف بَیلوں اور بھیڑ بکریوں کو ذبح کیا جا رہا ہے۔ سب گوشت اور مَے سے لطف اندوز ہو کر کہہ رہے ہیں، "آؤ، ہم کھائیں پئیں، کیونکہ کل تو مر ہی جانا ہے۔" (یسعیاہ 13:22)

یروشلم کے باشندوں کو ایمان دار کی خوشی اور اطمینان حاصل نہیں۔ اُنہیں اُس آدمی کی تسلی اور سکون حاصل نہیں جو جانتا ہے کہ اللّٰہ میرے ساتھ ہے۔ اِس کے برعکس لوگوں کی اُمید جاتی رہی ہے۔ اُن کے نزدیک نہ انسان اُن کو نجات دلا سکتا ہے نہ خدا، اِس لئے بہتر ہے کہ مرنے سے پہلے آخری بار اپنے مال سے لطف اُٹھا لیں۔ یہ سوچ پوری کی پوری دنیاوی ہے، کیونکہ یہ اللّٰہ پر بھروسے سے خالی ہے۔

شِبناہ کی قبر اِس رویے کا عروج ہے۔ اِس میں یروشلم کے شہریوں کا رویہ بہت نمایاں طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ یعنی ایسا رویہ جو خدا کی اسرائیل پر عدالت کے لئے اندھا ہو گیا ہے اور جس کی نگاہ غیر صحت مند انداز میں پوری طرح دنیاوی چیزوں پر مرکوز ہو گئی ہے۔ یہ ایسا رویہ ہے جو شان دار گور کی صورت میں اپنے لئے شہرت اور لافانیت حاصل کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا ہے جبکہ اُسے قادرِ مطلق کے غضب کو پہچان کر ٹاٹ سے ملبس ہونا چاہئے۔

غرض شِبناہ وفادار مینیجر نہیں ہے۔ وہ مینیجر کی منفی مثال ہے۔ اُسے اپنے خاندان اور قوم کی غیر ایمان دار حالت کے لئے فکر ہونی چاہئے تھی۔ اُس نے شہر کے دفاع کا بندوبست تو مکمل کر لیا، لیکن وہ شہر کے حقیقی محافظ خدا کے لئے اندھا تھا۔ اُس نے پانی جمع کرنے کا انتظام تو کر لیا، لیکن شروع سے پانی مہیا کرنے والے خدا کے بارے میں سوچا تک نہیں۔ اُس کا بھروسا اللّٰہ پر نہیں تھا، اِس لئے اُس نے

ایک دن اپنے دفاع کے کام پر تکتے ہوئے سوچا، ”شاید ہم اِس سے محفوظ رہیں۔“ دوسرے دن وہ رویا، ”آؤ کھائیں اور پیئں، کیونکہ کل تو ہم مریں گے۔“ اور تیسرے دن اُس نے حساب لگایا، ”کم سے کم میرے خاندان کے نام کو شاندار اور مشہور محل جیسی قبر سے شہرت اور لافانیت ملے، چاہے شہر برباد بھی ہو جائے۔“

شِبناہ کی مثال ہمارے سامنے رہنی چاہئے۔ کیا آپ اِس مرکزی بات میں وفادار مینیجر ہیں؟ یا کیا آپ غلط بھروسا رکھنے والے ہیں؟ شاید آپ احتجاج کریں، ”نہیں، کبھی بھی نہیں! مَیں اللّٰہ پر پورا بھروسا رکھتا ہوں۔“ لیکن غور سے اپنے دل کو پرکھیں۔ جب اِس دنیا کے دشمن یعنی موت، بیماری، مالی مسائل وغیرہ آپ کو گھیر لیتے ہیں تو کیا آپ واقعی خدا کی طرف دیکھتے ہیں؟ یا آپ محاصرے کے دوران اپنے دفاع کے لئے اپنے تیارکردہ انتظامات پر اعتماد رکھتے ہیں؟ کیا آپ ہر حالت میں اپنے اور جماعت کے ممبران کے اللّٰہ کے ساتھ تعلقات کو بحال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ یا آپ نے اپنے لئے شاندار قبر بنائی ہے جس کی اصل میں کوئی روحانی قدر نہیں ہے؟ ممکن ہے قبر کی صورت فرق ہو۔ شاید وہ جماعت کی عبادت خانہ، کوئی ادارہ یا جماعت کا کوئی پراجیکٹ ہو جو آپ نے اپنی شہرت بڑھانے کے لئے قائم کیا ہو۔ اگر آپ کا بھروسا خدا پر نہیں تو یہ سب کچھ عبث ہو گا بلکہ اللّٰہ کے غضب کا باعث بن سکتا ہے۔

اِلیاقیم: رشتوں کے تحت دبنے والا مینیجر

پھر یسعیاہ نبوت کرتا ہے کہ شِبناہ کی جگہ اِلیاقیم کو مقرر کیا جائے گا،

> اُس دن مَیں اپنے خادم اِلیاقیم بن خِلقیاہ کو بُلاؤں گا۔ مَیں اُسے تیرا ہی سرکاری لباس اور کمربند پہنا کر تیرا اختیار اُسے دے دوں گا۔ اُس وقت وہ یہوداہ کے گھرانے اور یروشلم کے تمام باشندوں کا باپ بنے گا۔ مَیں اُس کے کندھے پر داؤد کے گھرانے کی چابی رکھ دوں گا۔ جو دروازہ وہ کھولے گا اُسے کوئی بند نہیں کر سکے گا، اور جو دروازہ وہ بند کرے گا اُسے کوئی کھول نہیں سکے گا۔ (یسعیاہ 22:20-22)

شِبناہ کا سرکاری لباس اورکمر بند اُس کی وردی تھا۔ یہ اُس کے اختیار کے نشان تھے۔ چنانچہ جب یہ چیزیں اِلیاقیم کو دی جاتی ہیں تو اِس عمل سے اُس پر شِبناہ کا اختیارمنتقل ہو جاتا ہے۔

یہ دل چسپی سے خالی نہیں کہ شِبناہ اور اِلیاقیم کا ذکر 1 سلاطین 18:18 اور یسعیاہ 3:36 میں بھی ملتا ہے۔ وہاں اِلیاقیم شِبناہ کی جگہ پر یعنی محل کا اِنچارج مقرر کیا جا چکا ہے اور شِبناہ کا درجہ کم ہے یعنی وہ میر منشی ہے۔ مطلب ہے کہ اُس وقت یسعیاہ کی نبوت کا پہلا حصہ پورا ہو چکا تھا جبکہ اب تک دوسرا حصہ پورا نہیں ہوا تھا کہ اُسے گیند کی طرح اسرائیل سے باہر پھینک دیا جائے گا۔

باپ کا اختیار حاصل

خدا اِلیاقیم کو "اپنا خادم" کہتا ہے۔ وہ اللہ کا وفادار مینیجر ہو گا۔ خدا اُس کے کام سے خوش ہو گا۔ وہ نہ صرف حکومت کرے گا بلکہ یروشلم کے شہریوں کے لئے باپ کی حیثیت رکھے گا۔ اِس لفظ "باپ" میں وہ سب کچھ پنہاں ہے جو شِبناہ کو حاصل نہیں ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ شِبناہ رب پر بھروسا نہیں رکھتا تھا۔ وہ اپنے اور رعایا کے خدا کے ساتھ تعلقات کے لئے فکرمند نہیں تھا بلکہ اُس نے صرف دنیاوی چیزوں کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ اِس کے برعکس اِلیاقیم اپنے ملک کے باشندوں کا باپ ہو گا۔ نہ صرف یہ کہ وہ خود اللہ پر بھروسا رکھے گا بلکہ وہ اِس کی فکر رکھے گا کہ شہریوں کے خدا کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات بحال ہو جائیں۔ یہ تو سچے باپ کا نشان ہے کہ وہ اپنے بچوں کے لئے فکرمند رہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ بڑھیں، ترقی کریں، کردار کے لحاظ سے پختہ ہو جائیں، اللہ کے سچے اور وفادار پرستار بن جائیں، ایک دوسرے کے ساتھ صلح و سلامتی کے ساتھ زندگی گزاریں۔

داؤد کے گھر پر اختیار حاصل

اِلیاقیم کو داؤد کے گھر کی کنجی ملے گی۔ یہ چھوٹی سی چابی نہیں ہے جو جیب میں ڈالی جا سکتی ہے بلکہ اِتنی بڑی ہے کہ اُس کے کندھوں پر رکھی جاتی ہے۔ کنجی دینے سے کیا مراد ہے؟ داؤد کا گھر بادشاہ کا گھر ہے۔ جس کے پاس اُس کی چابی ہے وہ گھر کو بند کر سکتا اور اُسے کھول سکتا ہے۔ ایسی چابی صرف اُس کو دی جاتی ہے جسے گھر پر پورا اختیار ہو، یعنی خود گھر کے مالک کو یا اُس ملازم کو جو اُس کی جگہ گھر سنبھالتا ہے۔ چنانچہ کنجی کو اِلیاقیم کے سپرد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اُسے بادشاہ کے گھر اور نتیجے میں

پورے ملک پر اختیار حاصل ہے۔ یہ اُس کا اپنا اختیار نہیں ہے بلکہ بادشاہ کا۔ اُسے یہ کام بادشاہ کی جگہ سنبھالنے کے لئے دیا گیا ہے۔ وہ صرف اور صرف بادشاہ کی مرضی پوری کرنے سے بادشاہ کا وفادار مختار ثابت ہو گا۔

رشتوں کا خطرہ

پھر ہم آگے پڑھتے ہیں،

> وہ کھونٹی کی مانند ہو گا جس کو مَیں زور سے ٹھونک کر مضبوط دیوار میں لگا دوں گا۔ اُس سے اُس کے باپ کے گھرانے کو شرافت کا اونچا مقام حاصل ہو گا۔
> لیکن پھر آبائی گھرانے کا پورا وزن اُس کے ساتھ لٹک جائے گا۔ تمام اولاد اور رشتے دار، تمام چھوٹے برتن پیالوں سے لے کر مرتبانوں تک اُس کے ساتھ لٹک جائیں گے۔ رب الافواج فرماتا ہے کہ اُس وقت مضبوط دیوار میں لگی یہ کھونٹی نکل جائے گی۔ اُسے توڑا جائے گا تو وہ گر جائے گی، اور اُس کے ساتھ لٹکا سارا سامان ٹوٹ جائے گا۔ (یسعیاہ 22:23-25)

اِلیاقیم کو کھونٹی کہا جاتا ہے یعنی وہ ایک اعلیٰ قسم کا کیل ہو گا جسے یوں دیوار میں ٹھونکا جائے گا کہ بہت وزنی چیزیں اُس کے ساتھ لٹکائی جا سکیں۔ یہ بھی کام یاب مینیجر کی ایک علامت ہے: وہ بہت کچھ برداشت کر سکتا ہے۔ اِس کے باوجود ایک وقت آئے گا جب لوگ اُس پر یوں ٹوٹ پڑیں گے کہ وہ اُن کے بوجھ تلے کراہنے لگے گا۔ کافی دیر تک وہ دوسروں کا بوجھ اُٹھا سکے گا اور اِس سے اُس کے سارے رشتے داروں کو بھی عزت اور سکون حاصل ہو گا۔ لیکن رفتہ رفتہ رشتے داروں کا بوجھ اِتنا بڑھ جائے گا کہ ایک دن وہ دیوار سے نکل کر گر پڑے گا۔ چنانچہ آخرکار اِلیاقیم بھی فیل ہو جائے گا اور ساتھ ہی اُس کے رشتے دار بھی۔

غور کریں کہ اِلیاقیم کا اپنا کردار مضبوط ہے، لیکن اُس کی برادری اُسے یوں مجبور کرے گی کہ آخرکار وہ ناکام ہو جائے گا۔ اے جماعت کے راہنما، اِس سے سبق سیکھیں۔ کتنے خادم اور راہنما شروع شروع میں بہت اچھی خدمت سرانجام دیتے ہیں، لیکن آہستہ آہستہ وہ خاندان کے بوجھ تلے دب جاتے ہیں۔

اُن کے خاندانی حالات بگڑ جاتے ہیں، آپس میں تعلقات خراب ہو جاتے ہیں یا خاندان کا کوئی فرد نشے کا شکار ہو جاتا ہے یا رشتے داری کا دباؤ جماعت کے انتظام پر آن پڑتا ہے۔

وہ خادم خدا کا شکر کرے جس کے رشتے دار جماعت اور اُس کے لئے برکت کا باعث ہیں۔ لیکن جماعت کے ہر مینیجر کا یہ فرض ہے کہ وہ ہمیشہ رشتے داروں کے جماعت پر بُرے اثر کے لئے حساس رہے۔ ہو سکتا ہے کہ ذرا سی سُستی سے کسی رشتے دار کے فعل سے اُس کی خدمت پر بُرا اثر پڑ جائے۔

فرض کریں آپ کے والد یا بڑے بھائی آپ کو کوئی ایسا حکم دیں جو اللہ کی مرضی اور جماعت کی بہبودی کے خلاف ہو۔ کیا آپ انکار کر سکیں گے؟ صرف وہ خادم کام یاب رہے گا جو خدا کی مرضی کو اپنے تمام رشتے داروں پر ترجیح دیتا ہے۔

جماعت کا اختیار: آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں

ایک بار عیسیٰ مسیح پطرس سے فرماتا ہے،

> مَیں تجھے آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں دے دوں گا۔ جو کچھ تُو زمین پر باندھے گا وہ آسمان پر بھی بندھے گا۔ اور جو کچھ تُو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر بھی کھلے گا۔ (متی 19:16)

کچھ یہ آیت یوں سمجھتے ہیں کہ صرف پطرس رسول کو یہ اختیارِ اعلیٰ حاصل ہوا اور کہ اُس وقت سے یہ اختیار صرف روم کے پوپ کو حاصل ہے۔ لیکن یہی بات ایک اَور جگہ المسیح کی پوری جماعت کے بارے میں کہی گئی ہے،

> مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم زمین پر باندھو گے آسمان پر بھی بندھے گا، اور جو کچھ زمین پر کھولو گے آسمان پر بھی کھلے گا۔ (متی 18:18)

آسمان کی بادشاہی کی کنجی کیا ہے؟ یسعیاہ 22 کی روشنی میں ظاہر ہے کہ یہاں بھی مینیجر کی طرف اشارہ ہے یعنی جماعت آسمانی بادشاہ کی زمین پر مختار یا مینیجر ہے۔ چونکہ اِسے یہ اختیار حاصل ہے، اِس لئے اِسے بادشاہی کی کنجیاں دی گئی ہیں۔ اور یوں ہم پولس رسول کی طرف واپس آ گئے ہیں جس نے اپنے آپ کو اللہ کے بھیدوں کا مختار سمجھا۔ یہ جماعت اور جماعت کے راہنماؤں کا اپنا اختیار نہیں بلکہ آسمانی

بادشاہ کا اختیار ہے۔ لہٰذا خادم کا اختیار اِس پر منحصر ہے کہ وہ وفادار مینیجر ثابت ہو اور اپنے مالک کی ہدایات کے مطابق کام کرے۔ جو وفادار نہ نکلے اُسے شِبناہ کی طرح اپنے عُہدے سے برطرف کر دیا جائے گا۔ چنانچہ مغرور ہونے کا کوئی امکان نہیں بلکہ ہر خادم کو کانپتے ہوئے اپنی خدمت انجام دینی چاہئے، یہ جانتے ہوئے کہ اگر مَیں خدا تعالیٰ کی مرضی پوری نہ کروں تو یہ اعزاز مجھ سے چھن جائے گا۔

غرض جماعت کے راہنما صرف کلام کی ہدایات کے مطابق مینیجر کے فرائض ادا کر سکتے ہیں۔ جس قدر وہ اِس کے مطابق خدمت کریں گے اور جماعت کا پورا انتظام چلائیں گے اُسی قدر وہ کام یاب اور دیانت دار ٹھہریں گے۔ ہماری کُنجی خدا کا کلام ہے۔ اِسے چھوڑیں گے تو اپنا پورا اختیار کھو بیٹھیں گے۔ یہاں پطرس کی مثال عبرت ناک ہے۔ مسیح کو پطرس کی تعریف کرنے کے فوراً بعد اُسے ڈانٹنا پڑا،

> شیطان، میرے سامنے سے ہٹ جا! تُو میرے لئے ٹھوکر کا باعث ہے، کیونکہ تُو اللّٰہ کی سوچ نہیں رکھتا بلکہ انسان کی۔ (متی 23:16)

کیا جماعت کے راہنما اور خدمت گزار یہ علم رکھتے ہیں کہ اُن کی خدمت خطرے سے خالی نہیں ہے؟ کہ ایک طرح سے اُنہیں اعلیٰ ترین اعزاز حاصل ہوا ہے لیکن دوسری طرف اگر وہ دیانت دار نہ ٹھہریں تو اُس کا غضب اُن پر نازل ہو گا۔

4 چرواہا

> چنانچہ خبردار رہ کر اپنا اور اُس پورے گلے کا خیال رکھنا جس پر روح القدس نے آپ کو مقرر کیا ہے۔ نگرانوں اور چرواہوں کی حیثیت سے اللہ کی جماعت کی خدمت کریں، اُس جماعت کی جسے اُس نے اپنے ہی فرزند کے خون سے حاصل کیا ہے۔ (اعمال 28:20)

جب پولس رسول نے یہ کچھ کہا تو وہ اپنے تیسرے اور آخری تبلیغی دورے کے تقریباً اختتام پر تھا۔ وہ جہاز کے ذریعے میلیتس شہر کی بندرگاہ تک پہنچ گیا تھا جو اِفسس شہر کے قریب تھا۔ وہاں سے اُس نے اِفسس شہر کے بزرگوں کو بلایا (اعمال 20:12-17)۔

ہم اِفسس میں پولس رسول کی خدمت کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ اُس نے نسبتاً زیادہ وقت یہیں گزارا، کیونکہ وہ تقریباً اڑھائی سال اِفسس میں رہا۔[a] اِس دوران یوحنا پبتسمہ دینے والے کے کچھ شاگردوں کو پولس کے ذریعے روح القدس کا پبتسمہ ملا (19:1-7) اور کئی ایک یہودی ایمان لائے (19:8-9)۔ غیر یہودیوں پر بھی بڑا اثر پڑا۔ بہتیروں کو شفا اور بدروحوں سے آزادی ملی (19:11-20)۔ لوگ بت پرستی چھوڑنے لگے۔ یہ دیکھ کر بت بنانے والے سناروں نے دیگر شہریوں کے ساتھ پولس اور اُس کے ساتھیوں کے خلاف جلوس نکالا جس سے وہ بال بال بچے (19:23–20:1)۔

غرض پولس اِفسس شہر سے خوب واقف تھا اور اُس کے ہاتھ سے بہت کچھ ہوا تھا۔ جب اُس نے اِفسس کے بزرگوں کو بلایا تو اُسے علم تھا کہ وہ اِس کے بعد کبھی اُن سے نہیں ملے گا۔ اِس لئے وہ اُنہیں بزرگ باپ کی حیثیت سے اپنی وصیت پیش کرنا چاہتا تھا۔ وہ جماعت کا انتظام چلانے کے مشورے دینا چاہتا تھا تاکہ جماعتیں قائم اور پختہ رہیں۔

---

[a] اعمال 19:10؛ 20:31 میں یہودی حساب کے مطابق مجموعی طور پر تین سال کہا گیا ہے۔

جس آیت کا ذکر ہوا ہے وہ پولس کے اِس وصیت نامے میں مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ جماعت کے راہنما پولس کے نزدیک چرواہوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟

توریت کے زمانے میں چرواہے کا کام اسرائیلیوں کے خون میں رچا ہوا تھا۔ اسرائیلیوں کے آبا و اجداد چرواہے تھے، اور اُن کی دولت اُن کے گلوں کی بہبودی پر منحصر تھی۔ لہٰذا اُن کی پوری زندگی بھیڑ بکریوں کے گرد گھومتی تھی۔ اُن کی سب سے بڑی فکر چارہ اور پانی تھا، اور اِسے حاصل کرنے کے لئے کئی جھگڑے پیدا ہوئے (مثلاً پیدائش 13؛ 26-20:26)۔ یہی وجہ ہے کہ یعقوب بسترِ مرگ پر خدا کو وہ لقب دیتا ہے جو اُس کے نزدیک سب سے اعلیٰ حیثیت رکھتا ہے یعنی چرواہے کا لقب،

> اللہ جس کے حضور میرے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق چلتے رہے اور جو شروع سے آج تک میرا چرواہا رہا ہے اِنہیں برکت دے۔ (پیدائش 15:48)

موسیٰ کی زندگی میں بھی گلہ بانی کا کام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جب وہ چالیس سال کی عمر میں مصر سے فرار ہو کر ملکِ مدیان کو گیا تو اُدھر وہ چالیس سال تک گلہ بان رہا (خروج 7:7 بمقابلہ اعمال 23:7-24)۔ پہلے اُس نے مصر میں شہزادے کی حیثیت سے مصری علوم و فنون سیکھے تھے، لیکن اب اُسے گلہ بانی کا فن سیکھنا پڑا۔ اِس میں بے شک رب کی مرضی تھی کہ وہ اپنی قوم کی گلہ بانی کرنے سے پہلے گلہ بانی کا کام سیکھے۔

داؤد بادشاہ بھی بچپن میں گلہ بان تھا۔ لگتا ہے کہ یوں خدا نے اُسے اسرائیلیوں کی صحیح گلہ بانی کرنے کے لئے تیار کیا۔ داؤد پر اِس کام کا اثر اِس میں ظاہر ہوتا ہے کہ اُس نے اللہ کا چرواہے کے ساتھ مقابلہ خوب صورت زبور 23 میں کیا، "رب میرا چرواہا ہے۔" کیا عجب کہ ناتن نبی نے داؤد کو سمجھاتے وقت امیر اور غریب گلہ بانوں کی تمثیل پیش کی (2 سموایل 6-1:12)۔ بعد کے نبی یرمیاہ اور حزقی ایل بھی سمجھتے تھے کہ راہنما چرواہے کی حیثیت رکھتے ہیں (مثلاً یرمیاہ 8-1:23؛ حزقی ایل 34)۔

انجیل میں بھی یہی لقب استعمال ہوا ہے۔ عیسیٰ المسیح اپنے بارے میں فرماتا ہے، "اچھا چرواہا مَیں ہوں" (یوحنا 11:10)۔ اور پطرس رسول فرماتا ہے کہ جماعت کے بزرگ گلہ بانی کا کام کرتے ہیں جبکہ اُن کا سردار گلہ بان عیسیٰ مسیح ہے (1 پطرس 5:1 و مابعد)۔

غرض کلام کے مطابق جماعت کے راہنما چرواہے ہیں۔ لیکن جماعت کے چرواہے کا کام ہے کیا ؟ آیئے ہم دوبارہ پولس کی اُن باتوں پرغور کریں، جو اُس نے اِفسس کے بزرگوں کو بتائیں۔

سردار گلہ بان سے لپٹا رہنا

پولس رسول کو اِس وجہ سے اطمینان ہے کہ اُس کی زندگی اچھے چرواہے عیسیٰ المسیح کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جانتا ہے کہ تھوڑے دنوں کے بعد اُسے قید اور مختلف مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے گا، کیونکہ روح القدس نے اُسے یہ خبر بار بار مختلف لوگوں کے ذریعے پہنچائی ہے (اعمال 20:22-23) ۔ تاہم اُسے یقین ہے کہ اُسے یروشلم اور دُکھ کی طرف قدم اُٹھانا ہے، کیونکہ وہ اپنے آپ کو "روح القدس سے بندھا ہوا" سمجھتا ہے۔ سو ایک طرح سے اُسے مصیبتوں سے آگاہ کیا گیا ہے، اور اُس کے پاس اِن مصیبتوں سے بچ نکلنے کی پوری آزادی ہے۔ دوسری طرف وہ اپنے سردار گلہ بان کی بادشاہی پھیلانے میں مدد کرنا چاہتا ہے اور جانتا ہے کہ مصیبتوں میں پھنس جانے سے یہ مقصد بہتر طور پر پورا ہو جائے گا۔

فضل کے تحت خدمت

پولس کی اِس جدوجہد کے پیچھے کیا خیال ہے؟ کیا وہ اجر پانا چاہتا ہے؟ کیا وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ اِس عمل سے تمام گناہوں کی معافی حاصل ہو گی؟ کہ شاید اُس کے اِس کام سے اُس کی نجات اور فردوس میں فوراً داخلہ یقینی ہو جائے گا ؟ ہمیں اِس کا جواب آیت 24 میں ملتا ہے۔ وہاں وہ فرماتا ہے کہ میری

> ذمہ داری یہ ہے کہ مَیں لوگوں کو گواہی دے کر یہ خوش خبری سناؤں کہ اللہ نے اپنے فضل سے اُن کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔

فضل کی خوش خبری اُس کے اپنے ایمان کی بنیاد ہے۔ یہ اُس کا اپنا تجربہ تھا۔ ایمان لانے سے پہلے جب وہ مسیح کے پیروکاروں کو ایذا پہنچا رہا تھا تو مسیح نے خود اُسے اپنی گرفت میں لے کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ اِس سے پہلے پولس رسول شریعت پر عمل کرنے پر فخر کرتا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ مَیں بے گناہ اور اپنے نیک کاموں کی بنا پر اللہ کو منظور ہوں۔ لیکن اُس دن جب اُسے دمشق کے نزدیک مسیح کا سامنا ہوا تو اُس کو پتہ چلا کہ میری اپنی کوششیں صفر ہیں بلکہ مَیں اپنی کوشش سے خدا کے سچے پرستاروں کو دُکھ پہنچا رہا تھا یہ

سمجھتے ہوئے کہ مَیں نیک کام کر رہا ہوں۔ عیسیٰ المسیح میرا عظیم چرواہا ہے۔ اُس کا صلیب پر کام میرا سب کچھ ہے۔ مَیں اپنی نجات اپنی کوششوں سے حاصل نہیں کرسکتا، نہ اِس کی ضرورت ہی ہے، کیونکہ میرے آقا نے میرے لئے صلیب پر سب کچھ کر دیا ہے۔

جب ہماری خدمت کی بنیاد اللہ کا فضل ہے تب ہی ہمیں اطمینان اورسکون حاصل ہوتا ہے۔ جب مجھے علم ہے کہ مجھے اپنی خدمت سے ثواب پانے کی ضرورت نہیں، کیونکہ مسیح نے پہلے سے سب کچھ کر دیا ہے تب ہی میری خدمت پختہ ہے۔ میری خدمت اصل میں سردار گلہ بان کے سپرد ہے۔ سب کچھ اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر پریشانی دُور ہو جاتی ہے۔ پولس خود اِس فضل کے تحت رہتا ہے اور اُس کی خدمت کا مرکزی حصہ یہ ہے کہ دوسرے فضل کی یہ خوش خبری سمجھ پائیں۔ خاص کر بزرگوں کو یہ سمجھنا چاہئے تاکہ خدا کا فضل اُن کی زندگیوں، کاموں اور باتوں کی بنیاد بن جائے۔

پولس کو پورا بھروسا ہے کہ یہ فضل سب سے سخت دل کو بھی نرم کرسکتا ہے، لہٰذا وہ فرماتا ہے،

> اب مَیں آپ کو اللہ اور اُس کے فضل کے کلام کے سپرد کرتا ہوں۔ یہی کلام آپ کی تعمیر کر کے آپ کو وہ میراث مہیا کرنے کے قابل ہے جو اللہ تمام مقدس کئے گئے لوگوں کو دیتا ہے۔
>
> (اعمال 32:20)

کتنے ضروری ہے کہ ہم اپنے آپ کو اور دوسروں کو اِس فضل کے سپرد کریں! ہماری جماعتیں اور تنظیمیں جاتی رہیں گی، دنیاوی حالات بگڑتے جائیں گے، لیکن اُس کا فضل کبھی نہیں بدلے گا۔ وہ ابد تک قائم رہے گا۔ وہ اپنے لئے جگہ بنا لے گا اور جیتے گا۔ کیوں؟ اِس لئے کہ ہمارے سردار چرواہے کو پورا اختیار حاصل ہے۔ چنانچہ دوسروں کی مخالفت اور نفرت سے نہ گھبرائیں۔ دنیا اور جہنم کی تمام طاقتیں اللہ کے فضل کے کلام پر فتح نہیں پا سکتیں۔

فضل سے کیا مراد ہے؟ پہلے یہ کہ ہم خود اِس فضل کا تجربہ حاصل کریں۔ جب ہمیں خدا کا فضل حاصل ہوا ہو، تب ہی ہم فضل کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اِس کے لئے لازم ہے کہ ہم سردار گلہ بان کی راہنمائی میں چلنے کے لئے تیار رہیں۔ اگر میرا اُس کے ساتھ تعلق صحیح ہو تو وہ مجھے تربیت دیتا رہے گا اور بار بار میرے اندر حیرانی کا احساس پیدا کرے گا کہ اُس نے مجھ جیسے ناقص اور اندھے انسان کو قبول کیا، کہ

وہ مجھے گلہ بانی کی خدمت کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے۔ جب میرے اندر ہمیشہ اپنے نالائق ہونے کا احساس ہو گا اور مَیں صرف اور صرف اپنے سردار گلہ بان اور اُس کے فضل سے چمٹا رہوں گا تب ہی میری خدمت موثر ہو گی۔

اپنی خدمت پر غور کیجئے۔ جب جماعت میں کوئی ممبر کسی سنگین گناہ میں گر جاتا ہے تو کیا آپ کا اُس کے ساتھ سلوک فضل کے تحت ہوتا ہے؟ ہمارے سردار گلہ بان کا فضل تقاضا کرتا ہے کہ ہم ایسے آدمی سے نہ کترائیں اور نہ ہی اُس کے گناہ کو نظر انداز کریں بلکہ محبت سے اُسے واپس لانے کی پوری کوشش کریں۔ سردار گلہ بان 99 بھیڑوں کو چھوڑ کر بھٹکتی بھیڑ کو غلط راستے سے ڈھونڈ نکالتا ہے۔ لہٰذا ہم کون ہیں کہ فرق انداز اپنائیں؟

ٹیم کی صورت میں خدمت کرنا

پولس رسول اکیلا خدمت نہیں کرتا تھا۔ اُس کے کئی ساتھیوں کا ذکر ہے، مثلاً سوپترس بیریہ شہر سے، اَرِسترخُس اور سِکُندُس شمالی یونان کے شہر تھِسلُنیکے سے تھے۔ گیُس اور تیمُتھیُس حال کے تُرکی کے اندرونی علاقے گلتیہ سے، تخِکُس اور تُرفمُس موجودہ تُرکی کے مغربی ساحل اِفسس سے تھے (اعمال 20:4-5)۔ اِن کے علاوہ "ہم" کا ذکر ہے (20:5 و مابعد)۔ غالباً اِس سے لوقا اور اُس کے چند ساتھیوں کی طرف اشارہ ہے۔ بہر حال پولس کے بہت سے خدمت گزار ساتھی تھے۔

یہ بات نوٹ کرنا اِس لئے اہم ہے کہ ہم اکثر اوقات پولس اور دوسرے رسولوں کو روحانی سورمے تصور کرتے ہیں جنہیں کسی اَور کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اعمال کی پوری کتاب میں یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ رسول اور خاص کر پولس دوسرے بہت سے لوگوں کے ساتھ مل کر خدمت کرتے تھے (13:1-2؛ 16:1-4 وغیرہ)۔

اِس کی شاید سب سے بڑی وجہ المسیح کا نمونہ ہے۔ اپنی خدمت کی ابتدا میں اُس نے بارہ ساتھی چن لئے جو اُس سے سیکھتے اور اُس کی مدد کرتے تھے اور جنہوں نے اُس کے جی اُٹھنے کے بعد اُس کی تعلیم پھیلائی۔

ٹیم سے خدمت کا زیادہ اثر

پولس جانتا تھا کہ جو اکیلا ہے وہ کمزور ہے۔ اللہ کی مرضی یہ ہے کہ ہم بھائیوں اور بہنوں کی حیثیت سے مل کر خدمت کریں۔ یہ اصول جماعتوں میں نظر آتا ہے۔ جہاں جہاں جماعت کے خدمت گزار مل کر خدمت کرتے ہیں وہاں خدمت زیادہ موثر ہے اور جماعت کی زندگی زیادہ ترقی یافتہ اور تر و تازہ ہے۔

ٹیم سے مزید راہنماؤں کی تیاری

پولس رسول کی خدمت کا یہ پہلو بہت اہم تھا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ اُس کے ساتھی حال کے تُرکی اور یونان سے تھے یعنی اُن علاقوں سے جہاں اُس نے خدمت کی تھی۔ یوں وہ پولس کے ساتھ چلتے ہوئے اُس سے تعلیم حاصل کرتے اور ساتھ ساتھ اُس کے نمونے سے سیکھتے رہے۔ بے شک اِس قسم کی تربیت کسی بھی ادارے کی تعلیم سے بہتر تھی، کیونکہ یہ نہ صرف خالی تعلیم تھی بلکہ روزانہ اِس کا اطلاق بھی ہوتا رہا۔ چنانچہ اُس کے شاگردوں نے اُس کی تعلیم کے ہر پہلو کی عملی صورت سیکھ لی۔

ساتھ ساتھ پولس رسول ہر ایک کا کردار جانچ سکتا تھا، اُن کی نعمتوں کو دریافت کر کے اُبھار سکتا تھا اور ہر ایک کو مشورے اور ہدایات دے سکتا تھا۔ پھر ایک وقت آیا جب یہ ساتھی اپنی اپنی جماعتوں میں واپس چلے گئے اور وہاں خدمت سرانجام دینے لگے۔ جو کچھ اُنہوں نے پولس رسول سے سیکھ لیا تھا اُسے وہ دوسروں کو سکھانے لگے۔ اور بے شک اُن کا پہلا قدم بھی یہ تھا کہ اُنہوں نے جماعتوں میں سے ایسے لائق شاگرد چن لئے جو اُن کے ساتھ مل کر خدمت کرتے اور اُن سے سیکھتے تھے۔

ٹیم سے غلطیوں سے بچاؤ

جب جماعت کے راہنماؤں کا گروہ صلاح مشورے کے بعد فیصلہ کرتا ہے تو غلطی کا اِتنا امکان نہیں رہتا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جماعت کے راہنما ایک دوسرے کے ساتھ مشورہ کر کے فیصلے کرتے تھے (دیکھئے اعمال 15)۔ نیز، جب ہم ٹیم کی صورت میں خدمت کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو نصیحت اور تنبیہ کر سکتے ہیں۔ مثلاً اگر مجھ سے کوئی غلطی سرزد ہو تو دوسرے مجھے اِس سے آگاہ کر سکتے ہیں۔ یوں مَیں ترقی کر سکتا ہوں۔ اِس کے مقابلے میں جب صرف ایک خادم کا راج ہو تو کوئی اُسے تنبیہ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ ترقی نہیں کر سکتا۔

ابتدائی جماعت کے لوگ اِس طرح آزادی سے ایک دوسرے کو تنبیہ کرتے تھے۔ ایک موقع پر پولس رسول کو کھلے طور پر پطرس رسول کو تنبیہ کرنا پڑا۔ وہ فرماتا ہے،

> جب پطرس انطاکیہ شہر آیا تو مَیں نے رُوبرُو اُس کی مخالفت کی، کیونکہ وہ اپنے رویے کے سبب سے مجرم ٹھہرا۔ (گلتیوں 11:2)

اِس سے اُن کا تعلق منقطع نہ ہوا بلکہ پطرس مان گیا۔

غرض ٹیم کی صورت میں مل کر خدمت کرنا نہایت اہم ہے۔ جو اِس سے کتراتا ہے وہ اپنی اور پوری جماعت کی روحانی صحت کو خطرے میں ڈالتا ہے۔ کئی ایک راہنماؤں نے تربیت کا یہ اصول اپنایا ہے۔ اِس قسم کے راہنما لائق لوگوں کو چن کر اُن کے ساتھ چلتے ہوئے اُن کو تربیت دیتے ہیں۔

بزرگوں تک ٹیم کی ضرورت

پہلی بات جو اِفسس کے بزرگوں کے بارے میں نظر آتی ہے یہ ہے کہ ایک بزرگ نہیں بلکہ بزرگوں کا گروہ ہے۔ پولس رسول نے اِفسس کے بزرگوں کا پورا گروہ بلایا (17:20)۔ یہ حقیقت مزید حیرت انگیز ہے جب ہمیں معلوم ہے کہ اُنہیں پولس رسول کی خدمت کے اڑھائی سالوں کے دوران مقرر کیا گیا تھا۔

اِس نکتے پر ہمیں موجودہ زمانے میں بہت تکلیف دہ صورتِ حال کا سامنا ہے۔ جو خادم دانش مند ہیں وہ جلدی سے کسی کو بزرگ کے طور پر مقرر نہیں کرتے۔ کیوں؟ اِس لئے کہ جب کسی کو کوئی عُہدہ حاصل ہو تو خطرہ ہے کہ اُس کی خدمت بگڑ جائے۔ جلدی سے خادمانہ روح حاکمانہ روح میں بدل جاتی ہے۔ حلیمی غرور میں، روحانی سوچ سیاسی سوچ میں۔ اگرچہ یہ خطرہ ہے تو بھی پولس رسول کی مثال ہماری حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ ہم کسی نئی جماعت میں راہنماؤں کو مقرر کرنے میں حد سے زیادہ دیر نہ کریں اور باقی سب کچھ خدا کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں۔

اب بزرگوں کی کیا حیثیت ہے؟ پولس رسول نے خاص کر اُنہیں کیوں بلایا؟ اُس نے "اِفسس کے خادموں" یا "اِفسس کے پاسبان" کو کیوں نہ بلایا؟ آیئے، ہم ابتدائی جماعت میں بزرگوں کی حیثیت پر ایک نظر دوڑائیں۔

ابتدائی جماعت میں بزرگوں کی حیثیت

پطرس رسول بزرگوں کو یہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ جماعت کی گلہ بانی کریں (1 پطرس 5-1:5) ۔ ”بزرگ“ ایک یونانی لفظ کا ترجمہ ہے جس کا لفظی مطلب بوڑھا ہے۔ لیکن یہ ہمارے لفظ بزرگ کی طرح استعمال ہوتا تھا۔ پطرس رسول کے نزدیک ہر بزرگ گلہ بان ہے۔ یہ لفظ گلہ بان عُہدے یا منصب پر زور نہیں دیتا بلکہ خدمت، اختیار اور ذمہ داری پر۔ اِس پر زور دینے کے لئے پطرس رسول فرماتا ہے کہ عیسیٰ ہمارا سردار گلہ بان ہے (4:5)۔ وہ ہمارا اصلی چرواہا ہے جس نے اپنی جان ہمارے لئے دے دی۔ ہر خدمت گزار کی گلہ بانی ثانوی حیثیت رکھتی ہے۔

پولس اپنے شاگرد تیمُتھیُس سے خط لکھ کر اُسے بتاتا ہے کہ بزرگ کیسا ہونا چاہئے،

> مَیں نے آپ کو کریتے میں اِس لئے چھوڑا تھا کہ آپ وہ کمیاں درست کریں جو اب تک رہ گئی تھیں۔ یہ بھی ایک مقصد تھا کہ آپ ہر شہر کی جماعت میں بزرگ مقرر کریں، جس طرح مَیں نے آپ کو کہا تھا۔ بزرگ بے الزام ہو۔ اُس کی صرف ایک بیوی ہو۔ اُس کے بچے ایمان دار ہوں اور لوگ اُن پر عیاش یا سرکش ہونے کا الزام نہ لگا سکیں۔ نگران کو تو اللہ کا گھرانا سنبھالنے کی ذمہ داری دی گئی ہے، اِس لئے لازم ہے کہ وہ بے الزام ہو۔ وہ خودسر، غصیلا، شرابی، لڑاکا یا لالچی نہ ہو۔ (طِطُس 7-5:1)

درج بالا حوالے میں ایک ہی بندے کا ذکر ہے یعنی بزرگ کا۔ ایک بار اِسے بزرگ کہا گیا ہے، دوسری بار نگران۔ اِس بات کی روشنی میں 1 تیمُتھیُس 7-1:3 میں مذکور نگران اور 1 تیمُتھیُس 19-17:5 میں مذکور بزرگ ایک ہی عُہدہ بیان کرتے ہیں یعنی بزرگ کا عُہدہ۔

اِس کے علاوہ ایک اَور عُہدے کا بیان 1 تیمُتھیُس 13-8:3 میں کیا گیا ہے اور وہ ہے مددگار کا عُہدہ۔ درجِ بالا حوالے میں مددگار بزرگوں کے ماتحت ہوتے ہیں۔ یہ اُن سات مردوں سے مطابقت رکھتے ہیں جنہیں اعمال 6 میں رسولوں کی مدد کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

خلاصے کے طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ رسولوں نے جماعت کے راہنماؤں کے لئے ہر نئی جماعت میں بزرگوں کا ایک گروہ مقرر کیا۔ اِن بزرگوں کو مل کر جماعت کی گلہ بانی کرنے کی ذمہ داری حاصل تھی۔ اِن کے تحت مددگاروں کا گروہ تھا۔

شاید جماعت کو فُل ٹائم پاسبان کی ضرورت ہو۔ لیکن ہم سب کو اِس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جو بھی فُل ٹائم خدمت گزار ہو وہ خدمت کرنے والی روح رکھے، اور کہ وہ بزرگوں کے سامنے جواب دہ ہو۔ اللہ کی جماعت میں پارٹی بازی اور لوٹا کریسی کے لئے کوئی جگہ نہیں، کیونکہ ہم سب بہن بھائی ہیں، ہم سب برابر ہیں اور ہم صرف مل کر خدمت کرنے سے کام یابی حاصل کر سکتے ہیں۔

پہلے اپنا خیال رکھنا

> چنانچہ خبردار رہ کر اپنا اور اُس پورے گلے کا خیال رکھنا۔ (اعمال 28:20)

ہم جلدی سے لفظ "اپنا" نظرانداز کرتے ہیں۔ یعنی ہم پڑھتے ہیں، "خبردار رہ کر پورے گلے کا خیال رکھنا۔" اور ویسے بھی ہمارا پورا دھیان دوسروں کی خبرداری پر مرکوز رہتا ہے۔ ہماری فطرت ایسی ہے اور ہماری تربیت یوں ہوئی ہے کہ ہم فوراً دوسروں کی غلطیاں پکڑ لیتے ہیں جبکہ ہم اپنی غلطیوں کے لئے دیر تک اندھے رہتے ہیں۔ چنانچہ پولس رسول جان بوجھ کر اپنا خیال رکھنے کا پہلے ذکر کرتا ہے۔ ہم بڑے غور سے دوسروں کی آنکھ میں تنکے کو گھورتے ہیں جبکہ ہماری آنکھ میں دھنسا ہوا شہتیر جو ہمیں بڑی تکلیف دیتا ہے ہمیں نظر نہیں آتا۔

جب ہم اپنا خیال رکھنے پر مزید غور کرتے ہیں تو یہ مضمون ہمیں گہرائیوں میں لے جاتا ہے۔ اِس سلسلے میں اِس کی اشد ضرورت ہے کہ خدمت گزار اپنے آپ سے پوچھے کہ میری زندگی کی بنیاد کیا ہے؟ کون سی چیز مجھے مضبوط بنا سکتی ہے؟ کیا مَیں واقعی خدا کے نجات بخش کام سے پختہ ہو گیا ہوں؟ کیونکہ جب تک خدمت گزار روحانی طور پر پختہ نہیں ہے اُس وقت تک اُس کی خدمت بھی کمزور رہے گی۔

کچھ حلقوں میں احساسِ کمتری ماں کے دودھ کے ساتھ پلایا گیا ہے، یعنی یہ احساس کہ مَیں کچھ نہیں ہوں، میری کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اگر خدمت گزار اِس قسم کے احساس کا شکار ہو تو اِس کا اثر اُس کی خدمت پر ضرور پڑے گا۔ پھر وہ مسائل کا سامنا کرتے وقت جلدی سے ڈانواں ڈول ہو جائے گا۔

لیکن جب وہ اپنے آپ میں مضبوط ہے تو وہ ہلنے کا نہیں خواہ کتنے ہی شدید طوفان اُس پر کیوں نہ آن پڑیں۔

جو احساسِ کمتری کا شکار ہے اُس کے لئے اِس سے پورے طور پر آزاد ہو جانا مشکل ہے۔ اِس کے لئے بڑی اور متواتر جدو جہد کی ضرورت ہے۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے پاس اعلیٰ ترین قسم کے ہتھیار ہیں—خدا کا کلام اور روح القدس جو پاک کلام کا اطلاق میری زندگی پر کرتا ہے۔ اگر خدمت گزار یہ ہتھیار استعمال کرے تو اُسے متواتر یہ پیغام سنایا جائے گا، "اللہ نے تجھے قبول کیا ہے۔ اِس لئے نہیں کہ تُو نے اُس کے لئے کچھ کیا ہے۔ اِس لئے بھی نہیں کہ تُو ذاتی طور پر لائق ہے یا کہ تیرے پاس بہت سی نعمتیں ہیں، بلکہ اِس لئے کہ ہمارے آقا عیسیٰ نے تجھے اِتنا پیار کیا کہ وہ تیرے لئے صلیب پر مر گیا۔" اگر خدا نے آپ کی اِتنی قدر کی ہے تو یہ گناہ ہے اگر آپ اِس کا انکار کرتے ہوئے کہیں کہ میری کوئی قدر نہیں۔ خواہ لوگ ہمیں کتنا ہی ناچیز کیوں نہ سمجھیں اللہ ہماری قدر کرتا ہے۔

غور کیجئے کہ اپنی قدر کرنا غرور سے فرق ہے اور حلیمی کا تضاد نہیں ہے۔ کبھی کبھی ایمان دار اِس غلطی میں پھنس جاتے ہیں کہ وہ حلیم بننے کے باعث اپنے آپ کو حقیر جاننے لگتے ہیں۔ لیکن یہ کلام کے اِس حکم کے خلاف ہے کہ "اپنے پڑوسی سے ویسی محبت رکھنا جیسی تُو اپنے آپ سے رکھتا ہے" (متی 39:22؛ احبار 18:19)۔ ہم اُسی وقت دوسروں سے محبت رکھ سکتے ہیں جب ہم اپنے آپ سے محبت رکھتے ہوں۔ چنانچہ ہماری خدمت جس کا لُبِ لباب دوسروں سے محبت کرنا ہے، صرف اُسی وقت موثر اور پختہ ہو گی جب ہم اپنے آپ سے محبت اور اپنی قدر کر سکیں گے۔ حقیقی حلیمی کا یہی مطلب ہے۔ یہ نہیں کہ ہم اپنے آپ کی تحقیر کرتے ہیں بلکہ یہ کہ ہم اللہ میں اپنی قدر و قیمت جانتے ہوئے بھائی کی حیثیت سے دوسروں کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اِس میں بھی پولس رسول ایک اچھا نمونہ ہے جس نے "بڑی انکساری سے" خدمت کی (اعمال 19:20)۔

ہم صرف اِسی روشنی میں عیسیٰ مسیح کا پیروی کے بارے میں فرمان صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ "جو میرے پیچھے آنا چاہے وہ اپنے آپ کا انکار کرے اور اپنی صلیب اُٹھا کر میرے پیچھے ہو لے" (متی 24:16)۔ اِس سے مراد اپنی انا کا انکار نہیں، اگرچہ اپنی انا پرستی کا انکار ضرور اِس میں شامل ہے۔ بلکہ ہمارا آقا یہ کہنا چاہتا ہے کہ لازم ہے کہ مسیح کا پیروکار اُس کے واسطے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہو۔ جو مسیح میں مضبوط

ہے اور خدا کے نزدیک اپنی قدر و قیمت جانتا ہے وہ اپنے آپ کا انکار کرسکتا یعنی اپنی جان کو بھی قربان کرسکتا ہے۔

غرض، اللہ کی نظر میں اپنی قدر و قیمت جاننا خدمت کی بنیاد ہے جس سے خدمت کا ہر شعبہ پختہ ہو جاتا ہے۔ اِس بنا پر خادم لوگوں کی لعن طعن اور گالیوں کا سامنا کرسکتا ہے۔ جب اُس کی نکتہ چینی کی جائے تو وہ برداشت کرسکتا ہے۔ جب اُس کے خلاف افواہیں پھیل جائیں اور اُسے بدنام کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ حلیمی سے سب کچھ سہہ سکتا ہے۔ لیکن جب اُسے نصیحت یا تنبیہ کی جائے تو وہ اپنی پختگی کی بنا پر اِسے قبول کرکے تربیت حاصل کرسکتا ہے۔

اِس کے برعکس جو احساسِ کمتری کا شکار ہے وہ دوسروں کی تنبیہ کو مشکل سے قبول کرتا ہے، کیونکہ وہ اِس سے اپنے لئے خطرہ محسوس کرتا ہے اور نتیجے میں غصے ہو جاتا یا تنبیہ کرنے والوں سے کتراتا ہے۔

جو خدمت گزار مسیح میں اپنی قدر و قیمت جانتا ہے وہ آزمائشوں پر بھی فتح پا سکتا ہے۔ وہ آزادی سے گھروں میں جا سکتا ہے، لیکن وہ اِس آزادی کا غلط استعمال نہیں کرے گا۔ وہ خاص کر خواتین کے سلسلے میں احتیاط برتے گا۔ جب کوئی خاتون گھر میں اکیلی ہو تو وہ اُس گھر میں داخل نہیں ہو گا۔ پیسوں کے معاملے میں بھی وہ بڑی آزمائشوں سے بچے گا۔ وہ کوشش کرے گا کہ جماعت کے پیسے کسی قابلِ اعتبار کمیٹی کے سپرد کئے جائیں تاکہ اُس کی گواہی بےعیب رہے اور یہ آزمائش جڑ سے اُکھاڑی جائے۔

گلے کی حفاظت کرنا

> چنانچہ خبردار رہ کر اپنا اور اُس پورے گلے کا خیال رکھنا جس پر روح القدس نے آپ کو مقرر کیا ہے۔ (اعمال 28:20)

صحیح گلہ بان گلے کی حفاظت کے لئے فکرمند رہتے ہیں۔ وہ بھیڑوں کے لئے خطرے کو وجود میں آنے سے پہلے جان لیتے ہیں تاکہ گلے کی حفاظت کا مناسب بندوبست کرسکیں۔ اِس لئے پولس رسول چرواہے کی حیثیت سے اِفسس کے بزرگوں کو مستقبل کے خطروں کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔ وہ فرماتا ہے،

> مجھے معلوم ہے کہ میرے جانے کے بعد وحشی بھیڑیے آپ میں گھس آئیں گے جو گلے کو نہیں چھوڑیں گے۔ (اعمال 29:20)

اُنہیں بھیڑوں پر ترس نہیں آئے گا، کیونکہ وہ صرف اپنی فکر کرتے ہیں۔ اُنہیں پروا نہیں کہ بھیڑوں نے نجات پا لی ہے یا نہیں، نہ وہ اُن کی ترقی اور نشو و نما میں دل چسپی رکھتے ہیں۔ اُن کا واحد مقصد یہ ہے کہ لوگوں کا استحصال کریں اور اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ نوٹ کیجئے کہ جماعت کے لئے مخالف ماحول اُتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنے کہ اُس کے اپنے غلط راہنما۔ اِس کے علاوہ اُن میں سے

> آدمی اُٹھ کر سچائی کو توڑ مروڑ کر بیان کریں گے تاکہ شاگردوں کو اپنے پیچھے لگا لیں۔ (اعمال 30:20)

یہ بات کتنی بار دیکھنے میں آئی ہے کہ کسی غلط راہنما نے جماعت کو اپنی طرف کھینچنے کے لئے غلط تعلیم دی یا دوسرے راہنماؤں پر غلط تعلیم کا الزام لگا دیا۔ لیکن زیادہ عام طریقہ یہ ہوتا ہے کہ غلط راہنما جھوٹ بول کر دوسرے راہنماؤں پر سنگین گناہوں کا الزام لگاتا ہے۔ یوں وہ جماعت کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اِس کا کیا حل ہے؟ اِس حوالے میں کوئی خاص طریقہ نہیں بتایا گیا، لیکن یہ ضرور بتایا گیا ہے کہ "جاگتے رہیں" (20:31) جس طرح پولس خود جاگتا رہا۔ پولس اُن کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ میرے نمونے پر غور کریں،

> یہ بات ذہن میں رکھیں کہ مَیں تین سال کے دوران دن رات ہر ایک کو سمجھانے سے باز نہ آیا۔ میرے آنسوؤں کو یاد رکھیں جو مَیں نے آپ کے لئے بہائے ہیں۔ (اعمال 31:20)

دوسری جگہ پر وہ اُن سے کہتا ہے،

> آپ جانتے ہیں کہ مَیں صوبہ آسیہ میں پہلا قدم اُٹھانے سے لے کر پورا وقت آپ کے ساتھ کس طرح رہا۔ مَیں نے بڑی انکساری سے خداوند کی خدمت کی ہے۔ مجھے بہت آنسو بہانے پڑے اور یہودیوں کی سازشوں سے مجھ پر بہت آزمائشیں آئیں۔ (اعمال 18:20-19)

ہم دیکھ چکے ہیں کہ اِفسس میں پولس کی خدمت اگرچہ بہت پھل دار رہی تاہم کافی مشکل تھی۔ یہودیوں کی مخالفت اِس وجہ سے پیدا ہوئی کہ اُس کی خدمت سے لوگ یہودی عبادت خانے کو ترک

کرنے لگے۔ بت پرستوں کی مخالفت بھی پیدا ہوئی، کیونکہ بتوں کی تجارت پر بہت بُرا اثر پڑا۔ لیکن پولس جاگتا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ غلط تعلیم اور غلط راہنما پیدا ہو جائیں گے، اِس لئے لازم ہے کہ مَیں لوگوں کو صحیح تعلیم دوں تاکہ وہ بحران کے وقت مضبوط رہ سکیں۔ لہٰذا وہ

> علانیہ اور گھر گھر جا کر تعلیم دیتا رہا۔ (اعمال 20:20)

پولس رسول کو علم تھا کہ وہ ایک عظیم جنگ لڑ رہا ہے جو لوگوں کے خلاف نہیں بلکہ اُنہیں شیطان کی گرفت سے نکال کر آسمان کی بادشاہی میں داخل کرنے کے لئے لڑی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ انسان کا سب سے پرانا دشمن ہر خدمت گزار کے خلاف اپنے تمام ہتھیار استعمال کرے گا۔ اُس کا ایک پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ وہ جماعت میں پھاڑنے والے بھیڑیئے اور سچائی کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والے راہنما داخل کرے جن سے بھیڑیں منتشر ہو جائیں۔ کیونکہ وہ خوب جانتا ہے کہ ہر جماعت کی یگانگت اور رفاقت اُس کی طاقت ہے جبکہ بھیڑوں کے بکھر جانے سے یہ طاقت جاتی رہے گی۔

کامیاب گلہ بان دن رات جاگتا رہتا ہے، کیونکہ اُس کی بھیڑوں کے لئے کوئی چار دیواری نہیں ہے۔ وہ کھلے میدان میں زندگی گزارتی ہیں جہاں وہ روزانہ جنگلی جانوروں، ڈاکوؤں اور دوسرے خطرات سے دوچار رہتی ہیں۔ نیز، گلے کے اندر بھی خطرے ہیں، یعنی غلط بھیڑیں جو دوسری بھیڑوں کو اچھے چرواہے سے دُور لے جانا چاہتی ہیں۔ بیدار گلہ بان اِن حالات سے آگاہ رہتے اور جاگتے رہتے ہیں تاکہ جتنا ہو سکے بھیڑوں کو اِن خطرات سے بچائے رکھیں۔ کیا وجہ ہے کہ بہت بار جماعت کے راہنما کسی بحران سے نپٹنے میں ناکام رہتے ہیں، اور نتیجے میں جماعت تقسیم ہو جاتی ہے یا یگانگت ختم ہو جاتی ہے؟ بہت بار وجہ یہ ہے کہ نہ گناہوں کا اقرار ہوا، نہ انصاف، لہٰذا ابھی تک پس پردہ خرابی کا اثر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات اِس کی بنیادی وجہ یہ ہو گی کہ جماعت کے راہنماؤں نے آنسو بہا بہا کر اور گھر گھر جا کر لوگوں کو نہ سکھایا اور نہ سمجھایا۔ جب گناہوں اور غلطیوں نے اپنا غلیظ سر اُٹھایا تو اُنہوں نے اپنی آنکھوں کو بند کیا، یہ اُمید رکھتے ہوئے کہ یہ بُری چیزیں خود بہ خود دُور ہو جائیں گی۔ لیکن افسوس، یہ سرطان کی طرح مزید پھیلتی گئیں اور آخرکار پورے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ اور یہ سب کچھ اِس وجہ سے ہوا کہ جماعت کے گلہ بان جاگتے نہ رہے۔

لگتا ہے کہ ایک چیز جماعت کی راہنمائی میں بہت مداخلت کرتی ہے اور وہ ہے عزت کا احساس۔ بےشک ہمیں ہر ایک کی عزت کرنی چاہیئے۔ لیکن جب ہم اپنی یا کسی دوسرے کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے گناہوں کو چُھپاتے ہیں تب ہم خود قصوروار ٹھہرتے ہیں، اِس لئے کہ ہم نے اُس کو جس سے گناہ سرزد ہوا ہے اپنے گناہ کا اقرار کرنے کا موقع نہیں دیا۔ یوں جماعت کی پاکیزگی جاتی رہتی اور ساتھ ہی جماعت کے راہنماؤں کا اختیار جاتا رہتا ہے۔

گلے کی بہبودی کی فکر

چرواہے کا اول مقصد بھیڑوں کی بہبودی ہے۔ اُس کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ بھیڑیں تعداد اور وزن کے حساب سے بڑھیں۔ لہٰذا اُس کی گلہ بانی کے کئی پہلو ہیں۔

اپنی خدمت کو پیشہ نہ سمجھنا

پولس رسول اِفسس کے بزرگوں سے فرماتا ہے،

> مَیں نے کسی کے بھی سونے، چاندی یا کپڑوں کا لالچ نہ کیا۔ آپ خود جانتے ہیں کہ مَیں نے اپنے اِن ہاتھوں سے کام کر کے نہ صرف اپنی بلکہ اپنے ساتھیوں کی ضروریات بھی پوری کیں۔ اپنے ہر کام میں مَیں آپ کو دکھاتا رہا کہ لازم ہے کہ ہم اِس قسم کی محنت کر کے کمزوروں کی مدد کریں۔ کیونکہ ہمارے سامنے خداوند عیسیٰ کے یہ الفاظ ہونے چاہئیں کہ دینا لینے سے مبارک ہے۔ (اعمال 20:33-35)

ہم دوسرے حوالہ جات سے بھی جانتے ہیں کہ پولس کا اپنا کاروبار تھا۔ اُس کا پیشہ خیمے سلائی کرنا تھا (اعمال 18:3) ۔ پولس کا یہ نمونہ بہت اچھا ہے، اور بہت سے لوگوں نے یہ نمونہ اپنا کر اپنی دنیاوی نوکری کے ساتھ ساتھ تبلیغی کام میں حصہ لیا ہے۔ یوں اُنہیں کسی جماعت سے پیسے ملنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

کیا اِس کا مطلب ہے کہ اپنی خدمت کے لئے پیسے ملنا غلط ہے؟ ہرگز نہیں۔ پولس رسول کو بھی کئی بار جماعتوں سے پیسے ملے (دیکھئے خاص کر فلپّیوں 4:10-20)۔ نیز، وہ اِس بات پر زور دیتا ہے کہ خدمت گزار

جماعت کی طرف سے معاوضے کا حق دار ہے (1 تیمتھیُس 5:17-18؛ 1 کُرِنتھیوں 9:4-18)۔ اُس کا اصولی طور پر معاوضہ نہ لینے کا مقصد یہ تھا کہ وہ کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنے بلکہ لوگوں کے لئے نمونہ بنے، کہ اُن کے ذہن میں یہ بات نقش کی جائے کہ خادم کا فرض کیا ہے—یہ کہ وہ محنت کر کے کمزوروں کو سنبھالے اور یہ بات یاد رکھے کہ دینا لینے سے بہتر ہے۔ اُنہیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ خدمت گزار بت پرستوں کے مندروں کے پجاریوں کی طرح ہیں جو اپنی خدمت کے بدلے میں پیسے کماتے ہیں۔ بے شک یہ جماعت کا فرض ہے کہ وہ فُل ٹائم خادم کو اُس کی ضروریات کے لئے پیسے دے۔ لیکن دوسری طرف خادم کو یہ یاد رکھنا ہے کہ اُس کی خدمت پیشہ نہیں، یعنی پیسے کمانے کا وسیلہ نہیں ہے۔ بلکہ خادم کا مقصد خدمت کرنا ہی ہے جس کا مطلب دوسروں کو سب سے اعلیٰ چیز یعنی آسمانی خوراک دینا ہے۔ اگر وہ دوسروں سے پیسے نکلوانے کے چکر میں پڑ جائے تو اُس کی خدمت پر اِس کا بُرا اثر پڑے گا۔

باہمی تعلقات کی بحالی پر زور

پولس رسول اپنے مشوروں کا اختتام اِفسس کی جماعت کے لئے دعا سے کرتا ہے۔ اُس کی آخری بات اِفسس کے لئے دعا ہے۔ تب

> سب خوب روئے اور اُس کو گلے لگا لگا کر بوسے دیئے۔ اُنہیں خاص کر پولس کی اِس بات سے تکلیف ہوئی کہ 'آپ اِس کے بعد مجھے کبھی نہیں دیکھیں گے۔'
>
> (اعمال 11:15-16)

یہاں ظاہر ہوتا ہے کہ پولس اور راہنماؤں کے درمیان گہرا اور اچھا تعلق تھا۔ اِس لئے وہ رو پڑے جب اُنہیں بتایا گیا کہ یہ اُس کے ساتھ اُن کی آخری ملاقات ہے۔ جب اچھا گلہ بان پولس رسول کی طرح اپنے گلے کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوتا ہے تو بھیڑوں کے ساتھ اُس کے تعلقات اچھے ہوں گے۔ یہ تعلقات کا ایک پہلو ہے۔

دوسرے، گلہ بان بھیڑوں کے سردار چرواہے کے ساتھ تعلقات کے بارے میں فکرمند رہے گا۔ وہ جماعت کے ہر ایک فرد پر غور کرے گا اور اُس کے لئے دعا کرے گا کہ وہ نجات پا کر اللہ کا فرزند بنے اور روحانی طور پر ترقی کرے۔

تیسرے، وہ بھیڑوں کے باہمی تعلقات کے بارے میں فکرمند رہے گا۔ دنیاوی گلہ بان بھی غور کرتا ہے کہ بھیڑوں کا آپس میں میل ملاپ ہو۔ اگر بیچ میں کوئی بکری ہو جو گڑبڑ پیدا کرتی ہو تو اُسے کچھ دیر کے لئے گلے سے دُور کیا جاتا ہے اور اگر اُس کی حرکتیں نہ سُدھریں تو اُسے ہمیشہ کے لئے دُور کر دیا جاتا ہے۔ گلے میں شاید ہی ایک یا دو ایسی بکریاں یا بھیڑیں ہوتی ہیں۔ افسوس کہ بہت بار جماعت کے گلے میں تعلقات بحال کرنا بہت مشکل بلکہ ناممکن لگتا ہے۔ لیکن صبر اور خدا کا فضل جو ہمارے پتھریلے دلوں کو نرم کرسکتا ہے ایسے تعلقات بھی ٹھیک کرسکتا ہے۔ بہت سے خادم جماعت کے پیچیدہ تعلقات کی وجہ سے برباد ہو گئے ہیں۔

روحانی خوراک مہیا کرنا

> مَیں نے آپ کے فائدے کی کوئی بھی بات آپ سے چُھپائے نہ رکھی بلکہ آپ کو علانیہ اور گھر گھر جا کر تعلیم دیتا رہا۔ مَیں نے یہودیوں کو یونانیوں سمیت گواہی دی کہ اُنہیں توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع کرنے اور ہمارے خداوند عیسیٰ پر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔
>
> (اعمال 20:20-21)

پولس رسول نے اُنہیں ہر اُس بات سے آگاہ کیا تھا جو فائدہ مند تھا۔ یعنی جو روحانی زندگی گزارنے اور اُس میں ترقی کرنے کے لئے ضروری اور مفید تھا۔

توبہ کرنا اور عیسیٰ المسیح پر ایمان لانا فائدے کی بنیادی باتیں ہیں۔ یہ خوش خبری کا مرکزی خیال ہے، اور ہر خادم بار بار اِن کی طرف رجوع کرے گا۔ جب ہم پولس رسول کے خطوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ تمام باتیں اِسی بنیاد پر مبنی ہیں کہ ہمارے آقا نے اِس دنیا میں آ کر موت کی وہ سزا برداشت کی جس کے لائق ہم تھے تاکہ ہمیں نجات ملے۔ نتیجے میں لازم ہے کہ ہم اپنے گناہوں کا اقرار کرکے اُس کا یہ کام قبول کریں تاکہ اللہ کے فرزند اور آسمان کی بادشاہی کے شہری بن جائیں۔

گھر گھر جا کر سکھانے کا طریقہ

جدید دور میں ایک عجیب و غریب سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ لوگ بڑے بڑے اجتماعوں کے لئے ہزاروں لوگوں کو جمع کرتے ہیں۔ اِن میں توبہ کرنے اور عیسیٰ المسیح کو قبول کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ

عجیب نہیں بلکہ اچھا ہے۔ عجیب بات یہ بھی نہیں کہ اکثر اوقات سننے والوں میں سے بے شمار لوگ توبہ کا اظہار کرتے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ بہت بار توبہ کرنے سے کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا۔ لوگ اپنی اپنی جماعتوں میں واپس چلے جاتے ہیں اور معمول کے مطابق اپنی زندگی جاری رکھتے ہیں۔ اِس ناتے سے پولس رسول کا کہنا کہ اُس نے نہ صرف علانیہ بلکہ گھر گھر جا کر سکھایا بہت اہم ہے۔ ممکن ہے لوگوں نے اُس کے عبادت خانے یا بازار میں پیغام کے ذریعے توبہ کی ہو، تاہم اُس نے گھروں میں جا کر اُن سے رفاقت رکھی، اُن کا ایمان جانچ لیا اور سوال و جواب کے طریقے سے اُنہیں تعلیم میں مضبوط کیا۔ وہ جانتا تھا کہ لوگوں کے سامنے صرف پیغام دے دینا ہی گلہ بانی کے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے کہ ہر ایک سے بات کرتے ہوئے اُسے نصیحت کریں، تعلیم دیں اور تنبیہ کریں۔

اللہ کے فضل پر زور

پولس رسول کے نزدیک گلہ بانی کا سب سے بنیادی مقصد دوسروں تک خدا کا کلام پہنچانا تھا،

> خیر، مَیں اپنی زندگی کو کسی طرح بھی اہم نہیں سمجھتا۔ اہم بات صرف یہ ہے کہ مَیں اپنا وہ مشن اور ذمہ داری پوری کروں جو خداوند عیسیٰ نے میرے سپرد کی ہے۔ اور وہ ذمہ داری یہ ہے کہ مَیں لوگوں کو گواہی دے کر یہ خوش خبری سناؤں کہ اللہ نے اپنے فضل سے اُن کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ (اعمال 24:20)

چونکہ خود اللہ نے اپنی جماعت کو "اپنے ہی فرزند کے خون سے حاصل کیا" (اعمال 28:20) اِس لئے کون ہے جو جماعت کی خدمت میں بے پروائی دکھائے! اللہ کے فضل کا کلام ہر ایک تک پہنچانا پولس رسول کے لئے ایک بہت سنجیدہ معاملہ ہے، لہٰذا وہ فرماتا ہے،

> اِس لئے مَیں آج ہی آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر آپ میں سے کوئی بھی ہلاک ہو جائے تو مَیں بےقصور ہوں، کیونکہ مَیں آپ کو اللہ کی پوری مرضی بتانے سے نہ جھجکا۔ (اعمال 27-26:20)

وہ سمجھتا تھا کہ اول مجھے ہر ایک کو نجات کا پورا پیغام سنانا ہے۔ یہ میرا پہلا فرض ہے۔ اگر کسی کو اللہ کی پوری مرضی کا علم نہ ملا تو مَیں قاتل ٹھہروں گا۔ لیکن چونکہ مَیں نے ہر ایک کو اِس کے بارے میں سمجھایا اِس لئے مَیں اپنے آپ کو اُن کے خون سے پاک سمجھتا ہوں۔

کیا خدمت گزار اِتنی سنجیدگی سے اپنے گلے کی گلہ بانی کرتے ہیں؟ وہ اِس کے لئے ذمہ دار نہیں ٹھہر سکتے کہ جماعت کے ہر فرد کو نئی پیدائش کا تجربہ حاصل ہو، کیونکہ یہ روح القدس کی ذمہ داری ہے۔ لیکن ہر ایک ممبر کو خدا کی مرضی کے بارے میں علم ہونا چاہئے۔ پولس رسول اِس کے دو طریقے بیان کرتا ہے—علانیہ پیغام دینا اور گھر گھر جا کر سکھانا۔

کمزوروں کا خاص دھیان

> مَیں گم شدہ بھیڑ بکریوں کا کھوج لگاؤں گا اور آوارہ پھرنے والوں کو واپس لاؤں گا۔ مَیں زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گا اور کمزوروں کو تقویت دوں گا۔ (حزقی ایل 16:34)

انسانی فطرت کا رُجحان کام یاب اور کھاتے پیتے لوگوں کی طرف ہے۔ اگر کوئی اثر و رسوخ والا عبادت میں آئے تو لوگ اُس کی بہت عزت کرتے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں اگر کوئی غریب بندہ داخل ہو تو کوئی اُس کی پروا نہیں کرتا،

> فرض کریں کہ ایک آدمی سونے کی انگوٹھی اور شاندار کپڑے پہنے ہوئے آپ کی جماعت میں آ جائے اور ساتھ ساتھ ایک غریب آدمی بھی مَیلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے اندر آئے۔ اور آپ شاندار کپڑے پہنے ہوئے آدمی پر خاص دھیان دے کر اُس سے کہیں، "یہاں اِس اچھی کرسی پر تشریف رکھیں،" لیکن غریب آدمی کو کہیں، "وہاں کھڑا ہو جا" یا "آ، میرے پاؤں کے پاس فرش پر بیٹھ جا۔" کیا آپ ایسا کرنے سے مجرمانہ خیالات والے منصف نہیں ثابت ہوئے؟ کیونکہ آپ نے لوگوں میں ناروا فرق کیا ہے۔ (یعقوب 2:2-4)

گلہ بان کو اِس رُجحان سے آگاہ ہونے کی ضرورت ہے تاکہ وہ لگاتار اِس کے خلاف کمربند رہے۔ اُس کا دھیان کمزوروں پر ہونا چاہئے جس طرح ہمارا سردار گلہ بان بھی بیماروں اور گناہ گاروں کو بلانے آیا

(متی 13-12:9)۔ کیا اُسے اِس ذمہ داری کی سنجیدگی کا احساس ہے؟ ورنہ اُس کا اختیار کھو جائے گا اور وہ دیگر مذاہب کے پیشواؤں کی مانند بنے گا۔ ہمارا خداوند ایسے شخص کے بارے میں کہے گا،

> لعنتی لوگو، مجھ سے دُور ہو جاؤ اور اُس ابدی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اُس کے فرشتوں کے لئے تیار ہے۔ کیونکہ مَیں بھوکا تھا اور تم نے مجھے کچھ نہ کھلایا، مَیں پیاسا تھا اور تم نے مجھے پانی نہ پلایا، مَیں اجنبی تھا اور تم نے میری مہمان نوازی نہ کی، مَیں ننگا تھا اور تم نے مجھے کپڑے نہ پہنائے، مَیں بیمار اور جیل میں تھا اور تم مجھ سے ملنے نہ آئے۔ (متی 43-41:25)

مسیح کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان داروں کی اول ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے غریب اور شکستہ دل بہن بھائیوں کی فکر کریں۔ اِس کا روحانی پہلو یہ ہے کہ خدمت گزار کی خاص توجہ اُن لوگوں کی طرف ہو جو کسی وجہ سے کمزور ہیں۔ ممکن ہے وہ گم شدہ ہوں یعنی صحیح راہ سے بھٹک گئے ہوں۔ کتنے خادم ہیں جو ایسے ممبران کو صحیح راہ پر واپس لانے کی پوری کوشش کرتے ہیں؟ انسانی فطرت کہتی ہے، "اُسے جانے دو۔ واپس آئے گا تو مزید تکلیف کا باعث بنے گا۔"

ایک تبلیغ کرنے والے کا ذکر ہے جو کئی سالوں تک کسی دُور دراز ملک میں خدمت کرتا رہا۔ کسی وجہ سے اُسے اپنے ملک واپس جانا پڑا جہاں وہ گناہ میں گر گیا۔ ساتھ ہی وہ شرابی بھی بن گیا۔ ہوتے ہوتے وہ جماعت سے بہت دُور ہو گیا۔ اُس کی چھوٹی بیٹی کو کسی اَور خاندان کے سپرد کیا گیا۔ لیکن جب وہ پروان چڑھی تو ایک دن اُسے اپنے باپ کے لئے بوجھ محسوس ہوا۔ وہ اُس کے پاس گئی اور بڑے پیار کے ساتھ اُسے سمجھایا۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ اُس کے عمر رسیدہ اور شراب میں دُھت باپ نے اپنی بدچلنی کا اقرار کیا اور دوبارہ صحیح راہ پر آ گیا۔ یہ ہے سردار گلہ بان کی روح جو ہر گم شدہ بھیڑ کی تلاش میں رہتی ہے۔ کیا ہم بھی اِس ذمہ داری پر پورے اُترتے ہیں؟

یہ بھی ممکن ہے کہ جماعت کا کوئی ممبر ذہنی طور پر زخمی ہو۔ شاید وہ کسی واقعے یا خدا نہ خواستہ جماعت کے کسی دوسرے ممبر سے زخمی ہو۔ اکثر وہ زخم مشکل سے بھرتے ہیں جو دوسرے بہن بھائیوں سے ملے ہوں۔ حساس گلہ بان ایسے مجروح تعلقات کو بحال کرنے کے لئے فکرمند رہتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اِن کا پوری جماعت کی نشو و نما پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ وہ مہارت کے ساتھ دونوں پارٹیوں سے بات چیت

کرے گا، غلط فہمیاں دُور کرے گا، لوگوں کو اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کی طرف لے جائے گا اور یوں پوری جد و جہد کے ساتھ صلح کرانے اور زخموں کو بھرنے کی کوشش کرے گا۔

جسے اِس شعبے میں تجربہ ہے وہ جانتا ہے کہ اکثر اوقات یہ ایک نہایت پیچیدہ اور مشکل کام ہے۔ اِس لئے جماعت کے راہنما بہت بار اِس سے کتراتے ہیں یا کبھی کبھی زخموں کو اَور گہرا کر کے چھوڑ آتے ہیں۔ لیکن مبارک ہے وہ جماعت جس میں زخم باندھنے والے ہوں۔

شاید کوئی بیمار ہو۔ بیماری کی وجہ جسمانی یا روحانی ہو سکتی ہے، اور کئی بار جسمانی بیماری کی جڑ کوئی روحانی نقص ہے۔ انیسویں صدی میں جرمنی میں ایک خادم بنام زائتس تھا جس کے پاس بے شمار لوگ شفا پانے کے لئے آتے تھے۔ بار بار خادم کا یہ تجربہ ہوا کہ بہت سے لوگوں کی بیماریوں کی جڑ کوئی روحانی نقص تھی۔ اُس کا بیماروں کے ساتھ سلوک یعقوب پر مبنی تھا جہاں لکھا ہے،

> کیا آپ میں سے کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے؟ وہ دعا کرے۔ کیا کوئی خوش ہے؟ وہ ستائش کے گیت گائے۔ کیا آپ میں سے کوئی بیمار ہے؟ وہ جماعت کے بزرگوں کو بُلائے تاکہ وہ آ کر اُس کے لئے دعا کریں اور خداوند کے نام میں اُس پر تیل مَلیں۔ پھر ایمان سے کی گئی دعا مریض کو بچائے گی اور خداوند اُسے اُٹھا کھڑا کرے گا۔ اور اگر اُس نے گناہ کیا ہو تو اُسے معاف کیا جائے گا۔ چنانچہ ایک دوسرے کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کریں اور ایک دوسرے کے لئے دعا کریں تاکہ آپ شفا پائیں۔ (یعقوب 5:13-16)

تیل مَلنا جادو منتر کا عمل نہیں تھا بلکہ اُس زمانے میں تیل دوائی کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ یعقوب کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کے راہنماؤں کو دو بلکہ تین وسائل سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ پہلے تو بیمار کی تیل سے جسمانی مدد کی جائے۔ دوسرے، اُس کے لئے دعا کی جائے۔ تیسرے، کئی بار مریض کو اپنے گناہوں کا اقرار کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ ہر بیماری کسی گناہ کی وجہ سے نہیں پیدا ہوتی۔ تاہم زائتس نے دریافت کیا کہ بہت زیادہ مریض اپنے گناہوں کی وجہ سے بیمار ہوئے تھے۔ جب اُنہوں نے اپنے گناہوں کو تسلیم کر کے توبہ کی تو اُنہوں نے معجزانہ طور پر شفا پائی۔ نوٹ کریں کہ زائتس عام جماعت کا ممبر تھا۔ وہ جذباتی قسم کا آدمی نہیں تھا بلکہ بہت سادہ طریقے سے اور شور شرابے کے بغیر لوگوں کی مدد کرتا تھا۔ اُس کے نزدیک لگاتار دعا اور گناہوں کا اقرار شفا کی کنجیاں ہیں۔

ایک دن ایک فالج آدمی اُس کے پاس آیا۔ کئی دن تک اُس کے لئے دعا کی گئی۔ ساتھ ہی زائتس اُس کی صلاح کاری کرتا رہا۔ باتیں کرتے کرتے پتہ چلا کہ مریض کی زندگی میں ایسی چیزیں چُھپی ہوئی تھیں جنھوں نے اُسے روحانی طور پر قیدی بنا لیا تھا۔ جب اُس نے اِن شیطانی چیزوں کا اقرار کیا تو آزاد ہو گیا۔ ایک دن جب لوگ اُس کے لئے دعا کر رہے تھے اُس نے اچانک کہا، ''اب مَیں عیسیٰ کے نام میں اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔'' وہ اُٹھا اور چلنے پھرنے لگا۔

آج کے زمانے کی طرح اُس وقت بھی ایسے لوگ تھے جو زائتس کے پاس آ کر اُس کی کام یابی کا گُر جاننا چاہتے تھے تاکہ خود اِس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ جب اُس کی کام یابی کے بارے میں پوچھتے تو وہ جواب دیا کرتا تھا کہ ''ہر ایک جو ہمارے پاس آتا ہے اپنی مرضی سے شفا نہیں پاتا۔ لیکن اِس میں کوئی شک نہیں کہ جو بھی اللہ کے روح کے لئے کھلا ذہن رکھتا ہے وہ یہاں سے تبدیل ہو کر جاتا ہے۔''

ایک بار اُس نے اِس کے لئے ایک مثال بھی پیش کی،

> ایک واقف کار کو شفا نہ ملی، لیکن جب وہ اپنے گھر واپس چلی گئی تو اُس کے بستر کے ارد گرد ایمان داروں کی نئی جماعت قائم ہوئی۔ پھر اُسے اپنا گھر چھوڑ کر کہیں اَور شفٹ ہونا پڑا۔ اُس جگہ پر بھی لوگ اُس کے ذریعے ایمان لائے اور بیداری پیدا ہوئی۔

کمزوروں کا خیال رکھنا جدید زمانے میں جماعتوں کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔

افزائشِ نسل کا خیال

جماعت کا گلہ بان جماعت کی موجودہ حالت سے مطمئن نہیں رہتا بلکہ وہ ہمیشہ آگے سوچتا ہے کہ ایمان داروں کی تعداد کو کس طرح بڑھایا جائے۔ یہ بھی گلہ بانی کا ایک اہم عنصر ہے۔ گلہ بان جانتا ہے کہ جس گلے میں افزائشِ نسل نہیں ہوتی وہاں بھیڑوں کی تعداد خود بہ خود کم ہوتی جائے گی۔

اِس ناتے سے توریت میں اسحاق کا بیٹا یعقوب ایک اچھا نمونہ ہے۔ جب وہ لابن کے پاس گیا تو اُس کے ماموں نے اپنی بھیڑوں کو اُس کے سپرد کیا۔ اُس کی نگرانی کے تحت لابن کا گلہ بہت بڑھ گیا۔ ایک دن یعقوب نے اُس سے کہا،

> جو تھوڑا بہت میرے آنے سے پہلے آپ کے پاس تھا وہ اب بہت زیادہ بڑھ گیا ہے۔ رب نے میرے کام سے آپ کو بہت برکت دی ہے۔ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ میں اپنے گھر کے لئے کچھ کروں۔ (پیدائش 30:30)

لابن جانتا تھا کہ یعقوب کی یہ بات درست ہے، لہٰذا اُس نے اُسے کہیں اَور نوکری ڈھونڈنے سے روکنے کی کوشش کی (پیدائش 27:30)۔ بعد میں جب یعقوب کو اجر کے طور پر لابن سے گلے کا ایک حصہ ملا تو اُس کے مویشیوں میں اِتنا اضافہ ہوا کہ لابن کا خاندان اُس پر رشک کرنے لگا (پیدائش 31:30–2:31)۔

جماعت کے گلہ بان کا بھی فرض ہے کہ اُس کی جماعت کے ممبران کی تعداد بڑھے بلکہ اُسے پولس رسول کی طرح اپنی جماعت سے ہٹ کر بھی افزائشِ نسل کے بارے میں دعا کرنی چاہیئے۔ ہر جماعت کا فرض ہے کہ وہ اردگرد کے علاقوں میں نئی جماعتیں قائم کرنے کے لئے کوشاں رہے۔

لیکن اِس سلسلے میں جماعت کے راہنماؤں کو اپنے طریقے پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمیں جماعت کی خدمت ٹیم کی صورت میں سرانجام دینی چاہیئے۔ کوئی بھی نیا کام شروع کیا جائے تو پوری ٹیم کا تعاون بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اب جماعت کی ذمہ داریاں بڑھ جائیں گی۔ اپنے خدمت گزاروں کو نئے کام پر لگانے سے جماعت کو مزید مددگاروں کو تلاش کرنے کی ضرورت ہو گی۔ جہاں جماعتیں کام یابی سے نئی جماعتیں قائم کرنے میں مصروف ہیں، وہاں اُن کی خدمت گزاروں کی تعداد بڑھتی ہے۔ یوں اِس پر یہ بات صادق آتی ہے کہ "دینا لینے سے مبارک ہے" (اعمال 20:35)۔ جب ایمان دار خدا کے نام میں اور ٹیم کی صورت میں نیا کام شروع کرتے ہیں تو اللہ اُنہیں برکت دیتا ہے۔ نہ صرف یہ کہ خدمت گزار ترقی کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات وہ تعداد میں بڑھ بھی جاتے ہیں۔

جو افزائشِ نسل کے تحت کوئی نیا کام شروع کرتا ہے، اُس کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ نئی جماعت جتنی جلدی ہو سکے اپنے پاؤں پر کھڑی ہو جائے۔ وہ چاہتا ہے کہ مقامی ایمان دار جلد از جلد خدمت میں حصہ لیں بلکہ جماعت کی راہنمائی کریں۔ اِس لئے کہ صرف اِسی طریقے سے مقامی ایمان دار خدمت کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، صرف اِسی طریقے سے مادر جماعت کے خدمت گزار آ گے کسی نئی جگہ کے لئے فارغ ہو سکتے ہیں۔

جماعت کے راہنماؤں کو اِس پر بہت دھیان رکھنے کی ضرورت ہے۔ کئی بار آگے نکلنا بہت مشکل ہے، کیونکہ اُن کا نئی جماعت کے ساتھ گہرا تعلق قائم ہو گیا ہے۔ وہاں اُنہوں نے بہت محنت کی ہے، اُن کے لئے بہت دعائیں کی ہیں، اُن کے درمیان پولس کی طرح آنسو بہا کر خدمت سرانجام دی ہے۔ لیکن لازم ہے کہ وہ ہر قدم نئی جماعت کی خودمختاری کی طرف اُٹھائیں۔

پولس رسول کی کام یابی کی کیا کُنجی تھی؟ یہ کہ وہ اپنی محنت سے پیدا ہونے والی جماعتوں کو "اللہ اور اُس کے فضل کے کلام کے سپرد" (اعمال 32:20) کر کے اُنہیں پوری آزادی کے ساتھ چھوڑ کر آگے نئی نئی جگہوں پر جا سکتا تھا۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ اُس نے اُن سے رابطہ توڑ لیا، بلکہ اُس کے خطوں سے یہ بات نظر آتی ہے کہ یہ رابطہ زندگی کے آخر تک قائم رہا۔ زندگی کے آخر تک وہ اُن کا بزرگ باپ رہا جو گاہے بہ گاہے اُن کا حال کا پتہ کرتا اور اُنہیں نصیحتیں دیتا رہا۔

یہ والدین کا اپنے بچوں کے ساتھ تعلق سے مطابقت رکھتا ہے۔ شروع شروع میں بچے ہر پہلو سے اپنے والدین پر انحصار کرتے ہیں۔ پھر وہ رینگنے لگتے ہیں، ماں کا دودھ چھوڑ کر کھانا کھانا شروع کرتے ہیں، پھر چلنے پھرنے اور بولنے لگتے ہیں۔ یوں وہ رفتہ رفتہ خودمختار ہو جاتے ہیں۔ اب فرض کریں کہ جب بچہ چلنے لگا تو والدین نے اُسے چلنے سے منع کر دیا۔ کیا یہ ظلم نہ ہوتا؟ بلکہ اچھے والدین اپنے بچوں کی قدم بہ قدم حوصلہ افزائی کرتے ہیں اور شاباش کہتے ہیں جب کوئی ترقی نظر آئے۔ اِسی طرح اکثر والدین خوش ہوتے ہیں جب اُن کے بچے بالغ ہو کر پورے طور پر خودمختار ہو جاتے ہیں۔ شاید یہ مرحلہ والدین کے لئے تکلیف دہ بھی ہو جب بچے گھر سے نکل کر کہیں اَور رہنے لگیں۔ لیکن اگر انسان اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہے تو لازم ہے کہ خودمختار ہو جائے۔ جو والدین اِس سے کتراتے ہوئے اپنے بالغ بچوں کو خودمختار ہونے نہیں دیتے نہ اُن کے بچے ترقی کریں گے، نہ ماں باپ کے بچوں کے ساتھ تعلقات صحت مند ہوں گے۔

اِس طرح ہر نئی جماعت کو خودمختاری کی طرف بڑھنا چاہئے۔ مادر جماعت کو مقامی ایمان داروں کی حوصلہ افزائی کرنی ہے تاکہ وہ جلد از جلد خودمختار ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ پوری خودمختاری اُس وقت ہو گی جب نئی جماعت کے راہنما اپنے فیصلے خود کریں گے۔ اور جو مادر جماعت اِس کے بعد

نئی جماعت کو ہمیشہ کے لئے اپنی گرفت میں رکھنے کی کوشش کرے اُس کے اِس جماعت کے ساتھ تعلقات غیرصحت مند ہوں گے۔

5 جج

> کیا آپ میں ایک بھی سیانا شخص نہیں جو اپنے بھائیوں کے مابین فیصلہ کرنے کے قابل ہو؟
>
> (1 کرِنتھیوں 5:6)

انصاف کرنے کی اشد ضرورت

منصف یا جج جیسے الفاظ جماعتوں کے راہنماؤں کے لئے نہایت ہی کم استعمال ہوتے ہیں۔ اِس کی کئی ایک وجوہات ہیں۔ پہلے تو یہ کہ منصف یا جج کے بارے میں لوگ منفی سوچ رکھتے ہیں۔ ہم سب کچہری سے گریز کرتے ہیں، کیونکہ کوئی نہیں اُس کے چنگل میں پھنسنا چاہتا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں، "وہ اپنے آپ کو جج سمجھتا ہے" یا "وہ وکیل سا ہے" تو مطلب ہے مذکورہ آدمی دوسروں پر رُعب ڈالنا چاہتا ہے، اُن پر حکومت جتانا چاہتا ہے، وہ سخت فیصلے کرتا ہے، اُس کا سیاسی کردار ہے، وہ چالاک بندہ ہے، وہ دوسروں کو اپنے حیلوں میں پھنسانا چاہتا ہے، وہ فراڈیا ہے وغیرہ۔ عام سوچ یہی ہے۔

دوسرے، ہمارے ذہن میں عیسیٰ المسیح کی درجِ ذیل بات نقش ہے،

> دوسروں کی عدالت مت کرنا، ورنہ تمہاری عدالت بھی کی جائے گی۔ کیونکہ جتنی سختی سے تم دوسروں کا فیصلہ کرتے ہو اُتنی سختی سے تمہارا بھی فیصلہ کیا جائے گا۔ اور جس پیمانے سے تم ناپتے ہو اُسی پیمانے سے تم بھی ناپے جاؤ گے۔ تُو کیوں غور سے اپنے بھائی کی آنکھ میں پڑے تنکے پر نظر کرتا ہے جبکہ تجھے وہ شہتیر نظر نہیں آتا جو تیری اپنی آنکھ میں ہے؟ تُو کیونکر اپنے بھائی سے کہہ سکتا ہے، 'ٹھہرو، مجھے تمہاری آنکھ میں پڑا تنکا نکالنے دو،' جبکہ تیری اپنی آنکھ میں شہتیر ہے۔ ریاکار! پہلے اپنی آنکھ کے شہتیر کو نکال۔ تب ہی تجھے بھائی کا تنکا صاف نظر آئے گا اور تُو اُسے اچھی طرح سے دیکھ کر نکال سکے گا۔ (متی 7:1-5)

لیکن ہمارا آقا جماعت کے راہنماؤں کو انصاف کرنے سے نہیں روکنا چاہتا بلکہ ہمیں منافقت سے آگاہ کرتا ہے۔ جو منصف بن کر دوسروں پر ایسا قانون لاگو کرے جس کے مطابق وہ خود نہیں چلتا وہ منافق ہے۔ منافق دوسروں سے بہت اونچی توقعات رکھتا ہے لیکن اگر اُس کی اپنی زندگی پر غور کیا جائے تو وہ خود اِن توقعات پر پورا نہیں اُترتا۔

شاید قاری نے اِس کا مشاہدہ بھی کیا ہو کہ اکثر اوقات جو دوسروں کی کنجوسی کا گلہ شکوہ کریں وہ خود کنجوس ہیں۔ جو دوسروں کے لالچ پر الزام لگاتا ہو وہ خود لالچی ہیں۔ جو دوسروں کی بے راہ روی پر غصے ہوں وہ کئی بار خود بے راہ روی کا شکار ہوئے ہیں۔ یہ انسان کا رجحان ہے کہ وہ دوسروں کے تنکے تو بڑے غور سے دیکھے لیکن اپنے شہتیر کے لئے اندھا رہے۔ یوں دانش مند خادم اُن لوگوں پر دھیان دیتا ہے جو گلے شکوے کرتے ہیں، کیونکہ بہت بار اُن کی اپنی زندگی میں بڑے مسائل چُھپے ہوتے ہیں۔

غرض ہمارا آقا اِس سے انکار نہیں کرتا کہ جماعت کے راہنما انصاف کریں بلکہ وہ دیگر مقامات پر بھی انصاف کرنے پر زور دیتا ہے (متی 15:18 و مابعد)۔ پولس رسول اِس بات کی تصدیق کرتا ہے،

> آپ میں یہ جرأت کیسے پیدا ہوئی کہ جب کسی کا کسی دوسرے ایمان دار کے ساتھ تنازع ہو تو وہ اپنا جھگڑا بے دینوں کے سامنے لے جاتا ہے نہ کہ مقدسوں کے سامنے؟ کیا آپ نہیں جانتے کہ مقدسین دنیا کی عدالت کریں گے؟ اور اگر آپ دنیا کی عدالت کریں گے تو کیا آپ اِس قابل نہیں کہ چھوٹے موٹے جھگڑوں کا فیصلہ کر سکیں؟ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم فرشتوں کی عدالت کریں گے؟ تو پھر کیا ہم روزمرہ کے معاملات کو نہیں نپٹا سکتے؟ اور اِس قسم کے معاملات کو فیصل کرنے کے لئے آپ ایسے لوگوں کو کیوں مقرر کرتے ہیں جو جماعت کی نگاہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے؟ یہ بات میں آپ کو شرم دلانے کے لئے کہتا ہوں۔ کیا آپ میں ایک بھی سیانا شخص نہیں جو اپنے بھائیوں کے مابین فیصلہ کرنے کے قابل ہو؟ لیکن نہیں۔ بھائی اپنے ہی بھائی پر مقدمہ چلاتا ہے اور وہ بھی غیر ایمان داروں کے سامنے۔
>
> (1 کُرِنتھیوں 6:1-8)

پولس توقع کرتا ہے کہ جماعت خود انصاف قائم رکھے۔ اگر بھائیوں کے درمیان کوئی جھگڑا یا نااتفاقی ہو یا جماعت میں کوئی کسی دوسرے کو نقصان پہنچائے تو جماعت کے راہنما اِس معاملے کو حل کریں تاکہ جماعت دوبارہ صلح سلامتی کا نمونہ بن جائے۔ چونکہ جماعت اللہ کی بادشاہت کی ظاہری شکل ہے اِس لئے اُس میں نااتفاقی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اُسے آسمانی بادشاہت کی صلح سلامتی، رفاقت اور آپس میں محبت بھرے تعلقات منعکس کرنے چاہئیں۔

یہاں "فیصلہ / فیصل کرنے" کے پیچھے یونانی لفظ کا بنیادی مطلب امتیاز کرنا ہے۔ جو انصاف قائم کرنا اور قائم رکھنا چاہے لازم ہے کہ اُسے امتیاز کرنے کی نعمت حاصل ہو۔ اُسے دونوں پارٹیوں کے جھوٹ اور سچائی میں امتیاز کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ صحیح فیصلہ کر سکے۔

چنانچہ پولس رسول کے لئے دو باتیں بہت اہم ہیں۔ پہلے یہ کہ جماعت انصاف قائم رکھنے کے لئے خود انصاف کرے۔ یہ اُس کے نزدیک بڑی شرم کی بات ہو گی اگر وہ غیر ایمان دار ججوں کو فیصلہ کرنے کے لئے بلائیں۔ دوسرے، لڑنے والی پارٹیوں کی روح مسیحانہ ہونی چاہئے یعنی وہ دونوں طرف سے نقصان اُٹھانے کے لئے تیار ہوں ورنہ وہ مسیح کی پیروی نہیں کر رہے جس نے دوسروں کے لئے اپنی جان دی۔

کیا یہ بات ہماری جماعتوں کے لئے خاص اہمیت نہیں رکھتی؟ اگر جماعت کے راہنما صحیح فیصلے کرتے تو بہت سے پیسے بچتے، لڑنے والوں کے لئے تکلیف نسبتاً کم ہوتی اور جماعت میں روح القدس کا خاص اظہار ہوتا۔ افسوس کہ اکثر جماعتوں کی حالت دیکھ کر ہمیں پولس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے، "کیا آپ میں ایک بھی سیانا شخص نہیں جو اپنے بھائیوں کے مابین فیصلہ کرنے کے قابل ہو؟"

دوسری طرف جماعتوں کی بے شمار نااتفاقیاں عدالت تک نہیں پہنچتیں بلکہ جماعت کے اندر چُھپی رہتی ہیں۔ وہ دبے ہوئے آتش فشاں کی مانند ہیں جو ابھی تو بجھا لگتا ہے، لیکن کسی بھی وقت بھڑک کر دُور دراز علاقوں تک نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیا جماعت کے راہنما ایسی چُھپی ہوئی نااتفاقیوں اور جھگڑوں سے بھی نپٹ سکتے ہیں؟ یہ جماعت کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس سے اُس کی بلوغت اور اہلیت ظاہر ہوتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی علانیہ جھگڑا ہو تو کچھ نہ کچھ تو کرنا ہی ہوتا ہے جبکہ چُھپے ہوئے جھگڑے راہنماؤں کو فوراً فیصلہ کرنے کے لئے مجبور نہیں کرتے۔ یوں اکثر اُنہیں حل کرنے میں

دیر ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر اُن سے پردہ نہ اُٹھایا جائے تو اُن پر قابو نہیں پایا جا سکتا، وہ کسی بھی وقت بھڑک کر حد سے زیادہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

جھگڑوں کا حل

انصاف کرنے کی ایک اچھی مثال پیدائش کی کتاب میں ملتی ہے۔ اسحاق کا بیٹا یعقوب یہ محسوس کرکے کہ اُس کے ماموں لابن کا خاندان اُس سے تنگ آ چکا ہے چپکے سے فرار ہو گیا۔ لیکن جب لابن کو معلوم ہوا تو اُس کا تعاقب کیا اور دریائے یردن کو پار کرنے سے پہلے اُسے جا پکڑا۔ وہ خاص کر اِس کے بارے میں مشتعل تھا کہ اُس کے گھر کے بتوں کی چوری ہوئی تھی۔ لیکن جب وہ یعقوب کے سامان میں نہ ملے تو یعقوب غصے ہو کر فرماتا ہے،

> مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا ہے؟ مَیں نے کیا گناہ کیا ہے کہ آپ اِتنی تُندی سے میرے تعاقب کے لئے نکلے ہیں؟ آپ نے ٹٹول ٹٹول کر میرے سارے سامان کی تلاشی لی ہے۔ تو آپ کا کیا نکلا ہے؟ اُسے یہاں اپنے اور میرے رشتے داروں کے سامنے رکھیں۔ پھر وہ فیصلہ کریں کہ ہم میں سے کون حق پر ہے۔ (پیدائش 31:36-37)

یعقوب یہ خیال پیش کرتا ہے کہ تنازعے کو حل کرنے کے لئے دونوں طرف کے بھائیوں کو بلایا جائے تاکہ وہ فیصلہ کریں۔ یہ پولس رسول اور ابتدائی جماعت کے خیال سے بہت مطابقت رکھتا ہے۔ اگر جماعت میں کوئی جھگڑا یا نااتفاقی ہو تو فیصلہ بھائیوں یعنی جماعت کے راہنماؤں سے کروایا جانا چاہئے۔ لیکن ہمیں یہ خیال اُس وقت بھی ملتا ہے جب اسرائیل قوم بن گیا تھا۔ آخر شریعت کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ خدا اور انسانوں کے ساتھ تعلقات صحت مند رہیں اور انصاف قائم رہے۔ مثلاً

> لازم ہے کہ جماعت اِن ہدایات کے مطابق اُس کے اور انتقام لینے والے کے درمیان فیصلہ کرے۔ (گنتی 35:24)

غرض جماعت کے راہنماؤں کو اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

فیصلہ کرنا اور یوں صلح سلامتی کی حالت کو قائم رکھنے کا عمل اسرائیلیوں کی راہنمائی کرنے کا مرکزی حصہ تھا۔ توریت کے نوشتوں میں بار بار انصاف اور عدالت کی اہمیت کا ذکر ہے۔ موسیٰ کی خدمت کا ایک بڑا حصہ عدالت کرنا تھا۔ اپنے سسر یترو کے مشورے پر اُس نے عدالت کا سلسلہ مزید موثر بنانے کے لئے قاضی یعنی عدالت کرنے والے مقرر کئے (خروج 18:13 و مابعد)۔

یشوع اور قضاۃ کے زمانے میں بھی عدالت کرنے اور خدا کا انصاف قائم رکھنے کی ضرورت بہت بار نظر آتی ہے۔ قضاۃ کی کتاب کا ایک دل چسپ پہلو یہ ہے کہ اُس زمانے کے قاضی قوم کی نہ صرف اندرونی صلح سلامتی کے لئے ذمہ دار ٹھہرتے تھے بلکہ بیرونی طور پر بھی۔ مثال کے طور پر جدعون نہ صرف اسرائیل میں عدالت کرتا تھا بلکہ مدیانیوں کے خلاف جنگ بھی لڑا (قضاۃ 10:8 و بعد)۔ غرض قاضی کا بنیادی مقصد یہاں بھی دکھائی دیتا ہے یعنی یہ کہ قوم میں صلح سلامتی کی حالت قائم رہے چاہے وہ آپس میں جھگڑوں کے حل کی صورت میں ہو، چاہے کسی دشمن کے حملے کے دفاع میں۔ سموایل بھی امام اور نبی ہونے کے علاوہ قاضی تھا (1 سموایل 7:15-17)۔

یہ بھی اتفاق کی بات نہیں ہے کہ سلیمان بادشاہ اللہ سے صحیح انصاف کرنے کی اہلیت مانگتا ہے،

> مجھے سننے والا دل عطا فرما تاکہ مَیں تیری قوم کا انصاف کروں اور صحیح اور غلط باتوں میں امتیاز کرسکوں۔ (1 سلاطین 9:3)

اکثر اوقات سلیمان کی حکمت کا یہ مقصد نظر انداز کیا جاتا ہے، لیکن یہ حکمت محض علم کا حصول نہیں ہے۔ اِس حکمت کا مقصد انصاف کرنا ہی تھا۔ سلیمان جانتا تھا کہ میری راہنمائی اُس وقت کام یاب ہو گی جب مَیں صحیح انصاف کرسکوں گا یعنی قوم میں صلح سلامتی پیدا کرسکوں گا، ورنہ فیل ہو جاؤں گا۔

آخر ہم یہ نہ بھولیں کہ اسرائیل کے نبیوں کا بنیادی پیغام انصاف اور قوم کی صلح سلامتی تھا (مثلاً 1 سموایل 12)۔ یعنی وہ خدا کی مرضی پیش کرتے تھے کہ قوم کے اُس کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات بحال ہوں۔

غرض، پورے کلام میں انصاف کرنے کا اہم اور مثبت کردار نظر آتا ہے۔ ہمارے ہاں جہاں دنیاوی عدالتوں میں پھنسنے سے بہت تکلیف اور دُکھ پیدا ہو سکتا ہے، کیا لازم نہیں کہ جماعت انصاف کرنے کی ذمہ داری سے نہ کترائے؟

ہر نااتفاقی کا حل ناممکن

جدید دور کا انسان توقع کرتا ہے کہ ہر مسئلے کا حل نکل آئے۔ لیکن لوگوں کے آپس میں تعلقات مشین کی طرح نہیں ہوتے کہ ہم کوئی پرزہ بدل کر اُن کی مرمت کرسکیں۔ دوسرے، ایمان کی بہت سی بنیادی باتیں ہیں جن کے سلسلے میں ہم سمجھوتا نہیں کرسکتے۔ جب موسیٰ نے کوہِ سینا سے اُتر کر دیکھا کہ اسرائیلی سونے کا بچھڑا بنا کر اُس کی پوجا کر رہے ہیں تو اُس نے سمجھوتا نہ کیا بلکہ اُنہیں سخت تنبیہ کی۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ جماعتوں میں بہت سی ایسی نااتفاقیاں اوزجھگڑے ہوتے ہیں جن کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں، اگرچہ بہت بار جھگڑا کرنے والے جھگڑے کو مذہبی رنگ دینے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ اُن کا نقطۂ نظر زیادہ پختہ لگے۔

تیسرے، کبھی کبھی جماعت کے بگڑے ہوئے تعلقات یا نااتفاقیوں کا حل ناممکن ہے۔ اُنہیں برداشت کرنے کے سوا اَور کچھ نہیں کیا جا سکتا۔ اِس ناتے سے یہ یاد رکھنا فائدہ مند ہے کہ ہمارے آقا نے یہوداہ اسکریوتی کو برداشت کیا یہ جانتے ہوئے کہ وہ بے ایمانی کر رہا ہے اور آخرکار مجھے دشمن کے حوالے کرا دے گا۔

تاہم اِس میں کوئی شک نہیں کہ بہت سے تنازعے ختم کئے جا سکتے ہیں، خاص کر اِس صورت میں کہ جماعت کے راہنما شروع میں موثر قدم اُٹھائیں۔ اِس سلسلے میں پانچ اصول پیش کئے جا سکتے ہیں۔

تنازعے کو کنٹرول کرنا

جب مختلف پارٹیوں کے درمیان تنازع پیدا ہوتا ہے تو صلح کرانے والے کا فطری رجحان یہ ہے کہ جلد از جلد حل ڈھونڈ نکالے۔ لیکن اکثر اوقات یہ ناکافی ہے، کیونکہ تنازعے کے پسِ پردہ تعلقات بگڑ چکے ہیں، اور اگر یہ تعلقات بحال نہ ہو جائیں تو کچھ دیر کے بعد لڑائی دوبارہ شروع ہو جائے گی۔ اِس لئے صلح کرانے والے کا اول دھیان اِس پر ہو گا کہ لڑنے والی پارٹیوں کا ایک دوسرے کے ساتھ رویہ اچھا ہو۔ ہر جھگڑے کے حقیقی حل کے لئے لازم ہے کہ جھگڑنے والے آزادی کے ساتھ اپنا نقطہ بیان کرسکیں یہ یقین رکھتے ہوئے کہ دوسرے اُن کی بے عزتی نہیں کریں گے۔ اکثر اوقات یہ تنازعے کے حل کا سب سے مشکل مرحلہ ہوتا ہے، کیونکہ اپنی بات منوانے کا ایک عام طریقہ یہ ہے کہ دوسرے کی

بات اور کردار پر شک ڈالا جائے۔ ظاہری بات ہے کہ جب کسی کی بات اور اُس کا کردار مشکوک ہو گا تو لوگ شک کرنے والے کی بات کی طرف رجوع کریں گے۔ لیکن یہ ایک شیطانی حیلہ ہے جو خدا کے فرزند کے لئے نامناسب ہے۔

مسیح نے خود فرمایا کہ ایمان دار کے لئے دو حکم مرکزی حیثیت رکھتے ہیں،

> ’رب اپنے خدا سے اپنے پورے دل، اپنی پوری جان اور اپنے پورے ذہن سے پیار کرنا۔‘ یہ اوّل اورسب سے بڑا حکم ہے۔ اور دوسرا حکم اِس کے برابر یہ ہے، ’اپنے پڑوسی سے ویسی محبت رکھنا جیسی تُو اپنے آپ سے رکھتا ہے۔‘ (متی 22:36-40)

یہ ہماری ایک دوسرے کے ساتھ رفاقت کی بنیاد ہے، اور ہر تنازعے کا حل اُس وقت قائم و دائم رہے گا جب ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات بحال ہو جائیں گے۔ اِس نوبت تک پہنچنے کے لئے لازم ہے کہ ہم ابتدا ہی میں مخالف پارٹیوں کے ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک پر زور دیں۔ اگر وہ شروع شروع میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور مختلف طریقوں سے ایک دوسرے کی بے عزتی کریں تو اِس کا اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔

صلح کرانے والا کس طرح ایسا ماحول پیدا کر سکتا ہے جس میں تمام متاثر پارٹیاں آزادی اور باعزت طریقے سے ایک دوسرے سے بات کر سکیں؟ پہلا قدم یہ ہے کہ ابتدا ہی میں تمام پارٹیاں کچھ اصولوں پر متفق ہو جائیں۔ مثلاً

- ہم ایک دوسرے کی بے عزتی نہیں کریں گے۔
- ہم ایک دوسرے کی بات یا کردار پر شک نہیں ڈالیں گے۔
- بات کرتے وقت ہم اپنے خیالات اور احساسات پیش کریں گے۔

تیسرے اصول کا مطلب یہ ہے کہ ہم یہ نہ کہیں کہ ”لوگ کہتے ہیں“ یا ”آپ کہتے ہیں“ یا ”دوسرے کہتے ہیں“ بلکہ ”میرا خیال ہے،“ یا ”مَیں سمجھتا ہوں،“ یا ”مَیں محسوس کرتا ہوں۔“ لوگوں کا فطری رُجحان یہ ہے کہ وہ اپنے احساسات کو بیان کرنے سے کترائیں اور اپنی باتیں دوسروں کے منہ میں ڈالنے کی کوشش کریں، کیونکہ وہ دوسروں کے حملوں سے ڈرتے ہیں اور موردِ الزام نہیں ٹھہرنا چاہتے۔ لیکن ایسے

طریقے سے ماحول صرف خراب ہو جاتا ہے اور بات نہیں بنتی۔ تنازعے کے حل کے لئے بہت ضروری ہے کہ لوگ جرأت کے ساتھ اپنے دل کی بات پیش کریں اور گول مول باتیں نہ کریں، نہ اپنی باتیں دوسروں کے منہ میں ڈالیں۔

جو بھی اصول قائم کئے جائیں لازم ہے کہ تمام لوگ اُن پر متفق ہوں۔ تب ایک کو مقرر کریں جو ماڈریٹر کے طور پر دھیان رکھے کہ لوگ اِن اصولوں پر عمل کریں۔ اُسے یہ ذمہ داری دی جائے کہ وہ فوراً لوگوں کو خبردار کرے جب وہ اِن اصولوں سے تجاوز کریں۔ وہ بار بار لوگوں کو یاد دلائے کہ ہم سب مسیح میں برابر ہیں، اِس لئے لازم ہے کہ ہم ایک دوسرے کی عزت کریں۔

حلیمی کی ضرورت

جھگڑنے والوں کے لئے نہایت اچھا نمونہ موسیٰ ہے۔ ایک موقع پر موسیٰ کے بھائی اور بہن ہارون اور مریم اُس کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ اِس کی وجہ تو اُس کا کُوش کی ایک عورت کے ساتھ بیاہ تھا، لیکن پسِ پردہ دونوں نے موسیٰ کے اختیار پر شک ڈالا،

> کیا رب صرف موسیٰ کی معرفت بات کرتا ہے؟ کیا اُس نے ہم سے بھی بات نہیں کی؟
> (گنتی 2:12)

موسیٰ کا ردِعمل قابلِ غور ہے۔ اِتنا ہی لکھا ہے کہ

> لیکن موسیٰ نہایت حلیم تھا۔ دنیا میں اُس جیسا حلیم کوئی نہیں تھا۔ (گنتی 3:12)

اِس کے علاوہ اَور کچھ نہیں۔ مطلب ہے کہ اُس نے اپنا دفاع نہ کیا بلکہ خاموش رہا۔ حلیمی کا اُس پر یہ اثر تھا کہ اُس نے اپنے آپ کا دفاع کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی بلکہ اللہ پر بھروسا رکھا کہ وہ میرا دفاع کرے گا۔

موسیٰ کا یہ رویہ جماعت کے ہر ایک راہنما کے لئے نمونہ ہونا چاہئے۔ اگر ہم واقعی بے گناہ ہوں تو ہم تسلی کے ساتھ اپنا دفاع خدا پر چھوڑ سکتے ہیں۔ لازم ہے کہ ہم ہمیشہ اِس بات کو یاد رکھیں۔ ہم حقیقی حلیمی کی

بنا پر آگے بڑھیں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات میں ترقی کریں گے، خواہ لوگ ہماری بے عزتی کیوں نہ کریں۔

جب ایک جماعت کے مشہور راہنما سے پوچھا گیا کہ آپ کیا کرتے ہیں جب لوگ آپ کے خلاف باتیں کرتے ہیں؟ تو اُنہوں نے جواب میں کہا، "مَیں نے ایک راز سیکھ لیا ہے، یہ کہ مَیں کبھی اپنا دفاع نہیں کرتا۔"

تنازعے پر قابو نہ پانے کے بُرے اثرات

ابی سلوم کی سرکشی ایک عبرت ناک مثال ہے (2 سموایل ابواب 13-18)۔ اگر داؤد شروع ہی میں ابی سلوم کی غلط حرکتوں پر قابو پاتا اور بار بار اُس پر پابندیاں لگاتا تو اُس کے اور پورے ملک کے لئے اِتنا نقصان نہ ہوتا۔

پہلے یہ ہوا کہ داؤد کے پہلوٹھے بیٹے امنون نے ابی سلوم کی بہن تمر کی عصمت دری کی۔ چاہئے تھا کہ داؤد امنون کو مناسب سزا دیتا، لیکن اگرچہ وہ غصے ہوا تو بھی اُس نے اِس سے زیادہ کچھ نہ کیا۔ نتیجے میں تمر کے سگے بھائی ابی سلوم نے خود بدلہ لے کر امنون کو قتل کیا۔ اب چاہئے تھا کہ داؤد ابی سلوم کو مناسب سزا دیتا، لیکن یہ بھی نہ ہوا بلکہ ابی سلوم فرار ہو کر اپنی ماں کے وطن چلا گیا جہاں سے اُسے تین سال کے بعد واپس بلا لیا گیا۔ اصل میں داؤد نے اپنے بیٹوں کی غلط حرکتوں سے آنکھیں بند رکھیں۔ جب کچھ دیر کے بعد ابی سلوم کھلے طور پر بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تیاریاں کرنے لگا تو داؤد نے کوئی قدم نہ اُٹھایا۔ تنازعے کا یہ سلسلہ پڑھتے ہوئے ہم بار بار پکارنا چاہتے ہیں، "اے داؤد، اپنی آنکھوں کو کھول! دیکھ، تیرا سخت نقصان ہو رہا ہے۔" آخرکار حالات اِتنے خراب ہوئے کہ داؤد جلاوطن ہوا اور بڑی مشکل سے دوبارہ تخت پر بیٹھ گیا۔

غرض، ہمیں تنازعے کے سلسلے کو کنٹرول کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ یہاں تنازعے کے تسلسل کو کنٹرول کرنے کا ایک بہت اہم اصول بھی نظر آتا ہے:

شروع ہی میں تنازعے سے نپٹنا

اگر داؤد بادشاہ شروع ہی میں صحیح قدم اُٹھاتا اور امنون کو سزا دیتا تو پورے ملک پر اِس کا اچھا اثر پڑتا۔ اکثر اوقات جماعت کے تنازعے اِس لئے پیچیدہ ہوتے ہیں کہ وہ بڑی دیر تک چلتے آئے ہیں۔ بہت بار جھگڑے بیس تیس سال یا اِس سے زیادہ عرصے تک چلتے رہتے ہیں۔ نتیجے میں اُن کو ختم کرنا انسانی نظر سے ناممکن لگتا ہے۔ مخالف پارٹیوں کے درمیان جھگڑے اِتنے سخت اور لوگ اِتنے مجروح ہوئے ہیں کہ اُن کے تعلقات کو بحال کرنے کے لئے اللہ کے خاص فضل کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ ہمیں اِس پر خاص دھیان رکھنے کی ضرورت ہے کہ تنازعے کو ابتدا ہی میں ختم کریں۔

تنازعے کے حل کا راستہ تیار کرنا

بچپن میں یعقوب کے اپنے بھائی عیسَو کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں تھے۔ پہلے اُس نے عیسَو سے پہلوٹھے کا حق دال کے سالن کے عوض حاصل کیا اور بعد میں پہلوٹھے کی برکت بھی اُس سے چھین لی۔ لہٰذا عیسَو کو یعقوب سے بڑی نفرت تھی۔ یعقوب فرار ہو کر اپنے ماموں لابن کے گھر چلا گیا۔ وہاں وہ بہت سالوں تک رہا، لیکن آخرکار وہ اپنے وطن واپس آ گیا۔ لیکن اُسے معلوم تھا کہ وہاں عیسَو میرے انتظار میں ہو گا۔ اِس موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ یعقوب کی تنازعے سے نپٹنے کی مہارت بہت بڑھ چکی ہے۔

پہلے وہ عیسَو کے ساتھ ملاقات کی تیاریاں کرتا ہے (پیدائش 32)۔ وہ اپنے آگے آگے عیسَو کو بہت سے جانور بھیجتا ہے تاکہ اُس کا دل نرم ہو جائے۔ ساتھ ساتھ وہ اِن تحفوں سے اِس کا اظہار کرتا ہے کہ اب پرانے دنوں کے جھگڑے ختم ہیں۔ جو برکت خدا نے مجھے دی ہے وہ تیری بھی ہے۔ آؤ، ہم بھائی کی حیثیت سے صلح سلامتی کے ساتھ اِس ملک میں رہیں۔ اور واقعی عیسَو کی نفرت دُور ہو جاتی ہے اور دونوں کے آپس میں تعلقات بحال ہو جاتے ہیں۔

کیا ہم پرانے جھگڑوں کو ختم کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ یا ہم یہ قدم اُٹھانے سے کتراتے کتراتے بوڑھے ہو جائیں گے؟ مبارک ہے وہ جو جھگڑے کا تسلسل کنٹرول کر کے اِسے ختم کر پائے۔ یعقوب نے پرانے جھگڑے کا سامنا کیا، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کسی بھی وقت ہماری ملاقات ہو گی، لہٰذا بہتر ہے

کہ اُس کے مجھ پر اچانک حملہ کرنے سے پہلے مَیں خود ہی اُس کا سامنا کروں۔ اور پھر اُس نے پوری کوشش کی کہ بھائی کا دل ملاقات سے پہلے میری طرف مائل ہو جائے، کہ بھائی پہلے محسوس کرے کہ یعقوب اصل میں میرے لئے خطرے کا باعث نہیں ہے بلکہ میرے ساتھ صلح سلامتی کے ساتھ رہنا چاہتا ہے۔ وہ میرے بارے میں منفی باتیں نہیں سوچتا بلکہ میرے حق میں ہے۔ اُس میں مجھ سے چیزیں چھیننے کی روح نہیں رہی بلکہ وہ میرے ساتھ اپنی ملکیت تقسیم کرنے تک تیار ہے۔

جماعت کے جھگڑوں میں یعقوب کا سا رویہ شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ لیکن یقین کریں کہ جہاں دو پارٹیوں کے تعلقات کشیدہ اور بگڑے ہوئے ہوں وہاں یعقوب کے سے رویے کا اظہار بہت کچھ بحال کرسکتا ہے۔ اِس لئے کہ اِس سے مخالف پارٹی محسوس کرتی ہے کہ یہ لوگ اصل میں ہمارے ساتھ اچھے تعلقات چاہتے ہیں، اُن کے لئے ہمارے ساتھ اچھے تعلقات نہایت اہم ہیں۔ وہ حقیقت میں ہماری قدر کرتے ہیں اور ہمارے لئے خطرہ نہیں بننا چاہتے۔ اگر کم سے کم ایک پارٹی یوں سوچنے لگے تو اکثر اوقات جھگڑا ایک دوسرے کا سامنا کرنے سے پہلے ہی اختتام کی طرف بڑھنے لگے گا۔

مخالفوں کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلانا

جب لوگوں کے آپس میں تعلقات بگڑنے لگتے ہیں تو معمول کے مطابق وہ دوسرے لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں تاکہ اُن کی بات پختہ ہو جائے اور مانی جائے۔ وہ صلح کرانے والے کو جھگڑے کے حل کی ذمہ داری بھی دینا چاہیں گے۔ اِس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو وہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ دوسرے، اگر جھگڑا ختم نہ ہوسکے تو اُن کا اپنا قصور نہیں ہو گا بلکہ صلح کرانے والے کا۔

اِس کا صحیح جواب صلح کرانے والے کے لئے نہایت اہم ہے۔ اگر وہ یہ ذمہ داری قبول کرلے تو جتنے تعلقات بگڑ چکے ہوں گے اُتنا ہی صلح کرانے والا پستا رہے گا۔ جتنا وہ کوشاں رہے گا اُتنا ہی تنازع کا منفی اثر اُس پر آن پڑے گا۔ اِس کا کیا حل ہے؟ صلاح کاری کے بارے میں تحقیقات اور کلام کی گواہیاں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اِس نازک موڑ پر لازم ہے کہ صلح کرانے والا مخالفوں کو جھگڑے کے حل کے لئے اُن کی اپنی ذمہ داری کا احساس دلائے۔ مخالف پارٹیاں پوری کوشش کریں گی کہ صلح کرانے والے کو اپنی طرف مائل کریں۔ وہ چاہیں گی کہ وہ اُن کے حق میں فیصلہ کرے اور یوں فیصلہ کرنے کی ذمہ داری خود اُٹھائے۔ اگر وہ فیصلہ کرے تو اکثر اِس کا نتیجہ کیا ہو گا؟ جس پارٹی کے حق میں وہ فیصلہ کرے گا وہ

خوش ہو گی، جبکہ دوسری پارٹی غمگین ہو جائے گی، کیونکہ وہ سمجھے گی کہ ہم ہار گئے ہیں، ہماری بےعزتی ہوئی ہے۔ کبھی کبھی جھگڑا یوں ختم ہو جائے گا، لیکن اکثر اوقات ہارنے والے یہ فیصلہ نہیں مانیں گے بلکہ کسی اَور طریقے سے اپنی بات منوانے کی کوشش کریں گے۔ جو بھی نتیجہ نکلے ایک بات یقینی ہے، یہ کہ صلح کرانے والا پستا رہے گا۔ کیونکہ وہ قصور وار ٹھہرے گا، اِس لئے کہ اُس نے فیصلہ کرنے کی ذمہ داری خود اُٹھائی ہے۔ یوں جھگڑے کا اصل حل نہیں ہوتا۔

اِس کا کیا حل ہے؟ یہ کہ صلح کرانے والا مخالف پارٹیوں کو بار بار اُن کے جھگڑے سے نپٹنے کی اپنی ذمہ داری کی یاد دلائے۔ اگر کوئی پارٹی اُسے اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کر کے اُسے فیصلہ کرنے کی ذمہ داری دینے کی کوشش کرے تو وہ یہ ذمہ داری اُن کو واپس دے کر یہ کہے کہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ مسیح میں بھائی بھائی ہیں۔ مسیح چاہتا ہے کہ آپ خود صلح کریں ورنہ کوئی حقیقی حل نہیں نکل سکے گا۔

بے شک ایسے سخت جھگڑے بھی ہوتے ہیں جن میں مخالفوں سے الگ فیصلے کرنے والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم خادم کو جلدی سے فیصلے کی ذمہ داری قبول کرنے سے کترانے کی ضرورت ہے۔ کلام میں اِس کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔

ناتن کی تمثیل

جب داؤد نے بت سبع کے ساتھ زناکاری کی اور اُس کے خاوند اُوریاہ کو قتل کروایا تو اللّٰہ نے ناتن کو بھیج کر یہ پیغام دیا،

> کسی شہر میں دو آدمی رہتے تھے۔ ایک امیر تھا، دوسرا غریب۔ امیر کی بہت بھیڑبکریاں اور گائے بَیل تھے، لیکن غریب کے پاس کچھ نہیں تھا، صرف بھیڑ کی ننھی سی بچی جو اُس نے خرید رکھی تھی۔ غریب اُس کی پرورش کرتا رہا، اور وہ گھر میں اُس کے بچوں کے ساتھ ساتھ بڑی ہوتی گئی۔ وہ اُس کی پلیٹ سے کھاتی، اُس کے پیالے سے پیتی اور رات کو اُس کے بازوؤں میں سو جاتی۔ غرض بھیڑ غریب کے لئے بیٹی کی سی حیثیت رکھتی تھی۔ ایک دن امیر کے ہاں مہمان آیا۔ جب اُس کے لئے کھانا پکانا تھا تو امیر کا دل نہیں کرتا تھا کہ اپنے ریوڑ

> میں سے کسی جانور کو ذبح کرے۔ اِس لئے اُس نے غریب آدمی سے اُس کی ننھی سی بھیڑ لے کر اُسے مہمان کے لئے تیار کیا۔ (2 سموایل 12:1-4)

داؤد کا ردِعمل کیا تھا ؟ وہ غصے میں آ کر کہنے لگا،

> رب کی حیات کی قَسم، جس آدمی نے یہ کیا وہ سزائے موت کے لائق ہے۔(2 سموایل 12:5)

غرض ناتن فیصلے کی ذمہ داری داؤد پر چھوڑتا ہے۔ اُس کی خوب صورت تمثیل کا یہی مقصد تھا کہ داؤد کو اپنے گناہ کی سختی کا احساس دلایا جائے اور وہ خود اپنے بارے میں فیصلہ کرے (1 سلاطین 20:38-43 سے مقابلہ کریں جہاں اخی اب بادشاہ بھی نبی کے ہاتھ اپنے بارے میں فیصلہ کرتا ہے)۔

سلیمان بادشاہ کا نمونہ

ایک بار دو کسبیاں بادشاہ کے سامنے کھڑی ہو کر اُسے اپنا جھگڑا پیش کرنے لگیں۔ دونوں کا اپنا اپنا بچہ تھا، اور وہ ایک ہی گھر میں رہتی تھیں۔ اب یوں ہوا تھا کہ رات کے وقت ایک عورت کا بچہ مر گیا تو اُس نے اپنے بچے کو دوسری خاتون کے پاس لٹا کر اُس کے بچے کو لے لیا۔

سلیمان کا جواب مشہور ہے۔ اُس نے حکم دیا کہ زندہ بچے کو تلوار سے تقسیم کر کے ہر ایک کو آدھا حصہ دے دو۔ جواب میں غلط ماں متفق ہو گئی جبکہ اصل ماں منت کرنے لگی، "نہیں میرے آقا، اُسے مت ماریں! براہِ کرم اُسے اِسی کو دے دیجئے" (1 سلاطین 3:26)۔ یوں مخالف پارٹیوں نے خود فیصلہ مقرر کر دیا، کیونکہ صحیح ماں نے اپنے بچے کے لئے ذمہ داری کا اظہار کیا۔

المسیح کا فرمان

ہمارے آقا عیسیٰ المسیح نے بھی مخالفوں کی تنازعے کو حل کرنے کی اپنی ذمہ داری پر زور دیا،

> اگر تیرے بھائی نے تیرا گناہ کیا ہو تو اکیلے اُس کے پاس جا کر اُس پر اُس کا گناہ ظاہر کر۔ اگر وہ تیری بات مانے تو تُو نے اپنے بھائی کو جیت لیا۔ لیکن اگر وہ نہ مانے تو ایک یا دو اَور لوگوں کو اپنے ساتھ لے جا تاکہ تمہاری ہر بات کی دو یا تین گواہوں سے تصدیق ہو جائے۔

> اگر وہ اُن کی بات بھی نہ مانے تو جماعت کو بتا دینا۔ اور اگر وہ جماعت کی بھی نہ مانے تو اُس کے ساتھ غیر ایمان دار یا ٹیکس لینے والے کا سا سلوک کر۔ (متی 18:15-17)

عیسیٰ ہمیں تنازعے کے حل کے لئے تین مرحلے پیش کرتا ہے۔ اول، اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ کا کسی کے ساتھ تعلق بگڑ رہا ہے تو اُس سے بات کرنی ہے۔ اگر وہ نہ مانے تو ایک دو اَور لوگوں کو ساتھ لے کر بات کرنی ہے۔ اور اگر اِس سے مسئلہ حل نہ ہو تو جماعت کی مدد لینا لازمی ہے۔ اِن اقدام کا کیا مقصد ہے؟ یہ کہ آپ کی بات کی تصدیق ہو جائے۔ اور اگر آپ کی بات درست نہ نکلے تو آپ کے ساتھی آپ کو بھی تنبیہ کر سکتے ہیں۔ اِس کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ بھائی کی مدد کی جائے اور آپس کے تعلقات بحال ہو جائیں۔ اگر مقصد پورا ہوا ”تو تُو نے اپنے بھائی کو جیت لیا۔“

سوم، جماعت کے ہر ایک فرد کو اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ تعلقات کی بحالی کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ اگر کوئی جھگڑا یا نااتفاقی ہو تو بے شک دوسرے بھائی بہنوں کی مدد سے فائدہ اُٹھائیں۔ لیکن یاد رکھیں کہ آپ کی اول کوشش یہ ہونی چاہئے کہ آپ کے اپنے ایمان دار بھائی اور بہن کے ساتھ تعلقات بحال ہوں۔ ہم اُس وقت ایمان کے لحاظ سے بالغ ہیں جب ہم اپنے آپ کو دوسرے ایمان داروں کے ساتھ تعلقات کی صحت کے لئے ذمہ دار سمجھتے ہیں۔

زیادہ تر تلخیاں اِس وجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ لوگ اپنی یہ ذمہ داری قبول نہیں کرتے۔ وہ دوسروں پر انحصار کرتے ہیں کہ وہ اُن کے مسائل حل کریں۔ وہ خود اِس میں اپنا کردار ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں، کیونکہ دوسروں کو اپنے مسائل اور جھگڑوں کے لئے قصوروار ٹھہرانا آسان ہے۔ یوں بے شمار ایمان دار اپنی جماعت کے راہنماؤں کو جماعت کے ہر مسئلے کے لئے موردِ الزام ٹھہراتے ہیں جبکہ وہ خود اِس میں اپنا حصہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، نہ وہ حقیقت میں مسئلے کے حل کے لئے کوئی قدم اُٹھانا چاہتے ہیں۔

یگانگت کا روحانی نتیجہ: اختیار

ہم نے دیکھ لیا ہے کہ یہاں مسیح کا زور تعلقات کی صحت پر ہے۔ صحیح تعلقات کیوں ضروری ہیں؟ متی کی کتاب میں لکھا ہے،

> مَیں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ جو کچھ بھی تم زمین پر باندھو گے آسمان پر بھی بندھے گا، اور جو کچھ زمین پر کھولو گے آسمان پر بھی کھلے گا۔ مَیں تم کو یہ بھی بتاتا ہوں کہ اگر تم میں سے دو شخص کسی بات کو مانگنے پر متفق ہو جائیں تو میرا آسمانی باپ تم کو بخشے گا۔ کیونکہ جہاں بھی دو یا تین افراد میرے نام میں جمع ہو جائیں وہاں مَیں اُن کے درمیان ہوں گا۔ (متی 18:18-20)

اکثر اوقات یہ آخری جملہ دعائیہ میٹنگ کے موقع پر کہا جاتا ہے، لیکن اِس کا صحیح مضمون تعلقات کی بحالی ہے۔ جب ہمارے تعلق صحت مند ہیں تب ہی خداوند مسیح حاضر ہو کر ہمیں روحانی اختیار دیتا ہے۔ جب ہمارے تعلقات خراب ہوں تو ہمارا اختیار بھی جاتا رہے گا۔

کیا عجب کہ بہت سی جماعتیں کمزور ہیں اور اُن کا اختیار جاتا رہا ہے۔

غیر جانب دار طریقے سے لڑنا

شاید قاری اعتراض کرے کہ ایمان دار کو لڑنا نہیں چاہئے۔ ایک لحاظ سے یہ درست ہے، لیکن دوسرے لحاظ سے لڑنا مناسب اور ضروری ہے اگر مسیح کی روح میں لڑا جائے تو۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ ہمارا اول مقصد دوسرے ایمان داروں کے ساتھ صحت مند تعلقات ہے۔ اِسی لئے لڑائی کی ضرورت ہے۔ لیکن ایمان دار کی لڑائی کا نشانہ دوسرا ایمان دار نہیں ہے بلکہ بگڑے ہوئے تعلقات۔ لہٰذا صلح کرانے والے کا دھیان اِس پر ہو کہ مخالف پارٹیاں اپنے باہمی تعلقات پر غور کریں اور اِسی پہلو سے اپنے جھگڑے کے حل کے بارے میں بات کریں۔ وہ تُو تُو مَیں مَیں والی باتیں چھوڑ دیں۔ وہ ٹھنڈے دل سے بات کریں۔ دونوں پارٹیاں کوئی ایسا حل ڈھونڈ نکالیں جو دونوں کے لئے فائدہ مند ہو۔

یہودی اور غیر یہودی ایمان داروں کا جھگڑا

اعمال 15 میں رسولوں کا رویہ ہمیں مسیح کی روح میں لڑنے کے بارے میں بہت کچھ سکھا سکتا ہے۔ ایک پارٹی اِس کا تقاضا کرتی تھی کہ جو غیر یہودی عیسیٰ المسیح پر ایمان لائے ہیں اُنہیں بھی ختنے اور توریت کے تمام احکام پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ پطرس اور پولس رسول اِس بات پر اعتراض کرتے ہیں:

> بہت بحث مباحثہ کے بعد پطرس کھڑا ہوا اور کہا، "بھائیو، آپ جانتے ہیں کہ اللہ نے بہت دیر ہوئی آپ میں سے مجھے چن لیا کہ غیریہودیوں کو اللہ کی خوش خبری سناؤں تاکہ وہ ایمان لائیں۔ اور اللہ نے جو دلوں کو جانتا ہے اِس بات کی تصدیق کی ہے، کیونکہ اُس نے اُنہیں وہی روح القدس بخشا ہے جو اُس نے ہمیں بھی دیا تھا۔ اُس نے ہم میں اور اُن میں کوئی بھی فرق نہ رکھا بلکہ ایمان سے اُن کے دلوں کو بھی پاک کر دیا۔ چنانچہ آپ اللہ کو اِس میں کیوں آزما رہے ہیں کہ آپ غیریہودی شاگردوں کی گردن پر ایک ایسا جوا رکھنا چاہتے ہیں جو نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا اُٹھا سکتے تھے؟ دیکھیں، ہم تو ایمان رکھتے ہیں کہ ہم سب ایک ہی طریقے یعنی خداوند عیسیٰ کے فضل ہی سے نجات پاتے ہیں۔"
>
> تمام لوگ چپ رہے تو پولس اور برنباس اُنہیں اُن الٰہی نشانوں اور معجزوں کے بارے میں بتانے لگے جو اللہ نے اُن کی معرفت غیریہودیوں کے درمیان کئے تھے۔ (اعمال 15:7-12)

دل چسپ بات یہ ہے کہ اگرچہ ایک فرقہ توریت پر عمل کرنے کا تقاضا کرتا ہے، تو بھی سب اِس بات پر متفق ہیں کہ ہم صرف اور صرف عیسیٰ مسیح کے صلیبی فدیے سے نجات پا سکتے ہیں۔ یہ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی اعتراض نہیں کرتا جب پطرس اِس حقیقت کا ذکر کرتا ہے (اعمال 15:11)۔ یوں لگتا ہے کہ سب کو یہ فکر ہے کہ اگر نئے غیر یہودی ایمان دار توریت پر عمل نہ کریں تو یہودیوں کے ساتھ اُن کے تعلقات بگڑ جائیں گے۔ چنانچہ آخرکار یعقوب کھڑا ہو کر ایک ایسا سمجھوتا پیش کرتا ہے جسے دونوں پارٹیاں قبول کر سکتے ہیں یعنی دو چار ایسی پابندیاں جن پر عمل کرنے سے یہودی اُن پر اور نتیجے میں مسیح پر ایمان لانے والے یہودیوں پر الزام نہ لگا سکیں،

> بُتوں کو پیش کیا گیا کھانا مت کھانا، خون مت کھانا، ایسے جانوروں کا گوشت مت کھانا جو گلا گھونٹ کر مار دیئے گئے ہوں۔ اِس کے علاوہ زناکاری نہ کریں۔ (اعمال 15:29)

غرض یہ اجتماع مسیح کی روح میں لڑنے کا اچھا نمونہ ہے۔ مخالف پارٹیوں کو آپس میں تعلقات کی صحت کی فکر ہے، اور وہ پورے دل سے اللہ کی مرضی جاننا چاہتے ہیں۔ اِس سلسلے میں وہ تنازعے سے گریز نہیں کرتے بلکہ کھلے طور پر اُس کا سامنا کر کے بحث مباحثہ کرنے لگتے ہیں۔ اور بحث کرتے کرتے وہ ایک

دوسرے کی بے عزتی نہیں کرتے بلکہ مل کر مسئلے کا حل ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ آخرکار وہ متفق ہو کر اپنا فیصلہ خط کی صورت میں دوسری جماعتوں کو بھیجتے ہیں۔ کیا ہم بھی اِسی طرح مسیح کی روح میں لڑ سکتے ہیں؟

پولس اور برنباس کا جھگڑا

> کچھ دنوں کے بعد پولس نے برنباس سے کہا، ”آؤ، ہم مُڑ کر اُن تمام شہروں میں جائیں جہاں ہم نے خداوند کے کلام کی منادی کی ہے اور وہاں کے بھائیوں سے ملاقات کر کے اُن کا حال معلوم کریں۔“
>
> برنباس متفق ہو کر یوحنا مرقس کو ساتھ لے جانا چاہتا تھا، لیکن پولس نے اصرار کیا کہ وہ ساتھ نہ جائے، کیونکہ یوحنا مرقس پہلے دورے کے دوران ہی پمفیلیہ میں اُنہیں چھوڑ کر اُن کے ساتھ خدمت کرنے سے باز آیا تھا۔ اِس سے اُن میں اِتنا سخت اختلاف پیدا ہوا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ برنباس یوحنا مرقس کو ساتھ لے کر جہاز میں بیٹھ گیا اور قبرص چلا گیا، جبکہ پولس نے سیلاس کو خدمت کے لئے چن لیا۔ مقامی بھائیوں نے اُنہیں خداوند کے فضل کے سپرد کیا اور وہ روانہ ہوئے۔ یوں پولس جماعتوں کو مضبوط کرتے کرتے شام اور کلِکیہ میں سے گزرا۔ (اعمال 15:36-41)

یہ واقعہ اکثر اوقات غلط سمجھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پولس نے بڑی غلطی کی تھی، اُن کو سمجھوتا کرنا چاہئے تھا۔ جدا ہونا ایمان داروں کے لئے مناسب نہیں ہے۔ لیکن لازم نہیں کہ پولس کا قدم غلط تھا۔

لڑائی کیوں چھڑ گئی؟ برنباس اِس پر بضد تھا کہ مرقس اُن کے ساتھ چلے جب وہ آج کے تُرکی کی طرف روانہ ہوئے۔ اِس کے برعکس پولس اصرار کرتا رہا کہ چونکہ مرقس نے پہلے دورے کے دوران ہمیں چھوڑ دیا اِس لئے اُسے ساتھ نہیں لے جانا چاہئے۔

کہا جاتا ہے کہ پولس یہاں بڑا سخت نظر آتا ہے، کہ اُسے مرقس کو ایک اَور موقع دینا چاہئے تھا۔ لیکن اِس حوالے سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ پولس نے مرقس کو شخصی طور پر رد کیا تھا۔ یہ بھی نہیں لکھا ہے کہ اُس نے مرقس کی خدمت کو حتمی طور پر رد کر دیا تھا۔ وہ صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ مرقس کے ثابت قدم نہ ہونے سے ہمیں بہت تکلیف پہنچی، اِس لئے مَیں اُسے اِس دورے پر ساتھ نہیں لینا چاہتا۔

لڑائی کے سلسلے میں ہم پولس اور برنباس کی تکرار سے کیا سیکھ سکتے ہیں؟ پہلی بات، اُنہوں نے کھلے طور پر مسئلے کا سامنا کیا۔ ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ نااتفاقی ایمان دار کے لئے مناسب نہیں۔ اِسی وجہ سے بہت بار لڑائی پسِ پردہ ہوتی ہے۔ شاید جماعتوں میں وہ جھگڑے زیادہ نقصان دہ ہیں جو پسِ پردہ لڑے جاتے ہیں۔ اگر مخالف کھلے طور پر ایک دوسرے کے ساتھ بات نہ کریں تو تنازعے کا حل کس طرح ہو سکتا ہے؟

اگرچہ وہ مرقس کو ساتھ لے جانے میں متفق نہ ہوئے تو بھی وہ باقی باتوں اور مشن کے لحاظ سے متفق رہے۔ اِس نااتفاقی نے اُن کا مشن اور تعلقات نہ توڑے۔ برنباس نے وہ نہیں کیا جو بے شمار خادم آج کل کرتے ہیں۔ نہ وہ اکیلے مرقس کے ساتھ ترُکی کے علاقے کے لئے روانہ ہوا، نہ اُس نے الگ ہو کر اپنی اپنی جماعتیں قائم کیں۔ ہرگز نہیں، بلکہ وہ پولس کے ساتھ اِس میں متفق ہوا کہ فی الحال شاید مرقس کے لئے اُس علاقے میں جانا جہاں وہ پہلے فیل ہو گیا تھا فائدہ مند نہ ہو۔ چنانچہ وہ دونوں قبرص کو روانہ ہوئے جہاں مرقس پہلے دورے میں اُن کے ساتھ گیا تھا اور جہاں اُس کی خدمت کام یاب رہی تھی۔

مسیح کی روح میں اچھی لڑائی لڑنا ایک ایسا عمل ہے جسے آسانی سے نہیں سیکھا جا سکتا۔ لیکن جو خادم اِس میں ماہر ہو جائے وہ جماعت کے لئے برکت کا باعث ہے۔

6 فوجی افسر

پچھلے باب میں لڑائی کا ذکر ہوا ہے۔ کلام میں روحانی جنگ کا ذکر بھی ہوا ہے۔[a] پولس رسول فرماتا ہے،

> کیونکہ ہماری جنگ انسان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ حکمرانوں اور اختیار والوں کے ساتھ، اِس تاریک دنیا کے حاکموں کے ساتھ اور آسمانی دنیا کی شیطانی قوتوں کے ساتھ ہے۔ چنانچہ اللہ کا پورا زرہ بکتر پہن لیں تاکہ آپ مصیبت کے دن ابلیس کے حملوں کا سامنا کرسکیں بلکہ سب کچھ سرانجام دینے کے بعد قائم رہ سکیں (اِفسیوں 6:12-13)

ہم نہ بھولیں کہ ایک روحانی جنگ ہو رہی ہے اور ہم بھی اِس میں حصہ لے رہے ہیں۔ لہٰذا روحانی ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔ لیکن یہاں ہم جماعت کے راہنما کے کردار پر غور کر رہے ہیں، یعنی روحانی فوجی افسر پر۔

فوجی افسر کا کیا کردار ہے؟ ہماری جنگ اُن جنگوں سے زیادہ مطابقت رکھتی ہے جو اسرائیلیوں نے یشوع کی راہنمائی میں لڑیں۔ یہ جنگیں بعد کی جنگوں سے فرق تھیں، اور فوجی افسران کو کئی اصولوں پر دھیان رکھنے کی ضرورت تھی۔

ناپاک چیزیں ختم کرنا

یشوع کے زمانے میں ناپاک چیزوں سے دُور رہنا اِتنا آسان نہیں تھا، کیونکہ فلسطین میں بت پرست اقوام بستی تھیں جو ناپاک زندگی گزارتی تھیں۔ اللہ کا حکم تھا کہ اُن کو روئے زمین سے مٹا کر پورے ملک پر قبضہ پاؤ۔ یہ بھی روحانی پیشواؤں کے لئے ایک اہم اصول ہے۔ ہمارا ملک پوری دنیا ہے اور خدا کا حکم ہے کہ "جاؤ، تمام قوموں کو شاگرد بناؤ" (متی 28:19)۔ ہمارا مشن صرف اِس میں بدل گیا ہے کہ ہم ایمان

---

[a] مثال کے طور دیکھئے رومیوں 15:30-32؛ 1 کُرِنتھیوں 9:24–10:1؛ 2 کُرِنتھیوں 10:3-5؛ 1 تیمُتھیُس 6:12؛ 2 تیمُتھیُس 2:5)

نہ لانے والوں کو قتل نہیں کرتے بلکہ اُن سے محبت رکھتے ہیں۔ باقی چیزیں ویسی کی ویسی رہی ہیں۔ ہمیں فرمایا گیا ہے کہ علاقوں کو مسیح کے لئے جیت کر ناپاک چیزیں ختم کرو۔ بت پرستی اور توہم پرستی کی بے شمار شکلیں سخت منع ہیں۔

لڑنے والوں کی پاکیزگی

> مقدس رہو، کیونکہ مَیں رب تمہارا خدا قدوس ہوں۔ (احبار 2:19)

جو مسیح پر ایمان لایا ہے اُسے دنیا سے الگ کیا گیا ہے۔ خدا تقاضا کرتا ہے کہ وہ پاک ہو اور پاک زندگی یعنی خدا کی مرضی کے مطابق زندگی گزارے۔ جب اللہ کے فوجی جنگ کے لئے نکلتے ہیں تو اُنہیں پہلے اپنے آپ کو مخصوص کرنا چاہئے، اپنے آپ کو پرکھنا چاہئے، ورنہ وہ جنگ میں فیل ہو جائیں گے۔

ایک ہی بادشاہ

یشوع کے زمانے میں اگرچہ فوجی افسر تھے، لیکن تمام فوجی برابر تھے۔ وہ قبائل کی صورت میں لڑتے تھے اور یہ اللہ کی مرضی تھی۔ اِس وجہ سے خدا کو بڑا دُکھ ہوا جب اسرائیلیوں نے بعد میں بادشاہ کا تقاضا کیا،

> رب نے جواب دیا، جو کچھ بھی وہ تجھ سے مانگتے ہیں اُنہیں دے دے۔ اِس سے وہ تجھے رد نہیں کر رہے بلکہ مجھے، کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ مَیں اُن کا بادشاہ رہوں۔ (1 سموایل 7:8)

جماعت کے فوجیوں کا بادشاہ اللہ ہے۔ اگرچہ ضروری ہے کہ جماعت کے راہنما ہوں تو بھی یہ یاد رکھنا لازم ہے کہ وہ دوسروں سے برتر نہیں ہیں بلکہ ہم سب برابر ہیں، ہم سب خدا کے فرزند اور اُس کی مملکت کے شہری ہیں۔

جب ہم جماعت کے راہنماؤں کا مقابلہ فوجی افسران سے کرتے ہیں تو نوٹ کریں کہ جماعت کی برادری میں سب برابر ہیں۔ جماعت کے راہنماؤں کو حکم دینے کا حق نہیں ہے، اور اِس وجہ سے جماعت کی راہنمائی کرنا ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہم کفرنحوم کے فوجی افسر کی طرح نہیں کہہ سکتے کہ

"ایک کو کہتا ہوں، 'جا!' تو وہ جاتا ہے اور دوسرے کو 'آ!' تو وہ آتا ہے" (لوقا 8:7)۔ نہیں، خدمت گزار اپنی مرضی سے خدمت کرتے ہیں اور یہ اللہ کی مرضی بھی ہے۔ اِس ناتے سے جماعت کا فوجی افسر جدید زمانے کے فوجی افسران سے مطابقت نہیں رکھتا بلکہ یشوع اور اُس کی قبائلی جمہوریت سے۔ اُس کی راہنمائی اِس پر منحصر ہے کہ دوسروں نے اُسے قبول کیا ہے اور اپنی مرضی سے یہ جنگ لڑتے ہیں۔ یہ پیشِ نظر رکھتے ہوئے جماعت کا فوجی افسر کن باتوں پر زور دیتا ہے؟

فوج کا اتفاق

عیسیٰ المسیح نے فرمایا،

> جس بادشاہی میں پھوٹ پڑ جائے وہ تباہ ہو جائے گی۔ اور جس شہر یا گھرانے کی ایسی حالت ہو وہ بھی قائم نہیں رہ سکتا۔ (متی 25:12)

جب لوگ فوج میں بھرتی ہوتے ہیں تو افسران کی پہلی کوشش یہ ہے کہ وہ پوچھے بغیر اور مل کر ہر حکم پر چلیں۔ ڈرِل کا مقصد یہی ہے۔ فوج کی کام یابی کی کنجی اِس میں ہے کہ تمام سپاہی ایک ہی مقصد کے تحت چلیں۔ فرض کریں کہ دس سپاہیوں کو حکم دیا جائے کہ وہ رُک کر فائرنگ کریں اور نو سپاہی تو یوں ہی کریں جبکہ ایک نہ رُکے۔ یا فرض کریں کہ سپاہی گروہ کی صورت میں حملہ نہ کریں بلکہ ایک ایک کر کے دشمن پر ٹوٹ پڑیں۔ تب اُن کا حملہ موثر نہیں ہو گا بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ہاتھوں زخمی یا ہلاک ہو جائیں۔

چنانچہ ہر دنیاوی فوج اِس کا دھیان رکھتی ہے کہ تمام سپاہی ہر حکم کی اطاعت کریں۔ جو سپاہی حکم نہ مانے اُسے نکال دیا جاتا ہے۔ اِس طرح کی ڈکٹیٹرشپ جدید فوج میں بہت ضروری ہے جبکہ جماعت کی فوج میں ہم کسی کی حکومت نہیں مانتے اور نہ ماننا چاہیئے۔ تو بھی جماعت کی فوج کی کام یابی اِس پر منحصر ہو گی کہ سب متفق ہوں۔ اگر جماعت کا ایک حصہ ایک بزرگ کے حق میں ہو اور دوسرا حصہ اُس کے خلاف باتیں کرے تو یہ جماعت روحانی جنگ میں کس طرح کام یاب ہو سکے گی؟ جب اسرائیلی یریحو کے سامنے کھڑے تھے تو فرض کریں کہ ایک گروہ کہتا، "ہم یشوع کا حکم نہیں سمجھتے، ہم کیوں اُس کے چوگرد گشت کریں؟" یقین جانیں کہ اللہ اُنہیں فتح نہ بخشتا، چاہے دیگر لوگ کتنی ہی بارگشت کیوں نہ کرتے۔

فوجی افسران ایسی نااتفاقیاں جلدی سے دُور کر دیتے ہیں۔ جو متفق نہیں اُنہیں فوراً نکالا جاتا ہے۔ جماعت کے راہنما اِس طرح کے قدم نہیں اُٹھا سکتے، نہ اُنہیں ایسا کرنا چاہیئے۔ لیکن اُن کی ذمہ داری یہ ضرور ہے کہ وہ لوگوں کو سمجھائیں اور اتفاق پیدا کریں۔ اِس میں اُن کی توجہ خدا اور اُن لوگوں پر مرکوز ہو جو خدمت گزار ہیں۔ وہ فوج کا پیش دستہ ہیں، جماعت کا زیادہ تر کام اُن ہی کے کندھوں پر ہے۔ اگر وہ متفق نہ ہوں تو اُن کی خدمت کا اثر کم ہو گا، بلکہ عین ممکن ہے کہ اُن کی خدمت سے پوری جماعت کا ستیاناس ہو جائے۔

جماعت کے ممبران کی نااتفاقیاں کئی بار نظر نہیں آتیں۔ شاید سب لوگ بیرونی طور پر اتفاق کا اظہار کریں جبکہ اندرونی طور پر وہ متفق نہ ہوں۔ بیدار جماعت کے راہنماؤں کو یہ بات پیشِ نظر رکھنا ہے اور پسِ پردہ کی نااتفاقیوں کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

فوجیوں کی ٹریننگ

فوج میں بھرتی ہوتے ہی سپاہیوں کو سخت ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اُنہیں ورزش کرنی پڑتی ہے۔ ڈرِلز اور مارچ کرنا اِتنا سخت ہوتا ہے کہ جوان خوب تھک جاتے ہیں۔ اِتنی سخت ٹریننگ کیوں؟ افسران کو معلوم ہے کہ اگر جوان یہ سختیاں برداشت نہ کرسکیں تو وہ سپاہی ہونے کے لائق نہیں ہیں بلکہ جنگ لڑتے وقت باقی فوج کے لئے مسئلہ بن جائیں گے۔ یوں شروع شروع میں کئی باتوں پر زور دیا جاتا ہے۔

فوج کی صحت

سپاہی کا صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔ اُس کے لئے طاقت بخشنے والی خوراک ضروری ہے، لیکن ورزش اور نیند بھی تاکہ سپاہی ہر وقت بیدار اور تیار رہ سکے۔ جماعت کے راہنما بھی اِس پر غور کریں کہ وہ خود اور جماعت کے خدمت گزار فِٹ ہوں۔ وہ اُن کی روحانی اور جسمانی صحت کی فکر کریں۔ خاص سیمینار خدمت گزاروں کے لئے رکھے جائیں جن سے روحانی ترقی ہو۔ نظم و ضبط سیکھنے میں اُن کی مدد کریں۔ ہمارے معاشرے میں یہ خاص کر نوجوانوں کو سکھانے کی ضرورت ہے جن میں سے چند ایک گلیوں میں آوارہ پھرتے رہتے ہیں۔ جو نظم و ضبط اُنہوں نے اپنے گھروں میں نہیں سیکھا اُسے جماعت کی خدمت

میں سیکھنا بہت ضروری ہے ورنہ وہ ناکام ہو جائیں گے۔ اُن کی قوتِ برداشت کو بڑھانے کی ضرورت ہے ورنہ وہ جماعت کی خدمت کی سختیاں برداشت نہیں کرسکیں گے۔

غرض، جماعت کے راہنما کو خدمت گزاروں کی ٹریننگ کے سلسلے میں یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیئے کہ اُن کی پوری زندگی اللہ کی مرضی کے ماتحت آ جائے، کہ اُن کی زندگی کے مختلف شعبے اُس کے کنٹرول میں آجائیں اور کہ اُن کا کردار پختہ اور مضبوط ہو جائے۔ شاگردیت کا یہی مطلب ہے۔ خدا کا کلام نہ صرف خوب صورت خیالات پیش کرتا ہے بلکہ وہ پورے انسان کو بدلنا چاہتا ہے۔

ہتھیاروں کا صحیح استعمال

جو جوان نظم و ضبط میں کام یاب ہے اُسے ہتھیاروں کا صحیح استعمال سکھایا جاتا ہے۔ بندوق چلانے کے لئے اُس کے ہر پرزے کے بارے میں سکھایا جاتا ہے، اور وہ گھنٹوں تک پریکٹس کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ جب تک وہ صحیح طور پر نشانہ باندھنے میں کام یاب نہیں اُس وقت تک ہتھیار کا کوئی فائدہ نہیں۔

روحانی جنگ میں بھی ہتھیاروں کا صحیح استعمال بہت ضروری ہے۔ جماعت کے فوجی افسر اِس پر غور کریں کہ فوجی روحانی جنگ کے لئے ہتھیاروں کا صحیح استعمال سیکھ لیں اور مشق کرتے رہیں۔ اِنہیں استعمال نہ کرنے سے ہم دشمن کے حملوں پر فتح نہیں پا سکیں گے۔ اِن ہتھیاروں کے دو مقاصد ہیں۔ اِن سے سپاہی اپنا دفاع اور دشمن پر حملہ کرتا ہے۔

یہ ہتھیار کیا ہیں؟ اول، کمر میں سچائی کا پٹکا اور سینے پر راست بازی کا سینہ بند ہے (افسیوں 14:6)۔ کتنے ایمان دار جھوٹ بولنے اور بے ایمانی کرنے سے میدانِ جنگ میں اُترنے سے پہلے ہی شکست کھا جاتے ہیں؟ دوسرے، پاؤں کے جوتے صلح سلامتی کی خوش خبری سنانے کے لئے تیار ہیں۔ کتنے ایمان دار صلح سلامتی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں؟ اور کتنے ایمان دار اللہ کے کلام کے وعدے اور نصیحتیں اپنا کر یوں اپنا دفاع کرتے اور ابلیس پر فتح پاتے ہیں؟ اِس کے لئے مشق کی ضرورت ہے یعنی خدا کے کلام کا مطالعہ کرکے اِس کا بار بار اپنی زندگی پر اطلاق۔ اِس ناتے سے جماعت کے راہنما کی ذمہ داری یہ نہیں کہ وہ اُن کی خاطر یہ ہتھیار استعمال کرے بلکہ یہ کہ وہ اُنہیں اِن ہتھیاروں کو استعمال کرنے کا فن سکھائے۔ کس طرح؟ اپنے نمونے اور اللہ کے کلام سے۔

جماعت کا سچا راہنما بار بار خدمت گزاروں کی اِن ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی اہلیت پرکھے گا اور اُن کی حوصلہ افزائی کرتا رہے گا تاکہ وہ "خداوند اور اُس کی زبردست قوت میں طاقت ور بن جائیں" (10:6)۔

جنگ لڑنے کے طور طریقے

فوجی افسر فوجیوں کو جنگ لڑنے کے طور طریقے سکھاتا ہے۔ وہ مشہور فتوحات کی وجوہات ظاہر کرتا اور جنگ لڑنے کے مختلف طریقوں کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ بھی جماعت کے فوجی افسر کی ایک ذمہ داری ہے۔ اُسے خدمت گزاروں کے سامنے جماعت کی فتوحات کی وجوہات بیان کرنی چاہئیں۔ اُس پر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے کہ جماعت نے کن کن باتوں میں شکست کھائی ہے۔ اپنی ذاتی اور جماعت کی ترقی حاصل کرنے کے مفید طریقے سکھانے کی ضرورت ہے۔

راہنما کو چاہئے کہ وہ اُنہیں نئی جماعتیں قائم کرنے اور قائم رکھنے کے طریقے اور تکنیکیں سکھائے۔ لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ جماعت کے راہنما تمام خدمت گزاروں کے ساتھ مل کر اپنی جماعت کے بارے میں یہ سوال پوچھیں کہ ہماری جماعت نے کہاں ترقی کی ہے؟ اِس کی کیا کیا وجوہات تھیں؟ کیا ہم اِن طریقوں سے موجودہ خدمت کے لئے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں؟ نیز، جماعت کے فوجی افسر کو خدمت گزاروں کی اِس میں راہنمائی کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ شیطان کے قبضے میں پڑے ہوئے علاقوں پر دھیان دیں، اُن کے لئے دعا کریں اور اُنہیں مسیح کے لئے جیتنے کے طریقے کے بارے میں سوچیں۔ یہ اگلے قدم کے لئے لازمی ہے۔

قابل فوجیوں کو افسری کی ٹریننگ دینا

فوجی افسر ہمیشہ اِس پر بھی توجہ دیتا ہے کہ کون سے فوجی قابل ہیں۔ ایسے لوگوں کو چن کر افسری کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔

جماعت کے راہنماؤں کو بھی بڑے غور سے دیکھنا چاہئے کہ جماعت کے کون سے ممبران زیادہ لائق ہیں۔ شروع میں وہ ایسے لوگوں کو چھوٹی چھوٹی ذمہ داریاں دیں۔ اگر اُن میں قابلیت نظر آئے تو اُنہیں

مزید ذمہ داریاں دیں۔ یوں راہنماؤں کو آہستہ آہستہ اُن کی خدمت پر اعتبار ہونے لگے گا۔ ساتھ ساتھ وہ اُنہیں تعلیم بھی دیں۔

اے بزرگ! کیا آپ ایسے لوگوں کو سامنے آنے کا موقع دینے کے لئے تیار ہیں؟ اگر آپ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ جماعت میں میرے علاوہ کوئی لائق نہیں ہے تو دال میں کچھ کالا ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اللہ کی مرضی نہیں ہوسکتی کہ جماعت کی راہنمائی اور خدمت صرف ایک یا دو افراد کی گرفت میں رہے۔ آج کل ہمیں ایسے خادموں کی ضرورت ہے جو نرمی سے نئے خدمت گزاروں کو پال پوس سکتے ہیں۔ اِس طرح ہم آئندہ بھی کام یاب رہیں گے۔

شیطانی علاقوں پر قبضہ کرنا

کچھ خدمت گزاروں میں یہ رواج ہے کہ وہ کبھی کبھی تبلیغی دورے پر جاتے ہیں۔ لیکن گو ایسے دورے غلط نہیں ہیں تو بھی اِن کی ایک بڑی کمزوری ہے۔ اِن کا اثر صرف چند دنوں تک رہتا ہے جیسے کوئی فوج اچانک دشمن پر حملہ کرکے فوراً واپس چلی جائے۔ بے شک وہ اِس طرح دشمن کو بہت نقصان پہنچا سکتی اور اُسے لُوٹ بھی سکتی ہے۔ لیکن اِس حرکت سے دشمن کے ملک اور رعایا پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا۔ اِس کے برعکس جو جماعت منصوبہ بندی کے تحت لگاتار ایک ہی علاقے میں خدمت کرے وہ زیادہ کام یاب ہو گی۔

ایک شہر میں دو خادموں کو گرد و نواح کے علاقے کے لئے بوجھ محسوس ہوا۔ پہلے اُنہوں نے پورے علاقے کا سروے کیا۔ معلوم ہوا کہ اکثر گاؤں میں برادری کے خاندان جہالت میں رہ رہے ہیں۔ اُنہیں عیسیٰ کے نجات بخش کام کے بارے میں علم تک نہیں۔ دعا کرتے کرتے وہ سوچنے لگے کہ کام کہاں سے اور کس طرح شروع کریں، کیونکہ صرف دورہ کرنا ہی کافی نہیں۔ آخرکار اُنہوں نے ایک جگہ مقرر کی جو اُن کی جماعتوں سے زیادہ دُور نہیں تھی اور ایک نہایت اہم فیصلہ کیا۔ یہ کہ ہم ٹیم کی صورت میں اُس جگہ پر خدمت کریں گے۔ پہلے ہم بچوں میں خدمت کریں گے۔ یوں بچوں میں روحانی تربیت شروع ہوئی۔ اُن کے کچھ دوست بھی اُن کے ساتھ خدمت کرنے لگے۔ ہوتے ہوتے بچوں میں سے بہت سے ایمان

لا کر خدمت میں حصہ لینے لگے۔ اِس وقت 50 سے زائد خدمت گزار اِس خدمت سے پیدا ہوئے ہیں۔ کئی جگہوں پر بڑوں کے لئے عبادت بھی شروع ہوئی ہے۔

مگر یاد رکھنا کہ یہ ایک روحانی جنگ ہے۔

> ہماری جنگ انسان کے ساتھ نہیں ہے بلکہ حکمرانوں اور اختیار والوں کے ساتھ، اِس تاریک دنیا کے حاکموں کے ساتھ اور آسمانی دنیا کی شیطانی قوتوں کے ساتھ ہے۔ (اِفسیوں 12:6)

عیسیٰ مسیح نے فرمایا کہ ہم صلح کی خوش خبری سنائیں نہ کہ تلوار کا پیغام دیں۔ اور یقین کریں کہ یہ جنگ ہر دنیاوی جنگ سے زیادہ مشکل ہے، کیونکہ شیطانی علاقے نہ صرف ہمارے اردگرد بلکہ ہمارے اندر بھی ہیں۔ ہماری پرانی انسانیت بار بار اپنا مکروہ سر اُٹھاتی ہے، لہٰذا اِس پر بار بار فتح پانے کی ضرورت ہے۔

7 خلاصہ

ہم نے جماعت کے راہنما کی خوبیاں سمجھنے کے لئے چھ نمونوں کا مطالعہ کیا ہے— کسان، ٹھیکے دار، مینیجر، چرواہا، جج اور فوجی افسر کا۔ ہر ایک نمونے سے جماعت کے راہنما کی خدمت کے مختلف پہلو اُبھرتے ہیں۔ کچھ باتیں تو ہر نمونے میں پائی جاتی ہیں۔ آخر میں ہم اِن مجموعی عناصر پر غور کریں گے۔

حکومت کرنے کا فقدان

سب بہن بھائی برابر ہیں اِس لئے لازم ہے کہ ہم کسی کو بھی اپنا راج جتانے کا موقع نہ دیں۔ جب جماعت میں کوئی بڑا بنے تو یہ بات مسیح کی خوش خبری سے متصادم ہے اور اِس کا پوری جماعت پر بُرا اثر پڑے گا۔

ٹیم کی صورت میں خدمت

ہر نمونے کے مطابق خدمت گزار ٹیم کی صورت میں کام کرتے ہیں۔

انتظام چلانے کی مہارت

کام یاب راہنما جماعت کا بندوبست مہارت سے چلا سکتے ہیں۔ وہ پیسے سنبھال سکتے اور لوگوں کو چلا سکتے ہیں۔ چلانے کا مطلب لوگوں پر حکومت کرنا نہیں بلکہ اُنہیں حلیمی سے خدمت کے لئے اُبھارنا ہے۔

خدمت گزاروں کو چن کر اُنہیں ٹریننگ دینا

راہنماؤں کے اندر یہ سوال رہتا ہے کہ ممبران میں سے کون سے افراد خدمت کرنے کے لائق ہیں؟ ایسے لوگوں کو وہ چن کر تربیت دیتے ہیں۔ وہ اُنہیں نہ صرف تعلیم دیتے بلکہ خدمت کرنے کے موقعے فراہم کرتے ہیں۔

منصوبہ بندی کے تحت کام کرنا

کام یاب راہنما اندھا دُھند خدمت نہیں کرتے بلکہ لگاتار حالات کو پرکھتے اور منصوبہ بندی کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی منصوبہ کام یاب ہو تاہم وہ مطمئن نہیں رہتے بلکہ آگے سوچتے اور مزید منصوبے بناتے رہتے ہیں۔

جماعت میں صحت مند تعلقات پر زور

جماعت کے راہنما اِس فکر میں رہتے ہیں کہ ممبران کے آپس میں تعلقات بحال رہیں۔

اپنی خدمت کا پھل دیکھنے کی آرزو

وہ پیسے کمانے کے خیال میں نہیں رہتے بلکہ یہ آرزو رکھتے ہیں کہ اُن کی خدمت سے جماعت میں پھل نظر آئے، کہ لوگ روحانی طور پر ترقی کریں اور نئی جماعتیں قائم ہوں۔